نمبر	مصرعۂ اولیٰ	صفحہ نمبر	تعداد اشعار
۱	جدھر بھی ہے نگاہ ڈالی ادھر تصویر ہے تیری	۱	10
۲	قدرت خدا کی ہے جو کہے جا رہا ہوں میں	۳	23
۳	محمدؐ مصطفیٰ کا نام جب اک بار آتا ہے	۸	21
۴	مجھ سن بھی لے پیاری وہ سب کی سننے والے	۱۳	9
۵	ہم کو ملنا ہے بس ان سے ہی ملانے والے	۱۵	16
۶	او دل کے مکیں دل ہوا کیا تو ہی خبر لے	۱۹	10
۷	کیا ہو گیا دل میرا بتا ہی نہیں سکتا	۲۱	14
۸	ہم ذرا راضی رہو ساتھ میں رہنے والے	۲۴	9
۹	دل میں ہے بسی میرے تنویر محمدؐ کی	۲۶	12
۱۰	مرے نوری پیا تیرے نظاروں میں پتہ نکلا	۲۹	17
۱۱	مرے نور والے سنا ہا میرا پیر جب کہ تو ہے	۳۳	20
۱۲	تو شمع محفل نورانی ہم شمع کے پروانے نکلے	۳۷	14
۱۳	وفا کا کام کہاں جب وفا کا نام نہیں	۴۰	9
۱۴	تمہیں سننے والے تمہیں کو سناؤں تمہارے سوا کون میری سنے گا	۴۲	12
۱۵	تیرے بغیر ساقیا دل کو کہاں قرار ہے	۴۵	10

206

نمبر	مصرعۂ اولیٰ	صفحہ نمبر	بوارد استعمار
۱۶	ترا نام لب پہ جو آگیا اسی آن مجھ کو مزا ملا	۴۷	15
۱۷	یہ زندگی ہماری ہے تم پہ فدا رہے	۵۰	16
۱۸	دو جہاں کو کون پوچھے ان کے مل جانے کے بعد	۵۴	19
۹۲	تمہاری یاد میں اب دورِ زندگانی ہے	۵۸	21
۲۰	سارے عالم میں تمہاری ذات کا ہمتا نہیں	۶۳	18
۲۱	یارَبّی اِنّی عاجزٌ وَاجْعَلنِی مِنکَ قَادِرًا	۶۷	16
۲۲	دانم کہ توئی ہستی غیر تو نمی دانم	۷۱	17
۲۳	جب سے کھلی آنکھیں جانانہ نظر آیا	۷۵	21
۲۴	صنما تو جانِ جہاں شدی تو مکیں شدی تو مکاں شدی	۷۹	19
۲۵	سنبھل سنبھل کر تمہیں سے پوچھوں شراب تم نے پلائی کیا ہے	۸۳	13
۲۶	دل تو تم نے لیا جسم تابع ہوا جان بھی اب تمہیں پر فدا ہوگئی	۸۶	15
۲۷	تمہاری یاد ہے تم ہو تمہارے ماسوا کیا ہے	۸۹	17
۲۸	مری آنکھوں میں تم ہو دل میں تم ہو جانِ جاں تم ہو	۹۳	21
۲۹	جو رہا ہو تیرے خیال میں اسے چین ہے نہ قرار ہے	۹۷	27
۳۰	کہئے سناؤں کہ دل کو مرے قرار نہیں	۱۰۲	25

نمبر	مصرعۂ اولیٰ	صفحہ نمبر	بوارد استعمار
۳۱	من چیزے نہ بینم بجز آں جلوۂ جانہ	۱۰۸	27
۳۲	تم دل کے مکیں ہو دل بھی ہو دل تم کو دکھائے جاتے ہیں	۱۱۴	31
۳۳	جس کو تمہارا ہو پتہ اس کا کہیں پتہ نہیں	۱۲۰	34
۳۴	مکیں تم ہو مکاں تم ہو تمہیں بتاؤ حجاب کیا ہے	۱۲۷	26
۳۵	خود سے ہم خود کو گئے کہہ کر دیا اک بات میں	۱۳۲	30
۳۶	ہم کو باتیں بنانی تو آتی نہیں	۱۳۸	34
۳۷	تو ہر دم یاد ہی آئی ترا ہر بار ہی بیتم	۱۴۵	28
۳۸	بہت کچھ کھو دیا جو ہے غنیمت جان اے بابا	۱۵۱	37
۳۹	مجرم نہیں ہے مجھ سا داتا نہیں ہے تجھ سا	۱۵۹	37
۴۰	میری آنکھوں میں تو چ آگیا میں جدھر گیا اُدھر آگیا	۱۶۷	26
۴۱	مذاقِ زندگی کو اب بدل کر کام کچھ کرلے	۱۷۲	30
۴۲	ذرا وہم کا اپنے پردہ اٹھا کے ہیں دیکھنے کون ہے اور کیا ہے	۱۷۸	21
۴۳	ہماری اب نگاہوں میں بسی تصویرِ جاناں ہے	۱۸۲	28
۴۴	تمنا ہے اب جا کہ جسما ملوں مگر دل تو پہلے فنا ہوگیا	۱۸۸	19
۴۵	میں بے نشر و سامان ہوں سامان عطا کر دے	۱۹۲	21

نمبر	مصرعۂ اولیٰ (A)	تعداد اشعار	نمبر
۱۹۶		23	
۲۰۱	نگاہ عالم سے چھپ رہی ہے تمہارا در کیا کریں گے	17	
۲۰۵	میں آگیا جسم سے نکل کر مرا دل نکل گیا ہے	31	
۲۱۱	ہر منظر عالم میں نظر آئے محمدؐ	30	
۲۱۷	کیسے بولوں کہ حالت کیا ہی ہے یا رسول اللہ	33	
۲۲۴	مری جان تم پر فدا ہے محمدؐ	31	
۲۳۰	جہاں کا ہرگز پتہ نہ ہوتا وجود تم نے دیا نہ ہوتا	33	
۲۳۶	جان تم پر کروں قربان مدینے والے	45	
۲۴۵	پردہ کرتے بھی ہو اور پردے کے باہر بھی ہو	25	
۲۵۰	مجھے ان کی یاد ہے رات دن مجھے اب انہیں کا خیال ہے	47	
۲۶۰	دل میں تمہاری یاد ہو لب پہ تمہارا نام ہو	35	
۲۷۰	اس وقت سے ہوں دیوانہ ترا جب مجھ کو بنایا بھی نہ گیا	28	
۲۷۷	مجھے یاد ہے تمہاری مجھے تم سے لو لگی ہے	39	
۲۸۵	نہ دیکھے ہوئے جو ہیں دیوانے ان کے، اگر دیکھ لیں گے تو کیا کیا کریں گے	43	
۲۹۴	تمہیں پر رات دن شیدا مرے آقا مرا دل ہے	27	
۳۰۰	اے بندۂ مومن تو اک کام یہاں کر دے		

نمبر	مصرعۂ اولیٰ (B)	تعداد اشعار	صفحہ نمبر
۲۹۹	یہ کون و مکاں سارا سامان تمہارا ہے	42	
۳۰۵	تمہاری راہ کی تخریب بھی تعمیر ہوتی ہے	42	
۳۱۱	مرے عمل کا نہ معلوم کیا صلہ ہوگا	45	
۳۱۴	تری یاد میں اب میں کھو یا گیا ہوں مرا ہو یا ترا پتہ ہے تو تو ہے	57	
۳۲۲	اب زندگی میں رات دن تیرا ہی تذکرہ کروں	38	
۳۲۸	تجھ سے جو چیز ہے ملی ایسی کہیں ملی نہیں	46	
۳۳۳	اس شمعِ وحدت کا میں بن گیا پروانہ	50	
۳۳۸	مصیبت بھی تری خاطر مجھے راحت ہی ہوتی ہے	46	
۳۴۳	کسی کا عینِ حق ہونا حقیقت اس کو کہتے ہیں	56	
۳۴۹	بظاہر جی رہا ہوں فی الحقیقت مر رہا ہوں میں	53	
۳۵۵	کیا مجھ کو کمی ہوگی میرا جو خدا ہوگا	60	
۳۶۱	جدھر دیکھو اُدھر جلوہ نما اللہ ہی اللہ ہے	60	
۳۶۷	ترا ساتھ رہنا مرا وضو تری یاد رہنا نماز ہے	20	
۳۶۹	تمہاری یاد میں ہم خود بھلائے جاتے ہیں	55	
۳۷۶	اگر دنیا و ما فیہا ترے ہوں بھی تو کیا ہوتا	54	
		4	
		511	

نمبر	(۶) مصرعۂ اولیٰ	صفحہ نمبر	تعداد اشعار
۷۶.	کہیں رہ گئے کہیں سے پئے کہیں منہ دکھا کے چھپا لیا	۳۸۲	23
۷۷.	پریشاں ہو نہ مندے ہر طرح اللہ کافی ہے	۳۸۵	21
۷۸.	غفلت سے نکل کر کچھ کام بھی کر، ہونا جو نہ تھا وہ ہو ہی گیا	۳۸۸	26
۷۹.	غم نہ کر وحشت نہ کھا فضل خدا ہو جائے گا	۳۹۱	24
۸۰.	مرے حال پر یہ اے خدا ترا فضل ہوتا ہی جائے گا	۳۹۴	26
۸۱.	مجھ جیسے بڑے پاپ کرم، اب تک جو کھلا ہے کیا بولوں	۳۹۷	32
۸۲.	یہ جہاں کی ساری حقیقتیں، محض ایک خواب و خیال ہے	۴۰۱	28
۸۳.	نگاہِ لطف ہو جاتی تو بیڑا پار ہو جاتا	۴۰۴	21
۸۴.	خدا کا فضل ہوتا ہے تو بن جاتی ہیں تقدیریں	۴۰۶	20
۸۵.	ترے فضل کا ہری ذات پر، نہ حساب ہے نہ کتاب ہے	۴۰۸	31
۸۶.	مرے پاس کیا ہے تو ہی بتا، تری ذات پر جو فدا کروں	۴۱۱	37
۸۷.	تم جو چاہو تو نہیں کیا نہیں ہوتا بولو	۴۱۵	41
۸۸.	تری یاد کا ہر دم مرے دل میں اجالا ہے	۴۱۹	31
۸۹.	کوئی دے مجھے یا نہ دے مجھے، مجھے دینے والا تو مل گیا	۴۲۲	30
۹۰.	غضب ہے سب میں ہو کر، سب سے پھر تنہا بھی ہے	۴۲۵	32

نمبر	(۷) مصرعۂ اولیٰ	صفحہ نمبر	تعداد اشعار
۹۱.	فضل ہی کا نتیجہ ہے جو بھی ہوا، ورنہ ہم سے بھلا ہائے کیا ہو سکے	۴۲۸	31
۹۲.	آگے بڑھ پیچھے نہ ہٹ فضل خدا ہونے کو ہے	۴۳۱	43
۹۳.	[illegible] فضل خدا کچھ اور ہے	۴۳۴	52
۹۴.	ہوا فضل ہم پہ تو جا بجا، مگر اس طرح کا ہوا نہیں	۴۳۹	43
۹۵.	ہے نظر میں تو ہی تو تیرے سوا کچھ بھی نہیں	۴۴۳	59
۹۶.	سب یہ قدرت کے ہیں جلوے ہم میں کچھ ہیت نہیں	۴۴۹	62
۹۷.	فضلِ حق سے آج تک کیا کیا ہوا کیا نہ ہوا	۴۵۵	66
۹۸.	وہ ترا اگر ہے تو بتا غم تجھے کیا ہے	۴۶۱	65
۹۹.	تم اگر میرے رہو بس مجھے حاجت کیا ہے	۴۶۶	22
۱۰۰.	مریضِ تو ام کن دوا یا محمدؐ	۴۶۸	53
۱۰۱.	کلامِ زاہداں دیگر مقامِ عاشقاں دیگر	۴۷۱	25
۱۰۲.	ارادے کرے سو سو طرح سے کامیابی کے	۴۷۴	18
۱۰۳.	فلما بکیت بکاء اخیرا	۴۷۶	27
۱۰۴.	سوا اس زندگی کے [illegible] زندگی بھی ہے	۴۷۹	27
۱۰۵.	ابتدائے عاشقی و انتہائے عاشقی	۴۸۱	41

634

نمبر	(8) مصرعہ اولیٰ	صفحہ نمبر	تعداد استعمار
۱۰۶	سب سے اب چھوٹ کے ہم اُس سے لگے بیٹھے ہیں	۴۸۵	42
۱۰۷	شہ خوباں را، گفتہ خدائے ما تو یہ	۴۸۹	27
۱۰۸	ان کے کرم کو یاد کر، ان کے ستم کو بھول جا	۴۹۲	11
۱۰۹	تھام لو نیا ہماری۔ میں واری تم پہ جاؤں نبی جی	۴۹۳	93
۱۱۰	نظم۔ اللہُ	دوسری کتاب میں	
۱۱۱	رحم کن بہر خدا، یا غوث الاعظم دستگیر	۴۹۹	33
۱۱۲	اِنَّکَ حامدٌ وَّ محمودٌ (سلام)	۵۰۳	20
۱۱۳	ہماری طرف بھی مدینے کے مالک	۵۰۵	20
۱۱۴	مرا نور والا پیارا محمدؐ	۵۰۷	9
۱۱۵	مرے ساتھ جب ہے مرا خدا، مجھے کیا کمی مجھے کیا نہیں	۵۰۸	7
۱۱۶	مرا ذکر صبح و مساء ہے محمدؐ	۵۰۹	16
			278

206
280
429
511
734
423
634
278
3495

(1)

جدھر بھی ہے نگاہ ڈالی اُدھر تصویر ہے تیری
کہیں تعریف ہے تیری کہیں توقیر ہے تیری

بٹے نظروں سے جب عالم تصوّر میں جگہ لے لی
یہاں تصویر ہے تیری وہاں تنویر ہے تیری

جہاں بھی کچھ کھٹک پائی صدا آئی تو کیا آئی
ہر اک آواز میں شاہا کھلی تقریر ہے تیری

ہوا جو کچھ جہان میں اور جو ہوگا وہ مقدّر ہے
اسی کو قدر کہتے ہیں یہی تقدیر ہے تیری

قُویٰ سے جب کوئی آئے نکل کر فعل میں ظاہر
ظہورِ یار کے انداز ہیں تدبیر ہے تیری۔

کہیں شاہی تیری دیکھی کہیں سلطنت تیری
کہیں تمہید ہے تیری کہیں [illegible]

کسی صورت سے تیری شان ہی ہر آن ظاہر ہے
گدائی کی ادا میں ہائے کیا تحقیر ہے تیری

ترا دامن نرالا ہے تری صورت نرالی ہے
جدھر تحقیر ہے تیری اُدھر توقیر ہے تیری

محمدؐ نورِ مطلق ہے ظہورِ حق کا مظہر ہے
دریں آئینۂ احمد احد تصویر ہے تیری

پتہ اس کا یہی آمر جہاں تو ہے وہاں وہ ہے
کہ تو منئے ہے تو وہ نائی یہی تفسیر ہے تیری

قدرت خدا کی ہے جو کہے جا رہا ہوں میں
اس کی سہار [illegible] جا رہا ہوں میں
ہر دم [illegible] سہارا لئے

اب ذوقِ زندگی کی [illegible] ہے نہ انتہا
اس کی حیات ہے جو جئے جا رہا ہوں میں

اس زندگی کو اپنی سمجھتا ہے کب روا
کوئی چلا رہا ہے جئے جا رہا ہوں میں

عالم نہیں خدا کے سوا تا ابد کوئی
بس جاہلی پہ اپنی جمے جا رہا ہوں میں

افعال کو کہاں سے میں اپنے بتا سکوں
جب بے ارادتی میں گنے جا رہا ہوں میں

جو بھی کیا ہے اس نے کیا ہے خدا کیا
کوئی کرا رہا ہے کئے جا رہا ہوں میں

قدرت نہیں ہے بس میں تو پھر قادر کہاں
قدرت کو عاجزی میں لئے جا رہا ہوں میں

جب سے بھی سن رہا ہوں سماعت اسی کی ہے
کوئی سنا رہا ہے سنے جا رہا ہوں میں

تیرے دکھائے دکھتا ہے عالم نگاہ میں
کوئی دکھا رہا ہے دیکھے جا رہا ہوں میں

او صاحبِ کلام تو ہی اک کلیم ہے
گونگا ہوں پر تجھی سے کہے جا رہا ہوں میں

جس کو وجود ہے وہی موجود ہو سکے
یہ بھی خطا ہوں جو بھی کہے جا رہا ہوں میں

جب صفحۂ وجود سے نام اپنا مٹ گیا
اس کی اَنا میں خود ہی چھپے جا رہا ہوں میں

کیسے پڑھوں نماز کہ جب میں ہی میں نہیں
جب اس کے سامنے ہی لٹے جا رہا ہوں میں

ظلمت و نور دونوں مقابل میں کب رہیں
حق ہے جو میں نہیں ہوں کہے جا رہا ہوں میں

مجھ سے کبھی نماز ہوئی ہے نہ بندگی
کوئی پڑھا رہا ہے پڑھے جا رہا ہوں میں

روزے رکھے تو کیسے رکھے ہیں لے لیا
کوئی رکھا رہا ہے رکھے جا رہا ہوں میں

جب دی زکوٰۃ تو نے تو اپنا تھا کیا دیا
کوئی دلا رہا ہے دئے جا رہا ہوں میں

گر تو نے حج کیا بھی تو اتنا سمجھ کے کر
کوئی کرا رہا ہے کئے جا رہا ہوں میں

کب تک دوئی کی قید کی یہ گفتگو رہے
کوئی بچے نہ اس سے کہے جا رہا ہوں میں

گر تو نجات چاہے تو اتنا ہی کر گذر
تو ہٹ خدا کہے کہ کہے جا رہا ہوں میں

ہے وحدت الوجود تو پھر غیر لب رہے
ہے بحر وہ تو موج بنے جا رہا ہوں میں

نسبت سے موج کی ہے فنا آن آن میں
اور بحر کی بقا میں بسے جا رہا ہوں میں

کر دیں ہم دور خود سے تو رب (اپنا) مل سکے
آسیؔ (علاج) (طریق) وصل کہے جا رہا ہوں میں

---

(۳۴)

محمد مصطفیٰ کا نام جب اک بار آتا ہے
تصور میں ٹھہر کر عالمِ اسرار آتا ہے

زمیں کیا شئے ہے اُس کے سامنے پھر آسماں کیا ہے
زمیں سے لامکاں تک سامنے دربار آتا ہے۔

حلاوت کیا رکھی ہے وہ پیارا نامِ سرکار دو عالم میں
تصدق اس پہ ہونے کو مرا گھر بار آتا ہے۔

شریعت نے مجھے روکا وگرنہ حال تو یہ ہے
خیالِ سجدۂ احمد مجھے ہر بار آتا ہے۔

حقیقت احمد مختار کی جانی نہیں جس نے
اُسے ایمان لانا بر احمد مختار آتا ہے۔

بیاں کیا ہو سکے ہم سے ترے انداز بھی کیا ہیں
وہ کب جب اللہ کو تجھ پر بے انداز پیار آتا ہے۔

مقامِ احمد مختار کو اللہ ہی خود جانے
کلام اللہ نبی کی بن کے جب گفتار آتا ہے۔

زباں تیری بیاں اُس کا ادا تیری عمل اس کا
خدا بن کر محمد مصطفیٰ ہر بار آتا ہے۔

بظاہر عالمِ امکاں حقیقت میں محمد ہے
احد ہر ذرے سے احمد کے سر باناز آتا ہے۔

تعرّف جب ہوا اس عالمِ امکاں کا ہم کو
لئے پردہ محمد کا نظر ستار آتا ہے

اطاعت ہی محمدؐ کی اطاعت ہے
عنایت ہیں محمدؐ کی نگاہیں ناز ہیں محمدؐ کی

محمدؐ کو خدا کو گر سمجھنا ہو تو یوں سمجھ
خدا باطن محمدؐ صورتِ اظہار آتا ہے۔

زماں تو ہے مکاں تو ہے مگر یہ سب مکین و لا مکاں تو ہے
وجودِ ذرّہ ذرّہ بن مرا سرکار آتا ہے۔

بظاہر پردہ فرمایا ہے تو نے ذاتِ احمدِ مرسل
حقیقت کی نظر میں پھر نظر ہر بار آتا ہے۔

وجودِ عالمِ امکاں سارا جب نور محمدؐ ہے
وہی اک نورِ حق بن بن کے انوار آتا ہے۔

ادھر یہ ہے اُدھر وہ ہے حقیقت میں وہی وہ ہے
اِدھر عبدِ حقیقی کا محض اقرار آتا ہے۔

اُدھر سے نیں ہے تیرا اِدھر کو دین ہے تیرا
وہ جھولی بھر ہی لیتا ہے جو اس دربار آتا ہے۔

تجھے اے رحمتِ عالم قسم ہے رحمتِ حق کی
اِسے مت چھوڑ آقا یہ بحالِ زار آتا ہے۔

جہاں نے مجھ کو دھتکارا گلہ اس کا نہیں مجھ کو
بھکاری اب ترا بن کر ذلیل و خوار آتا ہے۔

تری رحمت سے یہ پوچھوں بتا میں نے کیا کیا ہے
بلایا سب کو ہے تو نے یہی اک بار آتا ہے۔

جواب آئے کو یہ آیا سر
بلا وا اُس کو (ے) جو ہے لائق

---

(۴) استغفار

کچھ سن بھی لے ہماری وہ سب کی سننے والے
کب سے پکار رہے ہیں تجھ کو سنانے والے

دل دکھ رہا ہے بے حد حالت بری بنی ہے
اب رحم کر خدایا او رحم کرنے والے

جو بھی عمل ہوئے ہیں بگڑے ہوئے ہوئے ہیں
اب (کچھ) فضل ہم پہ کردے او فضل کرنے والے۔

در پر ترے کھڑے ہیں اور تجھ سے مانگتے ہیں
ہم ہیں رضا کے طالب جو بھیک منگنے والے

جو کچھ کیا ہے ہم نے وہ سامنے ہے تیرے
اب عفو کردے آقا او عفو کرنے والے۔

عاجز ہیں ہے نواہیں در کے تیرے گدا ہیں
اپنی رضا کے صدقے دے غم کو دینے والے

صورت نہیں ہماری جو سامنے ہی آئیں
لیکن ترے نبی کے ہیں نام لینے والے

اب اپنے دل سے آ کر پھر رجوع کامل
پھر تو پکار اس کو او عفو کرنے والے

فضل در
تا جوش میں وہ آئے اور تجھ کو یوں سنائے
جا بخش دیں خطائیں او رو کے کہنے والے

ہم کو ملنا ہے بس اُن سے ہی ملانے کے لئے
نہ زمانے کے لئے نہ ملانے کے لئے

جس سے ملتے ہیں ہم انہیں کی ہی سنا دیتے ہیں
ہم بلاتے ہیں انہیں اُن سے ہی ملانے کے لئے

درد سینے میں جو رکھتے ہیں وہ کیا دکھلائیں
تم سنو گے نہ سنو ہم ہیں سنانے کے لئے

ہم اُسی کے ہیں مقرر کیا ہم کو اس نے
رات دن تم کو ہر اک طور منانے کے لئے

زندگی ختم کے آئی ہے قریب اب اپنی
پھر یہ غفلت کے خزانے ہیں جانے کے لئے

جو بھی ہم (جو) کہتے ہیں (وہ) اپنے سے نہیں کہتے ہیں
سامنے ہم کو کیا خود کو [illegible]

—

پردہ اس نے کیا تاکہ نہ ہر کس دیکھے
ہم سے وہ چھپنے کا سارے زمانے کے لئے۔

—

ہم نہیں کہتے ہیں۔ ہم کون ہیں کہنے کے لئے
ہم ذریعہ ہیں کلام اُن کا سنانے کے لئے۔

—

ہم میں وہ ہیں تمہیں معلوم نہیں ہم کیا ہیں
ہم جو ہیں دیکھتے بس اُن کو دکھانے کے لئے۔

—

ہم جو سن سکتے نہیں ہیں تو سنانا کیا ہے
اُن کے سننے کو سنانے کو جتانے کے لئے۔

—

ہم (جو) اک جنبش و حرکت کے نہیں ہیں قابل
[illegible]
اس قدر علم ہے ہم کو کہ ارادہ اپنا
جب ارادے میں نہیں ہیں تو کبھی ہے کامل
ماتشاؤن کی تفسیر سنانے کے لئے۔

—

ہم نے جب علم کے میدان میں خود کو دیکھا
طفلِ مولود کی حالت ہے بتانے کے لئے۔

—

پھر جو جاتا ہے کدھر بنے وہ کہاں سے جانا
جو بھی ہے علم علیم ان کو جتانے کے لئے۔

—

موت اپنی جو مُلاقی ہے ہمیشہ کے لئے
زندگی اُن کی جتانے و دکھانے کے لئے۔

—

نیستی میں نہیں جب اپنا وجود رہتے آگر
نام کا میرے دنیا خاتمہ ہوا تو ہی خبر لے

او دل کے مکین دل ہرا کیا تو ہی خبر لے
گھر تیرا یہ کیوں لٹا گیا تو ہی خبر لے

معلوم نہیں کیا ہے مرا حال مجھے بھی
جاتا رہا سب چین مرا تو ہی خبر لے

خالی جو کیا تھا یہ مکاں تیرے لئے ہی
کیوں ہاتھ سے میرے یہ گیا تو ہی خبر لے

پاؤں میں کہاں چین ترے بن مرے آقا
بے چینی
(بے چینی) ~~بے چینی~~ مری چین ترا تو ہی خبر لے

اس درد کو جز تیرے کوئی جانتا کیا ہے
جز تیرے نہیں کوئی شفا تو ہی خبر لے

اب چین و سکوں نام کو بھی مجھ میں نہیں ہے
آ میرے رفیقا ادھر آ تو ہی خبر لے

ذلت تھی مری عزتیں تو نے ہی عطا کیں
اب حال دگرگوں ہی ہوا تو ہی خبر لے

آ تجھ کو بتاؤں کہ جگر ہائے ہوا کیا
اس درد کا درماں نہ رہا تو ہی خبر لے

اتنا تو سمجھتا ہوں ترا غیر نہیں ہے
پر دیکھتے دکھتے کی ذرا تو ہی خبر لے

پھر دوسری اک التجا آ مر سے یہ سن لے
جوں دل میں مرے درد اٹھا تو ہی خبر لے

---

(۷)

کیا ہوگیا دل میرا بتا ہی نہیں سکتا
کیا حال ہے اب میرا جتا ہی نہیں سکتا

کیا خوب گذرتی تھی جو تم ساتھ میں رہتے
پھر غیر تمہارا کوئی آ ہی نہیں سکتا

جب جب بھی کوئی یاد مرے دل کو ہے آتی
ایسا تو کوئی درد سنا ہی نہیں سکتا

جب خلوتیں آتی ہیں میسر تو مرا دل
جز تیرے تصور تو جما ہی نہیں سکتا

اک لمحہ بھی دل میرا جدا تجھ سے نہیں ہے
وہ حسن ہے تیرا جو بھلا ہی نہیں سکتا

آنکھیں تری دکھتی ہیں مجھے ظاہر و باطن
اب غیر ترا دل میں سمایا ہی نہیں سکتا

—

جو روپ لیا تو نے مجھے خوب پتہ ہے
اب اس طرح آیا کہ تو جا ہی نہیں سکتا۔

—

باتیں تری بھولی ہیں ادائیں بھی بھلی ہیں
یوں دل میں ہے آیا کہ تو جا ہی نہیں سکتا۔

—

اب جان بھی قربان ہے ترے سامنے پیارے
یہ پیار کسی پر بھی تو آیا ہی نہیں سکتا۔

—

کیا بات ہے اول مرا لیا اس طرح تو نے
پہلو میں پھر اب دل مرا آیا ہی نہیں سکتا۔

—

جب ہاتھ ترا ہاتھ میں آتا ہے ہمارے
وہ کیف کسی ہاتھ میں آیا ہی نہیں سکتا۔

—

جب تک کہ ترا حسن مرے سامنے رہتا
پھر درد والم سامنے آیا ہی نہیں سکتا

—

تو شمع محفل کی ہے مری بزم میں ہر جا
جز تیرے کوئی شمع جلا ہی نہیں سکتا۔

—

تو کون ہے اور کیا ہے کوئی جانتا کیا ہے
آمیر تو کسی کو یہ بتا ہی نہیں سکتا۔

—

(۸)

تم ذرا راضی رہو ساتھ میں رہنے والے
ہم نے ہیں دیکھ لئے سارے زمانے والے

—

اب نہ ہم تم سے جدا ہیں نہ ہو تم ہم سے جدا
ہم دلی حال تمہیں سے ہیں سنانے والے

—

ہم نے جو کچھ ہے لیا تم سے لیا تم سے لیا
اب کہاں جائیں تمہیں چھوڑ کے جانے والے

—

ہم تمہیں چھوڑ کے جائیں بھی کہاں تم ہی کہو
کیسے اچھے ہو تم بگڑوں کو بنانے والے

—

تم مری آنکھ سے آؤ تو مرے دل میں رہو
پھر نہ جانا کبھی آقا مرے آنے والے

—

دل یہ چاہتا ہے کہ ہر وقت تمہیں یاد رکھوں
کبھی بھولوں تو ہو تم یاد دلانے والے

—

اب مرے درد کا درمان نہیں ہو آقا
جس اسی درد سے ہم چین ہیں پانے والے

—

ہے مرا حال زبوں درد میں بے چین و سکوں
تم ہی اک بار ہنسا دو او رلانے والے

—

اتنا کہہ دینا بھی آہ کے لئے کافی ہے
ہم بھی چاہتے ہیں تجھے او ہمیں چاہنے والے

—

ہم نے سن لی تری فریاد کے سننے والے

۴۴ (9)

دل میں ہے بسی میرے
آنکھوں نے ہے اب لے لی

نور ایسا ملا مجھ کو
ہر ذرّہ میں ملتی ہے تنویر محمدؐ کی

اب آنکھ مری ایسی کوتاہ نہ سمجھ زاہد
جو دیکھ نہ سکتی ہو تصویر محمدؐ کی

مرشد نے مرے ایسے پردے کو اٹھایا ہے
خود پیر میں دیکھی ہے تصویر محمدؐ کی

ارشاد کی صحبت میں ہم تجھ سے ہیں کیا سنتے
نوری تری باتوں میں تقریر محمدؐ کی

کیا بجھ کو پکاروں میں کیا نام ترے لوں میں
سیکھی تری صحبت میں توقیر محمدؐ کی

۵۹ تو ایک نظر میں ہے اور ایک میں سب کچھ ہے
این عالم و آن عالم تنویر محمدؐ کی

ہر لفظ میں تیرے ہے جادو کا اثر پنہاں
تقدیر خدا ہے یا تدبیر محمدؐ کی

ظاہر میں بہت سے تھے جو پہلے نظر آئے
باطن میں ہے پہلا پن تاخیر محمدؐ کی

دو لفظوں میں یوں سمجھو احمدؐ و احد بھی
توحید خداوندی تکثیر محمدؐ کی

تفریق جو کرتے ہیں اللہ میں محمدؐ سے
تکفیر خدا بھی ہے تکفیر محمدؐ کی

—

آسی نہ مفسر کھا ہے عالم کھا ہے نہ عارف کھا ہے
نوری سے پڑھی اس نے تفسیر محمدؐ کی

—

مرے نوری پیا تیرے اشاروں میں پتہ نکلا
پتے کا یہ پتہ ہے برملا میرا خدا نکلا

—

ترے ارشاد نے پردے تعیّن کے اٹھا ڈالے
زمیں قدموں سے نکلی فوق سے سارا سما نکلا

—

تعیّن کی حقیقت لاتعیّن سے جدا کر دی
ترے بس اک اشارے میں ہمارا مدّعا نکلا

—

تجھے جو بھی پکارے نام تیرا جس کے لب آئے
کہ معنیٔ نور میرا لب سے اس کے بولتا نکلا

—

تری تلقین کے صدقے ترے ارشاد کے قرباں
تری خدمت میں جو آیا یقیناً باصفا نکلا

—

ہزاروں پیر دیکھے سیکڑوں خود رہنما دیکھے
مگر تجھ سا کہاں اب تک کوئی اک باخدا نکلا

—

ترے ملنے سے پہلے میری دنیا سب اندھیری تھی
جدھر بھی رُخ کیا میں نے اُدھر ظلمت کدہ نکلا

—

نہ خود ہی گمرہی میں ٹھوکریں پر ٹھوکریں کھائیں
خدا بخشے نہ سمجھی بات تھی جو بولتا نکلا

—

اُدھر سے رحمتِ حق جوش میں آئی تو یہ دیکھا
زمانہ کا نور تھا سب نامِ نوری خود لیا نکلا

—

کلام اللہ تجھے بولوں کہ نور اللہ تجھے دیکھوں
صفات اللہ و ذات اللہ کا جب تجھ میں پتہ نکلا

—

جہاں والوں نے تجھ کو اب تلک دیکھا نہ کچھ سمجھا
وہی دیکھے تجھے جس کی نگاہ اوّل سے ماسوا نکلا

—

خدا ہی خود بتائے تیرا درجہ میں بتاؤں کیا
تری باتوں میں پردے سے نبی نکلے خدا نکلا

—

اشاروں میں ترے فعلیتِ حق سامنے آئی
نگاہوں سے تری ہر آں خدا ہی دیکھتا نکلا

—

اداؤں میں تری نوری پیارے حق نمائی ہے
کہیں جلوے نبی کے ہیں کہیں تو حق نما نکلا

—

مجھے جو دیکھتا ہے وہ مجھے کب دیکھتا سمجھوں
ترے جلوے ہیں مجھ میں میں مثالِ آئینہ نکلا

—

تری نعلین برداری نے مجھ کو کیا بنا ڈالا
شہنشاہوں سے اونچا بن کے اب تیرا گدا نکلا۔

—

جہاں کی اور جہاں والوں کی کچھ پرواہ نہیں آمر
ترا حامی اگر شیخ صفا نوری پیا نکلا۔

—

۵ مرے نور والے شاہا مرا پیر جب کہ تو ہے
نہ طلب ہے اس جہاں کی نہ وہاں کی آرزو ہے۔

—

مرا یار کس کو بولوں مرا یار کس کو دیکھوں
تو صدائے غیب آئی ترا پیر ہو ہو ہے۔

—

مرے پیر کے میں صدقے مرے پیر کے میں قربان
یہی میرا مدعا ہے یہی میری آرزو ہے۔

—

مرے پیر (شیخ) کی کرامت کوئی آکے مجھ میں دیکھے
کہ میں کیا تھا کیا ہوا اب مرا حال روبرو ہے۔

—

جسے تو ملا ہو شاہا اسے کیا ملا نہیں ہے
۶ ملا تجھ سے نورِ احمد ملی تجھ میں رب کی بو ہے۔

—

میں نے دل حوالے اُس کے کیا جس نے دل بنایا
نہ ہی خوفِ خلق باقی نہ شکن کی آرزو ہے۔

مری آنکھ لے کے کوئی ترے روبرو جو آئے
بخدا پکار اٹھے تری مثل تو ہی تو ہے۔

ترا نام جوں ہے نوری تو ہے اسم بامسمّٰی
ترے نام کا ظہورہ یہ جہان میں چار سو ہے۔

جہاں علم کچھ بھی پایا وہیں رک کے پوچھ ڈالا
یہ کہاں سے تم نے پایا تو بتایا شیخ تو ہے

مرا دل جو تو نے دھویا وہ ابھی تلک دھلا ہے۔
ترے ہاتھ کا اثر ہے جو ہمیشہ باوضو ہے۔

جو نماز تجھ سے سیکھی وہ نمازِ دائمی ہے
تری یاد جس میں قبلہ تری بات کا رجوع ہے۔

ترے فیض نے جو روزہ ہمیں یوں ہے اب سکھایا
نہ توجہ غیر کی ہے یہی صوم ہے خضوع ہے۔

جو زکواۃِ ظاہری ہے وہ نفیِ جُزِّ شئی ہے۔
جو زکواۃِ باطنی ہے وہ نفیِ ما و تو ہے۔

بطفیل تیرے نوری مجھے حج ملا تو کیسا
کہ بجائے کعبہ جاتے مرا یار روبرو ہے۔

تجھے دیکھ لوں تو بس ہے ترے آئینہ میں حق ہے
ترا عکس احمدی ہے ترا شخص ربّنٰ ہے۔

مرے نور والے آقا تری بات کے میں صدقے
تری ذات عبدہٗ ہے تری شان وحدہٗ ہے۔

—

ترے فیض نے مجھے اب وہ مقام دے دیا ہے
جہاں میں نہیں خدا ہے جو ورائے ما و تُو ہے

—

جو چمن میں لن غوثی نے اپنے یوں بہت شجر لگائے
کہیں رنگِ یاسمیں ہے کہیں حسنِ گل ہے بو ہے

—

بہ خدا میں کیا بتاؤں مرے نور یا تو کیا ہے
تو وہ گل ہے شاہا جس میں مرے یار ہی کی تو ہے

—

یہ مقام تیرا آمر ترے پیر کی عطا ہے
کہ تو جانتا ہے کیا تھا ترا حال اب جو تو ہے۔

—

(۱۲)

تو شمعِ محفلِ نورانی ہم شمع کے پروانے نکلے۔
اک نور برستا ہے تجھ سے نوری ترے دیوانے نکلے۔

—

حق نور ہے اور تو نوری ہے ظلمت کو تجھی سے دوری ہے
انوار کے ساغر پی پی کے ساقی ترے مستانے نکلے۔

—

برسوں میں جو بننا مشکل ہو وہ کام بنے تجھ سے ایسے
چند لمحوں کی بارش تجھ سے جو عالم پہ وہ برسانے نکلے۔

—

اک پرتو نورانی تیرا جس پر بھی گرا وہ کیا نکلا
ارشاد پہ اُس کے سر دھونے ارسال سے تڑپانے نکلے۔

—

جس جا بھی گئے ہیں تیرے قدم انوار کی بارش ہے پیہم
ظلمت گئی ہی نور ایسا چھایا ہر سمت سے ویرانے نکلے۔

—

بوجہل بھی تھا بولہب بھی تھا بوذر بھی تھے اور بوبکر بھی تھے
کیا شمعِ رسالت پر یہ سبھی اک طور کے پروانے نکلے۔

—

اس طرح تری محفل میں کہوں ہر طرح کی وسعت باقی ہے
آصالِ نبوت میں نکلے اظلال میں افسانے نکلے۔

—

جو نورِ محض کے طالب ہیں نوری کے بجز وہ خالی ہیں
ضوء نور ہے اور شمع نوری بے شمع کے ظلمانے نکلے۔

—

جب نور کسی کو ہوتا ہے تو شمع کا اُس کو ہوتا ہے
جب شمعِ نوری جل اٹھے ہر سمت سے پروانے نکلے۔

—

الفاظ ہیں تیرے رحمانی افعال ہیں تیرے وجدانی
ہر لفظ کے کئی کئی ہیں معانی ہر فہم کے پیمانے نکلے۔

—

کیا نذر کروں شاہا تیری جاں بھی ہے نہیں باقی میری
میں تیرا ہوں جتنے میرے ہیں شاہا ترے نذرانے نکلے۔

—

ہر وصف ترا نورانی ہے اور ذات تری لاثانی ہے
اب یہ دل میں سمانے ٹھانی ہے عالم کہے دیوانے نکلے۔

—

جب شمعِ طریقت بجھنے لگی ہر سمت میں ظلمت چھانے لگی
پھر شمعِ نوری جل اٹھے ہر قلب کو گرمانے نکلے۔

—

سب کچھ ملا آمر نوری سے اللہ ملا تو کیا نہ ملا
بس تیری رضا کی حاجت ہے لے کر ترے دیوانے نکلے۔

—

(۱۳)

وفا کا کام کہاں جب وفا کا نام نہیں
یہ بے وفا ہے جہاں جس کا اور نام نہیں۔

سکونِ قلب نہیں روح میں قرار نہیں
بجز تمہارے کہیں بھی مرا مقام نہیں۔

دل اب تو اٹھ ہی گیا مطلقاً جہاں سے مرا
خدا کا فضل ہے اب بے وفا سے کام نہیں۔

جہاں میں قدر تو جوہر کی جوہری جانے
ہوس کے مرغ کا جوہر پہ کفنا کام نہیں۔

اب اچھی طرح سے معلوم مجھ کو ہو ہی گیا
عدم کی ذات میں مطلق وفا کا نام نہیں۔

قدم کی ذات سے اب لطف اور آنے لگا
خدا سے کام ہے اب ماسوا سے کام نہیں۔

تقیدات کو توڑا کرم کیا مجھ پر
کوئی حجاب نہیں اور کوئی قیام نہیں۔

ہٹا کے غیر کو پاس اپنے خود بلا ہی لیا
سوا شہود کے اب صبح و شام کام نہیں۔

وطن میں رہتے ہوئے خود سفر میں ہے آمر
تو وہ مقیم ہے جس کا کوئی مقام نہیں۔

(۱۴)

تمہیں سننے والے تمہیں کو سناؤں تمہارے سوا کون میری سنے گا
اگر تم نہ پوچھو تو پھر کون پوچھے پکاروں کسے کون میری سنے گا

— ستمگر

زمیں تنگ اور آسماں ہے بدل کر فضا ہر طرف ہے مکدر مکدر
نگاہِ کرم سے ذرا مجھ کو دیکھو تمہارے سوا کون میری سنے گا

— گنہگار

گنہگار ہیں ہم خطا کار ہیں ہم سراپا گناہوں کے انبار ہیں ہم
تمہارے کرم نے مجھے یوں بتایا سنا کہنے والے وہ تیری سنے گا

—

زمیں درد والی سما درد والا عناصر کا یہ انگ کھا درد والا
سبھی مبتلائے الم ہیں الم ہیں تو تم ہی کہو کون میری سنے گا

—

جہاں کو مبارک جہاں کے بہار مگر ہے بہاروں کا عالم ہوں بہار
تمہاری قسم ہے تمہاری تمہیں کو سناؤں تمہارے سوا کون میری سنے گا

—

مرے دل کی حالت سے واقف تمہیں ہو مری روح کے اندر میں سمائی تمہیں ہو
سمیعٌ مجیبٌ علیمٌ خبیرٌ تمہارے سوا کون میری سنے گا

—

جو اچھے ہیں ان کے تو فکر ہی کیا تمہارے کرم میں رہے ہیں ہمیشہ
مگر ہم بروں کی خبر لو خبیرا تمہارے سوا کون میری سنے گا

—

برے یا بھلے ہیں یہ بات اور دیگر تمہارے کرم کے مقابل میں آکر
گدا گر پکارے کریم دو عالم تمہارے سوا کون میری سنے گا

—

میں کچھ بھی نہیں تھا میں کچھ بھی نہیں ہوں میں کچھ بھی نہیں ہوں میں کچھ بھی نہیں ہوں
تمہیں نے دیا سب تمہیں دینے والے تمہارے سوا کون میری سنے گا

—

تمہیں واسطہ اب محمدؐ کا دے کر اسی آستانے پہ سر کو جھکا کر
پکاروں نبیؐ جی نکل آؤ جلدی مری نہ سنے بھی تمہاری سنے گا

—

44

میں لائق نہیں آپ کو یوں پکاروں مگر پیر رکھتا ہوں خالی نہیں ہوں
خدا کے لئے میرے نوری پیارے اٹھا ہاتھ جلدی وہ تیری سنے گا۔

—

(تو فیضِ مشیخت) نے دل کو سنبھالا کہا اے کلیمی ترا ساتھ دوں گا
تو میرا ہے ہرگز نہیں چھوڑ دوں گا خدا سے کہوں گا وہ میری سنے گا۔

—

(۱۳۱)

تیرے بغیر سا تیا دل کو کہاں قرار ہے
چین (گیا) ہے نہ سکون (گیا) ہے عجز ہے نہ وقار ہے

—

جسم میں قلب ہے و روح میں ہر ذرۂ ظہور میں
(تجھ ہی) سے بس قیام ہے (تیرا) ہی انتظار ہے

—

تیرے کرم کا شکر کیا ہم سے ادا بھی ہو سکے؟
اپنا ہے کیا جو کر سکیں تجھ پہ ترا نثار ہے۔

—

مجھ کو نبیؐ سے واسطہ تھا نہ خدا کا کچھ پتہ
نوری پیا جو مل گیا دونوں کا یہ مدار ہے

—

ذوق جو زندگی میں ہے (تجھ میں) ہے اور (تجھ ہی) سے ہے
پیر کہوں پیا کہوں نوری پہ جاں نثار ہے۔

—

جو بھی کہوں کہوں تجھے ہوں کیا جو لبہ سلوں تجھے
تیرے بغیر ہے خزاں تو ہے تو بس بہار ہے

—

کوئی ملے یا نہ ملے ہم کو کہاں ہے یہ طلب
کچھ نہ ملے بھلا ہوا تیرے ملن میں یار ہے۔

—

وہ تو مجھی میں تھا بسا مجھ کو کہاں تھا یہ پتہ
تیری نگاہ سے جوں دکھا اس کا ابھی خمار ہے۔

—

بس اتنی بات یاد ہے تو ہے تو میرا یار ہے
تجھ سے مری نجات ہے تیرے بغیر نار ہے۔

—

شاہی سے برتری ہے یہ امر کا مستری ہے یہ
تیری غلامی میں مرا ادنی سا بھی شمار ہے۔

(16)

ترا نام لب پہ جو آگیا اسی آن مجھ کو مزا ملا
مری بندگی کا صلہ ملا مجھے زندگی میں خدا ملا

—

تجھے چھوڑ کر میں کہاں چلوں ترے بن بتا میں کہاں رہوں
ترے بن جو مانگتے ہیں انہیں نہ خلا ملا نہ ملا ملا۔

—

مری موت میں تری زندگی تری زندگی سے ہے زندگی
تری زندگی کا پتہ ملا مری موت میں بھی مزا ملا

—

ترے سامنے میں نہیں رہا نہ کبھی رہا نہ کہیں رہا
یہی ہے طریق کا اک ادیب یہ ملا تو بس ہے خدا ملا

—

تری یاد میں مجھے چین ہے ترے فکر میں مجھے زین ہے
جسے یہ نہیں اسے رین ہے اسے سب ملا بھی تو کیا ملا

—

مرے رہنما کو میں کیا کہوں مرے رہبرا تجھے کیا کہوں
تجھے دیکھتے ہی خدا کہوں ترے آئینے میں خدا ملا

—

تو خدا نہیں وہ جدا نہیں تو جہاں کہیں ہے خدا وہیں
تجھے دیکھنے کی نظر ملے تری ہر ادا میں خدا ملا

—

نہ ریاضتیں نہ اطاعتیں نہ ہی محبتیں نہ مشقتیں
ترا فضل ہے جو مجھے ملا مری ہمتوں سے سوا ملا

—

مرا سر جھکے بھی تو کچھ نہیں مری جاں لٹے بھی تو کچھ نہیں
تو نے جانِ جاں کا پتہ دیا ترے فیض ہی سے خدا ملا

—

مجھے ڈر نہیں ہے کسی کا بھی مجھے اب طلب نہ کوئی رہی
مجھے تو ملا تو نبی ملے جو نبی ملے تو خدا ملا

—

ترا جو ہوا وہ نبی کا ہے جو نبی کا ہے وہ خدا کا ہے
جو ترا نہیں اسے کیا ملا نہ نبی ملے نہ خدا ملا

—

مرا سر جھکے تو کہیں دکھے اسی دیکھنے میں کوئی چلے
مرے دل نے سجدے جو کر دئے کیا کسی کو اس کا پتہ ملا

—

کہ بغیر قبلہ نماز ہی کسی اور کی ہے قبول کب
کسی قبلے سے ہے خدا جدا مرے قبلہ میں ہے خدا ملا

—

میں نے قبلہ جس کو بنالیا اسے دل میں اپنے بسالیا
میں گرا تو اُس نے اٹھالیا مجھے ایسا شیخ صفا ملا

—

تری خوش نصیبی کی آمرا نہ ہے حد کوئی نہ ہے انتہا
تجھے نوری جیسا پیا ملا تجھے پیر شیخ ھدیٰ ملا

—

۴۸۶

(۱۷)

یہ زندگی تمہاری ہے تم پر فدا رہے
ہر وقت تمہاری یاد رہے تذکرہ رہے

—

تم دل میں ہو مکیں تو کہوں لامکاں کیوں؟
اتنا پتہ جسے بھی رہے باخدا رہے۔

—

اب تو زمیں ہے نہ کہیں آسمان ہے
غیرِ خدا نظر سے ہٹے بس خدا رہے۔

—

صورت بدل بدل کے بھی آؤ تو کیا ہوا
ہر مرتبہ فنا میں تمہاری بقا رہے۔

—

بس جسم میں نہیں ہو مری جان و دل میں تم
دل میں تمہاری یاد زباں پر ندا رہے۔

—

ایسے شفیق تم ہو کہ تم سا کوئی نہیں
بھولے ہوؤں کی یاد میں بھی تم سدا رہے۔

—

دشمن تمہارے ہیں بھی تو تم سے ہی پلتے ہیں
تم جتنا ان کے ساتھ رہے وہ جدا رہے۔

—

ہم نے گناہ کئے تو کرم دیکھ کر کئے
"ما غرّک" کی بات میں خود مبتلا رہے۔

—

تم ہو کریم اور غفور و رحیم ہو
اس سے بڑا غریب کو کیا آسرا رہے۔

—

میں ہوں ذلیل ذات میں تم تو عزیز ہو
بس فیصلے کی بات ہے اب بھی میں کیا رہے۔

—

اپنے کرم سے تم نے ہمیں شاد کر دیا
محروم کب کرم سے تمہارا گدا رہے۔

—

ایمان اور عمل پہ رکھا ہے مدارِ دیں
یہ ہے کمالِ دین کہ فضلِ خدا رہے۔

—

اس سے زیادہ اور آگے چلو تو بتاؤں میں
اس طرح ہو فنا کہ نہ ما و شما رہے۔

—

جینے میں تم رہو کہ نہ مرنے میں تم رہو
تم مٹ کے یہ دکھاؤ کہ نامِ خدا رہے۔

—

اسرار ہیں کہیں تو یوں احکام میں کہیں
ان میں خدا رہے تو وہاں مصطفیٰ رہے۔

—

آمر کی کیا بساط ہے اسرار جو کہے
نوری پیا کے سامنے وہ آئینہ رہے۔

—

(۱۸)

۴ دو جہاں کو کون پوچھے ان کے مل جانے کے بعد
ان سے اچھا ہو تو ڈھونڈوں ان کے مل جانے کے بعد

—

اک تجلّی نے ہمیں باقی ہی رکھا چھوڑا نہیں
آرزو ہی کیا رہی پہلو سے دل جانے کے بعد

—

نیست دنیا در دلم (نگاہم) و نیست عقبیٰ در دلم
نیست چیزے دو جہاں ان پر نظر جانے کے بعد

—

ہے فنا اپنی یقیناً اور بقا ان کی یقیں
اب فنا کی ہے فنا باقی بقا ہو جانے کے بعد

—

اِنّنِیْ عَبْدٌ ضَعِیْفٌ اِنَّہٗ رَبٌّ قَوِیٌّ
ان کی قوت سے ہے سب کچھ ان سے مل جانے کے بعد

—

رَبَّنَا اِنِّیْ ذَلِیْلٌ اِنَّکَ اَنْتَ الْعَزِیْز
۴ ذِلَّتِیْ قَدْ اِنْتَفَتْ اب ان میں مٹ جانے کے بعد

—

معصیت کا جھاڑ ہوں میں معصیت ثمرہ مرا
۴ ہے بھلائی پر بھلائی ان سے مل جانے کے بعد

—

کون ہے تم سا حسیں کون تم سا خوش نما
۴ کون ہم کو پھر بنائے تم سے بن جانے کے بعد

—

زندگی تم سے ملی ہے جسم بھی اور جان بھی
بندگی ہی زندگی ہے بندہ بن جانے کے بعد

—

موت ہو یا زندگی ہو یا بقا ہو یا فنا
ذوق کی سب منزلیں ہیں ان کے ہو جانے کے بعد

—

راحتیں ہوں آفتیں ہوں رحمتیں ہوں زحمتیں
سب میں اطمینان ہے ان سے لپٹ جانے کے بعد۔

—

گود میں ہم کو اٹھایا بس حَمَلْنَاهُمْ کہا
اب مزے ہی کچھ نرالے ہیں چمٹ جانے کے بعد۔

—

عشق کی باتیں نرالی عشق کی چالیں جدی
عاشقی میں ہے سنورنا خود سے جل جانے کے بعد

—

مذہبِ عشاق را عشاق می دانند یقیں
ہم بتائیں عشق کیا ہے ہم میں آجانے کے بعد

—

شمع نورِ حقیقی نامِ او نوری بہم
من شدم پروانۂ او اس پہ جل جانے کے بعد۔

—

زندگی یابم ازو یک زندگیٔ دیگر
سب کو زندہ کر رہا ہوں ان پہ مر جانے کے بعد۔

—

اکتسابِ نور ہر دم من زنوری می کنم
خود منوّر ہو رہا ہوں نور سے مل جانے کے بعد۔

—

یافتم در او نبی در مصطفیٰ ہر دم خدا
ان کو پاتا جا رہا ہوں خود سے ہٹ جانے کے بعد

—

نکتۂ عرفانِ حق درگوشِ من نوری بگفت
آمرا تو من شدی خود سے گذر جانے کے بعد۔

—

تمہاری یاد میں اب دوق زندگانی ہے
اسی سے جیتے ہیں اور زندگی سنواری ہے۔

—

تمہاری یاد کی تنویر سے منوّر ہیں۔
یہی تو شمع ہے جو ہر راہ میں جلانی ہے۔

—

چھپے ہو خوب مگر دور ہو کہ کچھ تو چھپو
حضور آپ کی قربت تو ہم نے مانی ہے۔

—

کوئی رہے نہ رہے ہم کو اس سے کیا مطلب
ادائے خلق تو فانی ہے آنی جانی ہے۔

—

زمیں رہے نہ رہے آسماں رہے نہ رہے
تمہارے رہنے کو دل میں جگہ بنائی ہے۔

—

تمہارا عرش تو مانا ہے سب میں عالی ہے
غریب خانۂ دل منتوں سے خالی ہے۔

—

صفائی اس کی تو ہم نے تمہاری خاطر کی
ہمیشہ اس میں تمہاری ہی انتظاری ہے۔

—

تمہیں غنی ہو تمہارے سوا دھنی ہی نہیں
فقیر اپنا بنایا ہے مہربانی ہے۔

—

ہماری ذات میں حزن و ملال و رنج و محن
تمہاری ذات سے اب زندگی بنانی ہے۔

—

ہماری ذات بری اور برائی اپنی ہے
بھلائی تم میں ہے اور تم سے ہم نے پائی ہے۔

—

کلیم تم ہو تمہارے سوا کلیم نہیں
تمہارا صدقہ زباں میں جو یہ روانی ہے۔

—

ادھر زباں میں ہو گویا اُدھر کو ساز میں ہو
سمیع ہو گوش میں پھر رنگِ سمع خوانی ہے۔

—

کہیں حرم ہے کہیں دیر ہے کہیں کعبہ
شعور دل میں ہے اور اس میں قدردانی ہے۔

—

اسی میں آؤ تم آباد کر کے رہ جاؤ
جہاں کو جانے دو جانی ہے اور فانی ہے۔

—

ہمیں تو آپ نے ہر طرح سے سنوار دیا
کرم ہے آپ کا اور ہم پہ مہربانی ہے

—

بنایا اپنا ہے تو لاج اتنی رکھ لینا
بگڑ نہ جائے محمدؐ کی یہ نشانی ہے۔

—

میں کچھ نہیں ہوں مگر نام لیوا ان کا ہوں
اسی میں صبح و مساء میری زندگانی ہے۔

—

میں مانتا مجھ کو تو اچھا نہیں کہے گا کوئی
مگر حضور کا ہر جاں سے یہ فدائی ہے۔

—

ترے ولی کو مقدم کروں میں پیچھے ہوں
پکاروں نوریا تجھ سے مری رہائی ہے۔

—

وسیلہ دونوں کا رکھ کر پکارنے والا
ہمیشہ حق سے تو اس نے مراد پائی ہے۔

—

ذرا سنبھل کے (بھی) رحمت کو دیکھ اے آمر
کہ پیچھے حق نے جماعت ترے لگائی ہے

—

سارے عالم میں تمہاری ذات کا ہمتا نہیں
سب کہیں سے دکھ رہے ہیں تم سا کچھ دکھتا نہیں
تم سے سب ظاہر ہیں پیہم تم کہیں نظر آتا نہیں
ظاہر و باطن تمہیں ہو اول و آخر تمہیں
غیر کا اب تو پتہ ہم سے کہیں چلتا نہیں۔

—

خلق کیا خالق ہے کیا دونوں کا تم سے ہے پتہ
سب ہیں منگتا آپ کے اور آپ سا داتا نہیں۔

—

سب بھکاری آپ کے ہیں آپ داتا سب کے ہیں
ہم تو لیتے ہی رہے پر آپ کا سرتا نہیں۔

—

ناز ہے عالم کو اپنے علم پر اور فضل پر
ہم کو تم پر ناز ہے اس کے سوا آتا نہیں۔

—

64

پوچھنے والوں نے پوچھا آپ کو آتا ہے کیا؟
آپ سے سب کچھ بتایا خود سے کچھ آتا نہیں۔

—

جو پکارا آپ کو فوراً جواب اس کو ملا
آپ کو مانگا تو پایا ورنہ کچھ ملتا نہیں۔

—

جس نے مانگا آپ کو اس کو سبھی کچھ مل گیا
ورنہ شر ملتا ہے لیکن خیر تو ملتا نہیں۔

—

مانگنے والوں نے کچھ چھوڑا نہیں مانگا ہے سب
غیر ان کو ہو مبارک ہم کو یہ بھاتا نہیں۔

—

کوئی چاہے یا نہ چاہے ہم تو چاہتے ہیں تمہیں
خلق کیا ہے جانتے ہیں دل اُدھر جاتا نہیں۔

—

دیکھنے میں سب سے ہم ملتے اور ملاتے رہے
تم حقیقت میں فی الحقیقت خلق سے کوئی رشتہ نہیں ناتا نہیں۔

—

ظاہراً تو خلق سے ہر وقت ہم ملتے رہے
ہم سے پوچھو جز خدا کے ہم کو کچھ دکھتا نہیں۔

—

تم نے سمجھا تم ہو دیتے اور ہم لیتے رہے
درحقیقت خلق منگتا ہے تو کچھ داتا نہیں۔

—

اک نظر بھی اب نہیں اٹھتی کسی اک غیر پر
تم تو کیا ہم بھی نہیں ان کے سوا دکھتا نہیں۔

—

یہ نظر جو ہے ملی کس سے ملی کیسے ملی
نور یا میں کچھ نہ تھا تجھ سے اگر ملتا نہیں۔

—

66

تجھ سے پہلے تھی نظر لیکن یقیناً پُر شرر
خیر کا دکھتا ہی کیا تھا شر تلک دکھتا نہیں۔

—

اک نظر میں تو نے مجھ کو کچھ سے کچھ ہی کر دیا
اب نظر میں ہے خدا غیرِ خدا دکھتا نہیں۔

—

آمرؔ تو زندگی قدموں پہ اس کے کر فدا
ایسا رہبر شمع لے کر ڈھونڈیو ملتا نہیں۔

—

67

۷۸۷

(۲۱)

یَا رَبِّی اِنِّی عَاجِزٌ فَاجْعَلْنِی مِنْكَ قَادِرَا
اِنِّی اِلَیْكَ تَائِبٌ فَاجْعَلْنِی مِنْكَ طَاهِرَا

—

اِنِّی عَصَیْتُ دَائِمًا مَا مِرْتُ قَطُّ صَالِحًا
فِی فِعْلِی لَیْسَ صَالِحٌ كُنْتُ لِغَیْرِی اٰمِرَا

—

اَذْنَبْتُ اِنِّی عَامِدًا كَیْفَ اَقُوْلُ سَاهِیًا
لَیْسَ كَمِثْلِی (عَاصِیٍ) كُنْ لِّیْ رَحِیْمًا غَافِرًا

—

اِنِّی فَقِیْرٌ عَاجِزٌ عَبْدٌ ذَلِیْلٌ جَاهِلٌ
اَنْتَ الْعَزِیْزُ الْقَادِرُ كَثِّرْتُ مِنِّیْ مَاثِرَا

—

اُنْظُرْ اِلَیْنَا رَاحِمًا اَنْزِلْ عَلَیْنَا رَحْمَةً
وَاغْفِرْ لَنَا اَعْمَالَنَا اَمْ بَاطِنًا اَمْ ظَاهِرًا

—

مِنْكَ الْحَيٰوةُ تَثْبُتُ وَالْمَوْتُ مِنِّيْ يَثْبُتُ
مَاذَا اَقُوْلُ بَعْدَهٗ مَا كَانَ مِنِّيْ مَاجَرَا

مَنْ يَحْيٰى فِيْهَا دَائِمًا مَنْ كَانَ فِيْهَا مَيِّتٌ
اِنِّيْ اَمُوْتُ دَائِمًا لَوْ اَنَّنِيْ اَحْيٰى ظَاهِرًا

اَنْتَ الْعَلِيْمُ دَائِمًا وَالْعِلْمُ فِيْكَ ثَابِتٌ
مَاذَا تَكُوْنُ بَعْدَهٗ وَالْجَهْلُ كَانَ صَادِرًا

اَنْتَ الْمُرِيْدُ الْقَادِرُ تَفْعَلُ (كُلًّا) مَاذَا تَعْدِلُ
مَنْ ذَا يُرِيْدُ بَعْدَكَ وَالْعَبْدُ قَطُّ مَا دَرٰى

اَنْتَ الْقَدِيْرُ الْغَالِبُ تَغْلِبُ (كُلًّا) مَاذَا تَخْلُقُ
اِنِّيْ اِلَيْكَ عَاجِزٌ فَاجْعَلْنِيْ مِنْكَ مَاهِرًا

اَنْتَ السَّمِيْعُ دَائِمًا وَالْعَبْدُ غَيْرُ سَامِعٍ
جِئْتُ اِلَيْكَ دَاعِيًا فَاسْمَعْ لِيْ مِنِّيْ مَاجَرٰى

اَنْتَ الْبَصِيْرُ تُبْصِرُ ۞ لَا يُبْصِرُ مَنْ غَيْرُكَ
اُنْظُرْ اِلٰى اَحْوَالِهٖ مَنْ لَا يَكُوْنُ نَاظِرًا

اَنْتَ الْكَلِيْمُ الْوَاقِعُ مَنْ مَّا سِوَاكَ الْاَبْكَمُ
صِرْتُ اِلَيْكَ صَامِتًا كُنْ لِّيْ كَرِيْمًا نَاصِرًا

كَيْفَ اُوَدِّيْ حَقَّهٗ مَنْ عَلَّمَ مَا الْكُتُبُ
اِنْ لَّمْ اَجِدْ لَهٗ هٰهُنَا مَا قُلْتُ عِلْمًا ظَاهِرًا

اَعْلَامُهٗ مَشْهُوْرَةٌ عَادَاتُهٗ مَعْصُوْمَةٌ
اُسْتَاذِيَ النُّعْمَانِيُّ مِثْلُهٗ صَارَ نَادِرًا

وَالْمَعْلُومَاتُ الْبَاطِنِيَّةُ تَحْصُلُ لِيْ مِنَ الَّذِيْ
سَمَّاهُ رَبَّهُ نُوْرِيًّا سُمِّيْتُ بَعْدُ امْرَا

—

۴ دانم کہ توئی ہستی غیرِ تو نمی دانم
در دل ترا ی یابم در روح توئی جانم

ہر آں کہ ورائے (تو) ہیچ است سوائے تو
خلق است حجابِ تو زیں وجہ بُتے دانم

—

اعمال نمی دارم اخلاق نمی دارم
آں خوار و خراب ہستم مثلم کہ نمی دانم

آں دل کہ عطاء کردی از سینہ جدا کردی
دل دار توئی گشتی بے دل مرا نمی دانم

—

بسیار گناہگارم بسیار خطا کارم
خیرے را نمی بینم خیرے را نمی دانم

—

چون لطفِ تو یاد آید احسانِ تو یاد آید
سرگشته و حیرانم سببے را نمی دانم

عالم همه را دیدم چیزے نه ازو یابم
از تو همه می یابم تسکین ترا دانم

یک نظرِ کرم برمن کن جانم و جانانم
دل سوخته در عشقت مضطر شده از جانم

هر لمحه تو می دانی حالم را تو می بینی
غیرِ تو چه می داند من خود را نمی دانم

من زنده نیم آقا تو زندگیم هستی
در هر دمے بنده زنده ترا می دانم

مخلوق نمی خواهد مخلوق نمی داند
از تو همه را خواهم از تو همه را دانم

من عاجزِ تو هستم تو قادرِ ما هستی
مخلوق نمی جُنبد بے قدرتِ جانانم

شنوا توئی در عالم بینا توئی در عالم
گویا توئی در عالم غیرِ تو نمی دانم

رحمت و کرم برمن چون کردئ در عالم
استادے عطا کردی این علم ازو دانم

هر چیکه ازو یابم برکات درو یابم
استادِ نعمانی را فضلِ خدا دانم

عرفانِ خداوندی حاصل شدہ از نوری
آں شیخ عطا کردی مثلش نہ ہمی دانم

—

نوریا ہمی گوئم نورت ازوی یابم
آنرا تو بگو اورا جانم توئی جانانم۔

—

جب سے کہ کھلی آنکھیں جانانہ نظر آیا
جز تیرے کوئی مجھ میں بستانہ نظر آیا

—

اک دور تھا دنیا کو آباد سمجھتے تھے
ہر طرح سے اب عالم ویرانہ نظر آیا

—

75

مخلوق نگاہوں میں جچتی تھی جب آتی تھی
اب تو کوئی آنکھوں میں جچتا نہ نظر آیا

—

تعریف کریں کس کی توصیف کریں کس کی
مخلوق نہیں خود کوئی یکتا نہ نظر آیا

—

بے ذوق ہے اب عالم بے کیف ہے ہر ذرہ
آبادی کا ہر نقشہ ویرانہ نظر آیا۔

—

عالم کا تماشا سب بس دیکھ چکے اب تک
خود کو جو کبھی دیکھا دیوانہ نظر آیا۔

—

آنکھوں سے نظارہ سب عالم کا کیا بھی ہو
کچھ بھی نہ نظر آیا مولیٰ نہ نظر آیا۔

—

کثرت سے تو وحشت ہے وحدت کی طرف رُخ ہے
عالم کا ہر اک ذرّہ (جلوہ) افسانہ نظر آیا۔

—

اب جلنے جلانے میں اک لطف نرالا ہے
دل شمعِ وحدت کا پروانہ نظر آیا۔

—

بے کار ہے وہ جینا بے کار ہے وہ کہنا
جس میں مرے مولیٰ کا جلوہ نہ نظر آیا۔

—

محظی نہیں اب مجھ سا خاطی نہیں اب مجھ سا
بخشش میں مرے مولیٰ تجھ سا نہ نظر آیا۔

—

دیوانہ مجھے اپنا بس یوں ہی بنا لینا
عالم کہے اب یہ تو دیوانہ نظر آیا

—

اب تیری محبت میں جلنے کی تمنا ہے
اس طرح جلوں کوئی جلتا نہ نظر آیا

—

ظاہر میں کہے مجھ کو خوش حال ہے جیتا ہے
باطن میں کوئی مجھ سا مرتا نہ نظر آیا

—

ظاہر میں لبوں پر ہیں آثار تبسم کے
باطن میں کوئی مجھ سا روتا نہ نظر آیا۔

—

ظاہر میں کوئی کہدے نیکی ہے کوئی اس میں
باطن میں برا کوئی مجھ سا نہ نظر آیا۔

—

وحشت نے مجھے گھیرا آفاق میں انفس میں
تجھ بن مرا اب کوئی رستا نہ نظر آیا۔

—

جب دل پہ گھٹا چھائی ہاتف سے ندا آئی
آحال ترا ہم کو مردانہ نظر آیا۔

—

ہے حال فقیرانہ اور ٹھاٹھ ہے شاہانہ
شاہانِ جہاں میں بھی ایسا نہ نظر آیا۔

—

نوری سے خدا پایا آمر ہے یہ سرمایہ
جو تو نے دیا آقا سرتا نہ نظر آیا

—

فیضانِ خداوندی ہر آن ہے یوں جاری
نوری سے جدا آمر ہوتا نہ نظر آیا۔

۱ صما تو جانِ جہاں شدی تو مکیں شدی تو مکاں شدی
زمین تا بہ سما شدی گہے ایں شدی گہے آں شدی

—

۲ بظہور جا بہ جا آمدی بوجود خود ہمہ جا رسی
بہ مکاں نئی بہ زماں نئی تو مکاں شدی تو زماں شدی

—

تو بہ امتحانِ دریں سرا گہے مبتلی گہے مبتلا
۲ گہے در طلب توئی آمدی گہے در عطا تو روان شدی

—

تو بہ ہر مکاں بوجود خود تو بہ ہر زماں بظہورِ خود
گہے پردہ کبریائی خود گہے عینِ جانِ جہاں شدی

—

چوں حجاب کردۂ از کسے سرِ عرش گفتۂ مزلے
۲ چوں خطاب کردۂ با کسے تو دلش شدی تو زباں شدی

—

بوجود تو به شهود تو ببطون تو بظهور تو

تو ئی در زمان و مکان شدی تو ئی هر مکین و مکان شدی

چون وصال خواهی تو با کسے تو درو شدت او درت شده

او فنا شود تو بقا شوی تو ئی تن شدی تو ئی جان شدی

گهے جلوهٔ تو قمر بود گهے آفتاب جهان بود

گهے در ملک تو ئی مختفی گهے در بشر تو عیان شدی

به تجلیات قدم تو ئی به تنزلات عدم تو ئی

گهے جلوه هائے عیان تو ئی گهے جلوه هائے نهان شدی

گهے دیدمت که تو پارسا گهے دیدمت که تو باصفا

گهے در بدی بدان شدی گهے همنشین بتان شدی

به ادا تو ئی به قضا تو ئی به جزا تو ئی به سزا تو ئی

به هر یک ادا تو ئی آمدی به هر یک نفس تو روان شدی

امتیاز

مرا اطمینان بس این قدر تو ئی رهنما تو ئی راهبر

مرا فخر این که تو با منی مرا دم به دم تو امان شدی

گهے فکر آید در دلم که ترا چه گویم و چه کنم

که دلم به حبّ تو مبتلا به این اقتضا تو گران شدی

دل من تقاضه همی کند ز حقیقت به مجاز آ

تو همیشه پرده چرا کنی تو همیشه از ما نهان شدی

دل من شنید صدائے او تو در اشتیاق لقائے او

تو به نور مطلقا کی رسی او نهان شود تو عیان شدی

ترا ایں مقام ز شیخ تو او حقیقتش ایں مجاز او
تو خدا را ایں جا تلاش کن تو بگو کہ نور یا جاں شدی۔

—

تو اگر نخواہی وصال او تو خودی (بران) کہ حجاب او
تو بشو چنیں کہ درین جہاں نہ عیاں شدی نہ نہاں شدی

—

تو بداں مقام خدائے تو تو نئی نئی او بجائے تو
تو رسی بہ علم خدائے تو تو درونِ جانِ جہاں شدی

—

بطفیل نوری تو آمرا بہ نبی رسی بہ خدا رسی
تو بداں کہ اکنوں (مقام) تو بہ نگاہِ خالقِ داں شدی

—

(۲۵)

سنبھل سنبھل کر تمہیں سے پوچھوں شراب تم نے پلائی کیا ہے
نہ ہم رہے اور نہ وہم باقی نگاہ تم نے لڑائی کیا ہے

—

نظر میں اب چاروں سمت میری سوا تمہارے بتاؤں کیا ہے
خدا ئیت میں بنی جو حالت ابھی تو ہم نے بتائی کیا ہے

—

جلے ہیں ہم عشق میں تمہارے مثالِ پروانہ عاشقانہ
کسی نے پوچھا تلک نہیں ہے کہ حال تیرا فدائی کیا ہے۔

—

کہیں نگاہوں کے تیر برسے کہیں اداؤں کے زخم کھائے
یہی ہمارا ہے ساز و ساماں بجز اسی کے کمائی کیا ہے۔

—

کوئی مزے قرب کے ہیں لیتے کوئی ہیں ساتھی سفر کے تیرے
جو ہے مثالِ اویسِ قرنی اسی سے پوچھے جدائی کیا ہے۔

—

ہمیشہ رونا نصیب میں ہے کہ حق خدمت ادا نہیں ہے
خطاؤں میں جو رہا سراسر سوال خدمت ادائی کیا ہے۔
(ادائوں میں جو پلا سراسر)

جہاں نے مجھ کو بہت ہے دیکھا کہ ابتدا کیا تھی انتہا کیا
بنایا نوری نے مجھ کو سب کچھ (مگر) نہ مجھ میں رہا ہی کیا ہے۔
(سنوارا نوری پیارے نے مجھ کو)

کرم ہے تیرا کہ تو نے مجھ کو عدم دکھایا قدم دکھایا
کہ علم وہ دے دیا ہے جس سے سمجھ رہا ہوں خدائی کیا ہے۔

کہ فیض نوری سے کیا بنا میں بتاؤں کس کو گیا ہوا میں
کسے بتاؤں کہ نور یا میں کہ بات تو نے سنائی کیا ہے۔

کریم تجھ کو ہے واسطہ اب ترے ولی کا ترے نبی کا
انہیں کی خاطر تو عفو کر دے (مگر) نہ مجھ میں بھلائی کیا ہے

عبادتوں پہ کسی کو ٹیکہ کسی نے طاعت کو سب ہے سمجھا
مجھے ترے فضل کا ہے صدقہ برائی کیا ہے بھلائی کیا ہے۔

کسی کو ہے جستجوئے دنیا کسی کو ہے آرزوئے عقبیٰ
تو مدعا ہے تو آرزو ہے سوا ترے (اب) الٰہی کیا ہے۔

قبولیت کا ہے وقت آمر دعا سے کچھ اب تو کام لے لوں
فدا ہے جان (میری) ہو مجھ پہ نوری (مگر) نہ پھر حق ادائی کیا ہے۔

(۲۶)

۴ دل تو تم نے لیا جسم تابع ہوا جان بھی اب تمہیں پر فدا ہوگی
اب نہ ہم کچھ رہے اور نہ اپنا رہا ہم کی جو خودی تھی جدا ہوگی

—

قید و بندش سے اب ہم رہا ہوگئے سارے عالم سے اب ہم سوا ہوگئے
جب تلک ہم رہے اور ہمارا رہا یا خطا ہوگی یا دغا ہوگی

—

زندگی میں کسی کا اگر کچھ رہے اس پہ باقی سوال عبادت رہے
جس نے اس زندگی کو فنا کر دیا تو سمجھ لو عبادت ادا ہوگی

—

غفلتیں ہٹ گئیں ذکر جاری ہوا دل تو ہر آن اسی کا پجاری ہوا
اب نگاہوں میں تم ہو ادائوں میں تم خلق نظروں سے مطلق جدا ہوگی

—

اک زمانہ تھا ہم اس کو تھے ڈھونڈتے خود کو پاتے تھے اس کو جدا جانتے
اب تو ہر سو وہی جلوہ گر ہوگیا اب سوال فنا و بقا خلق کیا ہوگی

—

آنکھ کا دیکھنا دل کا یہ جاننا روح جس کی ہے اس کا ہی پہچاننا
تم یہاں مت رہو علم حق میں رہو فانیا تیری ہر آن بقا ہوگی

—

علم حق ہو فنا تو فنا تم ہوئے جہل لازم کبھی اس کے شایاں نہیں
علم باقی ہے اس کا تو ثابت ہو تم باوجود فنا اب بقا ہوگی

—

یہ سلوک طریقت تو دشوار ہے وہ جو ظاہر کرے بر سر دار ہے
وہ انا الحق کہے ہم ھو الحق کہیں بات جس کی رہی وہ ادا ہوگی

—

نسبتوں کی ہے دنیا دگر نہ ہے کیا جب ہٹیں نسبتیں تو وہی رہ گیا
اب انا اور انت کا جھگڑا ہی کیا جب ھو اللہ ہی ہر دم صدا ہوگی

—

چار سو اب نظر میں وہی آگیا جسم میں قلب و جاں میں وہی آگیا
عین ایسا ہوا کہ وہی رہ گیا ہم فنا اس کی ہم میں بقا ہوگی

—

رات دن اب اسی کو پکارا کروں زندگانی اسی میں گذارا کروں

میں نہیں وہ رہا یہ سنایا کروں وہ کہے جس عبادت ادا ہوگئی

اک فنا اور بقا کی تجلی ہوں میں دونوں عالم کی اک تسلی ہوں میں

ہوں نہیں پھر بھی اک ہستی ہوں میں ان کی ہستی سے مجھ میں جلا ہوگئی

ایک مستی ہے ایسی جو جاتی نہیں ہے خودی ہے خودی ہم میں آتی نہیں

اب خدا کے لئے مجھ کو چھیڑو نہ تم ہوں کہوں تو سمجھ لو خطا ہوگئی

ان کے ملنے سے سارا جہاں مل گیا یہ جہاں چیز کیا وہ جہاں مل گیا

دونوں عالم ملے پھر بھی نام خدا جان اپنی تو تم پر فدا ہوگئی

یہ پتہ جو (ملا مجھ کو) کس سے ملا سارے عالم میں تجھ کو کس نے (دیا تو) دیا

حق نے (خود چن لیا) تو ہے اہبر میرا جان آخر تجھی پر فدا ہوگئی

تمہاری یاد ہے تم ہو تمہارے ماسوا کیا ہے

یہاں کیا ہے وہاں کیا ہے زمیں کیا ہے سما کیا ہے

کسی کو دیکھنا اور پوچھنا پھر دل لگانا کیا

تمہارے ماسوا میں بھی تمہارے (ہی) سوا کیا ہے

تمہیں موجود ہو عالم میں عالم تم سے قائم ہے

ہو تم تو عدم ہے پھر فنا کے ماسوا کیا ہے

جسے تم سا نگاہوں میں قسم ہے اب نہیں کوئی

تمہارا حسن ہے پھر سو خلا کیا ہے ملا کیا ہے

تمہاری ہی قسم تم کو بتاؤ تم سا کوئی ہے

تمہیں یکتائے عالم ہو تو ما کیا ہے شما کیا ہے

۷۸۷

مکیں ولامکاں تم ہو مکاں تم ہو زماں تم ہو
کہیں سب کچھ رہے ہم میں ہمارا اب رہا کیا ہے

—

تمہیں کو دل میں رکھنا ساتھ رہنا تم پہ مرمٹنا
یہی اک کام رہتا ہے ہمیں اس کے سوا کیا ہے

—

ملا جو کچھ ہے ہم کو وہ تمہارا ہی تو صدقہ ہے
تمہارے غیر سے اب تک سوا شرکے ملا کیا ہے

—

یہی اک شوق ہے دل اب تمہارا ہی فدائی ہو
فدا کرنے کو اب تم ہی کہو نذرِ گدا کیا ہے

—

کسی کو حبِّ دنیا ہے کسی کو حبِّ عقبیٰ ہے
ہمارا حال تم پوچھو ہوا کیا ہے رہا کیا ہے

—

تمہارا غیر کیا جانے کہ ہم کیا ہیں تمہیں جانو
تمہارے خنجرِ قاتل نے مجھ کو کر دیا کیا ہے

—

مرے سینے سے دل کھینچا رہا ہے دل کا کیا جینا
دکھا کر زخم تم کو پوچھتا ہوں اب دوا کیا ہے

—

سنبھلنے بھی نہیں دیتے پھر اپنا کام کرتے ہو
قتلت کی صدا آئی تو پھر اس کی جزا کیا ہے

—

محبت کرنے والوں کا نتیجہ قتل ہی نکلا
تو بولے میں نتیجہ ہوں تو پھر اب مانگتا کیا ہے

—

سرِ تسلیم اب خم ہے کرو جو جی میں آتا ہے
تم آجاؤ تو بس ہے پھر سزا کیا ہے جزا کیا ہے

—

پکڑ کر دامنِ نوری تمہارے در پہ آیا ہوں
وسیلہ ہے تو یہ ہے آسرا اِس کے سوا کیا ہے۔

—

بروزِ حشر آمرؔ حق یہ پوچھے ساتھ میں کیا ہے
تو کہدوں ساتھ میں تو ہے تو پھر تیرے سوا کیا ہے۔

—

مری آنکھوں میں تم ہو دل میں تم ہو جانِ جاں تم ہو
زمین و آسماں تم ہو مکیں ہو خود مکاں تم ہو۔

—

تمہیں ہو اب نظر میں اور خارج میں مناظر میں
منوّر ہو منوّر ہو (کہ) تنویرِ جہاں تم ہو۔

—

کہیں جلوہ تمہارا دیکھتا دکھتا نظر آیا
کہیں ایسے چھپے ہو کنزِ مخفی ہو نہاں تم ہو۔

—

ھُوَ الاوّل کہا تو قبلیت کی کی نفی سبھی
تمہارے قبل تم ہو اور تمہارے بعد ازاں تم ہو۔

—

تمہیں ہو ہر جگہ اور تم نہیں تو پھر کوئی کیا ہے
بصورت خود عیاں تم ہو بمعنی خود نہاں تم ہو۔

—

یہاں اب بات ایسی کچھ سمجھنے کی بھی آتی ہے
مری صورت لئے آئے میں صدقے جانِ جاں تم ہو۔

—

سنبھلتا ہی نہیں دل ہر گھڑی بے چین ہوتا ہے
سکونِ دل نہیں ہو روح میں اب اطمینان تم ہو۔

—

مری سب کامرانی تم مری اب زندگانی تم
مرے اب جسم میں دل میں بسے ہو جانِ جاں تم ہو۔

—

(بجھے) اب دو جہاں سے واسطہ کچھ بھی نہیں (باقی) بجھکر
تمہیں جب مجھ میں ہو تو کیوں نہ بولوں جانِ جاں تم ہو

—

زمانہ تھا تلاشِ حق میں آفاقی بنے نکلے
کہ جب انفس میں تم نکلے نہاں تم ہو عیاں تم ہو

نگاہ اب غیر کی جویا نہیں واللہ سچ مانو
نظر میں تم نظر تم ہو کہ عینِ ناظراں تم ہو۔

—

تو اب غصہ، بھوک، ڈانٹ میں یہ مبتلا زار،
ہمیں تو اپنما کی دھوتیں ہیں جب عیاں تم ہو۔

—

نگاہیں صاف اپنی ہیں بنا دل آئینہ خانہ
مکیں دل میں ہو آئینہ جہاں دیکھوں وہاں تم ہو۔

—

جو جیسا ہے اُسے ویسے ہی پیتے تم ہی ہو دے دیتے
کہیں آفاق میں تم ہو کہیں عرشِ آستاں تم ہو۔

—

دئے وعدے کسی کو آخرت میں روغائی نے
کہیں اقرب کہا بھی تو پتہ کب ہے کہاں تم ہو۔

—

96

ھُوَ مُعلّم کہا پر بھی کسی کو ہوش کب آیا
ذِی اُنفُس کہا بھی تو سمجھتے ہیں کہاں تم ہو۔

ھُوَ الاوّل کہا بھی تو خیال آیا کہاں اُس کا
ھُوَ الآخر کہا تو کہہ دیا آخر وہاں تم ہو۔

ھُوَ الظاھر کہا تو کہہ دیا قدرت ہی ظاہر ہے
ھُوَ الباطن سے سمجھا ہم عیاں ہیں اور نہاں تم ہو۔

پیتے اس نے تو اپنے ہر طرح سے سب کو دے ڈالے
ہمیں یہ کہہ دیا تم کچھ نہیں میں ہوں جہاں تم ہو۔

کتاب اللہ ہی موجود اور اسرار سارے تھے
پتہ نوری پیا نے یہ دیا کہ جانِ جاں تم ہو۔

خدا نے مجھ کو (تیری) رہبری کے واسطے بھیجا
تو آ میں اس پہ قرباں ہوکے کہدے جانِ جاں تم ہو۔

97

(۲۹)

۴ جو دیا ہو تیرے خیال میں اسے چین ہے نہ قرار ہے
نہ کسی کی بات میں ذوق ہے نہ کسی پہ اس کا مدار ہے۔

مرے دل کی بات میں کیا کہوں تو علیم ذات صدور ہے
مرے پاس تیرے سوا ہے کیا مری جاں بھی تجھ پہ نثار ہے۔

نہ بذاتِ خود مری زندگی نہ بظاہرا رہی مردگی
ترے سامنے مری زندگی نہیں حسرتوں کا مزار ہے

کبھی منہ دکھا کے چھپا لیا کبھی آ کہا نہ ہی جا کہا
یوں ہی روتے روتے ہمیشہ اب مری زندگی کا گذار ہے۔

کسے کیا خبر کہ میں کیا ہوں اب مرا حالِ دل ہوا کیا ہے اب
تو علیم ہے تو خبیر ہے تو ہی ساتھ لیل و نہار ہے۔

ترے عشق کا میں مریض ہوں اسی آگ کا میں حریق ہوں
کوئی کیا علاج مرا کرے ترے عشق کا یہ بخار ہے۔

—

مری زندگی کا چمن ہے تو کہیں گل ہے تو کہیں بو ہے تو
ترا چھپنا اس میں خزاں کہوں ترا منہ دکھانا بہار ہے۔

—

مرے حال زار کی اب خبر کوئی لے سکے گا ہی کیا بشر
تو کرم سے اتنا ہی دیکھ لے تری آنسوؤں کی قطار ہے۔

—

تری مرضیوں میں فنا ہوں میں تری ذات ہی پہ فدا ہوں میں
مجھے ناز ہے کہ تو ساتھ ہے مجھے بس ترا ہی وقار ہے۔

—

مجھے تیری یاد کی رونقیں مجھے تیری بات کی زینتیں
یہ چڑاؤ میرا ہے زاہدا تری قسمتوں میں اتار ہے۔

—

میں پکارا ان کو تو مل گئے میں رہا نہیں وہی رہ گئے
مری فکر مجھ سے جدا ہوئی مجھے یار ہی کا خمار ہے۔

—

انہیں دیکھتے ہی گذر ہوئی انہیں سنتے سنتے بسر ہوئی
یہی جو ادھر وہ ادھر ہوئی جو ادھر ہوئی وہ بکار ہے۔

—

مجھے اس جہاں کی ہیں آفتیں نہ رہی ہی حشر کی دہشتیں
میں رہا تو سب ہیں مصیبتیں وہی ہیں انہیں کا ہزار ہے۔

—

یہ خریدگاہ ہے خرید لے یہاں سودا کچھ نہیں دیدے
یا خدا دکھے یا خودی دکھے یہی جیت ہے یہی ہار ہے۔

—

مجھے خلق جانتی کیا ہے اب مجھے اس سے واسطہ کیا ہے اب
مجھے کام ہے تو تجھی سے ہے تجھے چھوڑ دوں تو نباہ ہے۔

—

تیرے ماسوا کو سمجھ گیا تری ذات ہی میں مٹ گیا
نہ کسی کا کچھ کو نشان ہے نہ کسی کا کچھ شمار ہے۔

—

مجھے کیا کسی کی ہے آرزو مجھے کیا کسی کی ہے جستجو
کوئی آ کے اپنا بھلا کیا جو پلٹ گیا وہ خمار ہے۔

—

مجھے تم سے زینتیں نعمتیں مجھے تم سے راحتیں راحتیں
جو پلٹ کے خلق کو دیکھ لوں تو مصیبتوں کا ہزار ہے۔

—

مرا مال تم مرا جسم تم مرا دل ہو تم مری جان ہو تم
ہو مکان تم تو مکین تم تو نہیں یہ دار و مدار ہے۔

—

ہو مجاز تم ہو لباس تم ہے جسم تم مرا دل ہو تم
مری جان تم مری شان تم یہ وظیفہ لیل و نہار ہے۔

—

جہاں خوش پیر تو نہیں رہے وہاں بھی یہ خوش پیر نہیں رہے
جہاں بھی رہے تو نہیں رہے یہ نہیں سے اگر ہزار ہے۔

—

کہیں شمس کی ہو نمازتیں کہیں خود قمر کی نمازتیں
کہیں خود ملک کی عبادتیں کہیں اوڑھنی اور دثار ہے۔

—

کہیں طائر خوش گلو ہیں تم کہیں قمری بلبل و گل ہیں تم
کہیں بو میں تم ہی مہک رہے کہیں گل ہے کہیں ہار ہے۔

—

کہیں شاہ بن کے ہو تخت پر کہیں تخت و تاج سے در گذر
کہیں اترے یوں تو گدا نما کہیں خیر ہے کہیں خار ہے۔

—

کہیں کہہ دیا یہ سزا ہی کہیں کہہ دیا یہ جزا ہی
کہیں کہہ دیا یہ رضا ہی یہ وجود سب میں شمار ہے۔

—

مجھے دیکھنے کی ہے آرزو تو تو رکھ لے آئینہ روبرو
جو عدم کے آئینے میں دیکھے وہ تجھ کا بلوہ شمار ہے۔

مجھے دیکھنے کو تو آ ترا تجھے آئینے سے ملے جا بجا
مرا رُخ نما ہی آئینہ ہے جسے تو نے (لاف نمود) تو پکار ہے۔

(۳۰)

کسے سناؤں کہ دل کو مرے قرار نہیں
وہ بے قرار ہوں تجھ بن مرا قرار نہیں۔

دکھاؤں کس کو دکھانے میں فائدہ کیا ہے
کسی کے دیکھنے کا ہم کو اعتبار نہیں۔

مریض ہوں تو انہیں کا ہوں کشتۂ مفتوں
عیادت ان کی اگر ہو تو مجھ کو بار نہیں۔

پستیٔ خلق اگر درد کا کروں شکوہ
اسے (انہیں) خبر ہی نہیں (ہم) مجھ کو جو قرار نہیں۔

مرض جسے ہے وہی جانتا مرض کیا ہے۔
سمجھ ہی کیا سکے یہ غم جو غمگسار نہیں

ندامتوں میں تو ڈوبا ہوا غریق ہوں میں
وہ کیا سمجھتے جو خود آپ شرمسار نہیں

—

شہید خنجرِ تسلیم ہوں وہ کشتہ ہوں
کوئی نشان نہیں اور کہیں مزار نہیں۔

—

مٹا نہیں یہ ہوں مر مر کے جی اٹھوں تو مٹوں
تمنا مرنے کی دل میں ہے اختیار نہیں۔

—

طبیب بن کے کوئی میرا کیا علاج کرے
مرا مرض تو کبھی پر بھی آشکار نہیں۔

—

میں جانتا ہوں کہ آتش لگی ہے کیا مجھ کو
تمہارے عشق کی آتش ہے یہ بخار نہیں۔

—

میں ماسوا سے یہ بانگِ دہل یہ کہتا ہوں
پہ تم ہماری ضرورت نہیں شمار نہیں۔

—

نظر اٹھائے بھی دیکھوں نہیں کوئی کیا ہے۔
میں جانتا ہوں عدم میں کوئی وقار نہیں۔

—

تری عنایتوں کی حد ہے اور نہ کوئی حساب
گناہ گاروں میں مجھ سا گناہ گار نہیں۔

—

ندامتوں سے جھکالی ہے اپنی گردن اب
کہ نادمی کے سوا کچھ تو اختیار نہیں۔

—

جھکائے سر ہیں تمہارے ہی آستانے پر
جو چاہو تم ہی کرو ہم کو اختیار نہیں۔

—

بتاؤ

دور سے تو رہتے نہیں کہیں کے بھی
اٹھاؤ تم تو کسی کا بھی انتظار نہیں

کرم کرو تو تمہارا دھرم ہے تم ہو کریم
کوئی تمہارے سوا اپنا غمگسار نہیں

نہ چین ہے نہ سکوں اور نہ ہے قرار کہیں
مجاز قید ہے اس قید میں قرار نہیں

تمہارے ڈھونڈنے میں ٹھوکریں جو کھائی ہیں
کہاں کہاں ہیں گرے اور اٹھے شمار نہیں

پھر اپنی حالتِ خستہ کا کیا بیان کرنا
جو گر چکا ہے اسی پر گرے وقار نہیں

سمجھتے تم ہو کہ ہم ڈھونڈتے تمہیں کو ہیں
تمہارے غیر کے آگے تو اب وقار نہیں

چھپو نہیں ذرا کچھ سامنے ہی آجاؤ
مجاز پردہ ہے عاشق تو پردہ دار نہیں

ذلیل و خوار کہاں تک بنوں تمہارے لئے
کہ صبر مجھ میں نہیں اور کوئی قرار نہیں

تمہیں سے ملنے کو اس سے ملے کہ جس میں تم ہو
تمہارا نور تو نوری سا گل عذار نہیں

اسی میں دیکھتا اگر ہے رات دن تم کو
سوا اسی کے کوئی اب تو میرا یار نہیں

من چیزے نہ بینم بجز آں جلوۂ جانہ
ہر چیز شد آئینہ برائے رخِ جانہ

عابد ہمہ دم ی طلبد مطلبش از تو
من ی طلبم از تو ترا جلوۂ جانہ ۔

تو مطلب من مقصدِ من ایمانم و جانم
من بندۂ عاصی شدہ بدنام زمانہ ۔

تو شاہد و مشہود درین دیر و حرم خود
من عاجز و معدوم بہر حیلہ بہانہ ۔

از تو طلبم مغفرتت ہر دم و ہر آن
غفرانِ تو ی جوید ہر آن بہانہ ۔

چیزے نمی بینم کہ نگاہم شدہ صیقل
ہر چیزے کہ بینم درو بینم رخِ جانہ ۔

من خود را نمی بینم و خود را نمی دانم
چوں خود را بینم درو بینم رخِ جانہ ۔

عابد بہ عبادت شدہ نازاں بہ ایں عالم
من ناز بتو ی کنم اے جلوۂ جانہ ۔

تو تن شدی تو دل شدی تو جانِ دو عالم
ہر چیہ شدہ از تو شدہ در کون و مکانہ ۔

تو ساکنِ عالم شدی عالم بتو ثابت
ہر جا تو ئی ظاہر شدی ہر آن و زمانہ ۔

اول توئی آخر توئی ظاهر توئی باطن
یعنی که توئی آمدی هر جا به زمانه ـ

تو دیر و حرم گشتی و تو کعبه و مسجد
تو آئی به هر جا بکمالات زمانه ـ

تو جلوه نمائی درین عالم به این عالم
۴ اے جلوهٔ جانه توئی جانه توئی جانه ـ

من دیر و حرم دیدم و چیزے نمی یابم
تو دیر و حرم گشتی و تو مال و خزانه ـ

تو ساکن عرش آمدی تو بر سر فرشی
۴ تو تن شدی تو دل شدی تو جانم و جانه

از عرش که بر فوق سماء ما را چه حاجت
۴ کعبه که دران تو نهٔ دل کردئ خانه

در دل شدی ساکن و مکان تو دلم شد
دل خانهٔ تو گشته و تو صاحب خانه

از هر دل عالم ترا هر آن بجویم
شاید که تو راضی شوی ازمن به بهانه

عالم را چون بینم همه محتاج تو بینم
تو مالک عالم شدی تو شاه زمانه ـ

تو قادر مطلق شدی تو خالق عالم
موجود درین کون و مکان تو شدی مانه ـ

تو ظاہر و باطن شدی تو اول و آخر
ہر سو شدی ہر جا شدی تو خانہ بہ خانہ ۔

(در)

ہر آن ترا بینم کہ توئی عینِ دو عالم
ظاہر توئی باطن توئی قائم توئی مانہ

(دانہ) (توانہ)

زندہ توئی دانا توئی خواہاں تو توانا
شنوا توئی بینا توئی گویا توئی مانہ ۔

ہر سو توئی جلوہ کن و ہر سو تو بیائی
چون پردہ بخوانی شوی از شکل زوانہ ۔

چون خواہی بیائی درین عالم بلباسش
چون خواہی کنی ترکِ لباسش بہ بہانہ

ظاہر شدی بر من بلباسے ترا دیدم
نامش شدہ نوری بشر یکتائے زمانہ ۔

آں تو خدا بیں و خدا داں از و ہر آں
آں شیخ تو داری کہ ندارد بہ زمانہ

(او یکتائے زمانہ)
(او شہنشاہِ زمانہ)

(۳۲)

تم دل کے مکیں ہو دل بھی ہو دل تم کو دکھائے جاتے ہیں
سنتے ہو سناتے تم ہی ہو ہم تم کو سنائے جاتے ہیں۔

تم دور نہیں ہو ہم سے کہیں ہم دور نہیں ہیں تم سے کہیں
تم ہم میں ہو اور ہم تم میں یقیں یہ راز سنائے جاتے ہیں۔

تم ہم میں رہے اور ہم تم میں پھر غیر کی حاجت کیا ہے ہمیں
قدموں پہ تمہارے رہتے ہیں جب سر کو جھکائے جاتے ہیں۔

اک لمحہ بھی تم سے کب ہیں جدا ہو جائے جدا وہ کب ہے خدا
تم شمعِ وحدتِ نورانی ہم اس پہ جلائے جاتے ہیں

تم اپنی بقا میں باقی ہو ہم اپنی فنا میں فانی ہیں
ہر آن میں ہم مرتے ہی رہے اور تم سے جلائے جاتے ہیں۔

تم سے جو ہٹے وہ رہ نہ سکے تم سے جو ملے وہ مٹ نہ سکے
تم پہ جو مرے وہ مر نہ سکے جیتے ہیں جلائے جاتے ہیں۔

محتاج ہیں ہم تم داتا ہو آقا ہو ہمارے مولیٰ ہو
سب آپ کے در کے منگتا ہیں اور آپ دلائے جاتے ہیں۔

اک ذرہ کہیں بھی ہل نہ سکے اور اپنی جگہ سے ہٹ نہ سکے
صدقے میں تمہاری قدرت کے چلتے ہیں چلائے جاتے ہیں۔

ہستی ہے تو تم سے باقی ہے مستی ہے تو تم سے طاری ہے
ہستی ہے تو تم سے ہستی ہے ہم تم سے بنائے جاتے ہیں۔

رونق ہے تمہاری عالم میں صورت ہے تمہاری آدم میں
قدرت کے کرشمے ہر دم میں دکھتے ہیں دکھائے جاتے ہیں۔

چھپنے میں تمہاری عادت ہے دکھنے میں نرالک شان ہے
ہر طور سے پردہ داری ہے یہ چھپتے دکھائے جاتے ہیں۔

دیتے ہو نہیں پھر نام نہیں کرتے ہو نہیں بدنام نہیں
ہر صبح نئی ہر شام نئی اک شان دکھائے جاتے ہیں۔

پردے میں رہے پردہ بھی رہے پردے سے علحیدہ بھی رہے
تم تم میں رہے اور ہم میں رہے سب تم سے دکھائے جاتے ہیں۔

ہو عرش پہ تم اور فرش پہ تم اور حشر میں تم اور نشر میں تم
آفاق میں تم انفس میں ہو تم سب تم میں ہی پائے جاتے ہیں

تم اور نہیں ہم اور نہیں تم دور نہیں ہم دور نہیں
ہم تم سے بنائے جاتے ہیں اور تم سے سجائے جاتے ہیں۔

ہم سب سے جدا اور تم پہ فدا بس ناز ہے ہم کو تم ہو خدا
بس حمد کے ہر آن عالم میں ہم راگ الاپے جاتے ہیں

جیتے ہیں تمہاری خاطر ہم مرتے بھی تمہیں پر حاضر ہم
جو چاہو تمہاری خاطر ہم کرتے ہیں کرائے جاتے ہیں۔

مخلوق سے اب ہم واسطہ کچھ رکھتے ہی نہیں تم جانتے ہو
جب تم سے ملے تم پہ ہی مٹے ہر آن مٹائے جاتے ہیں۔

جب سے کہ نگاہ میں تم آئے ایمان ہے دل میں تم آئے
اب بات تمہاری بھاتی ہے ہم سب کو سنائے جاتے ہیں۔

بنائے تم سے بنائے [illegible]
کہنا تو تمہاری کہنا ہے یہ بات سنائے جاتے ہیں۔

ملنا تو تمہیں سے ملنا ہے پانا تو تمہیں کو پانا ہے
یہ بات سناتے جب ہم تو ہر طرح سنائے جاتے ہیں۔

مخلوق کی حالت دیکھ تو لی پھر اس پہ نگاہ جاتی ہی نہیں
ہر آن تمہاری خاطر ہم صدمے ہی اٹھائے جاتے ہیں۔

پوچھے یا نہ پوچھے کوئی ہمیں اس کی تو ہمیں حاجت ہی نہیں
تم پوچھنے والے ہر آں ہو ہم تم سے سنائے جاتے ہیں۔

مانے یا نہ مانے کوئی ہمیں ہم اپنے کو کب منواتے ہیں
ہم اُن کے لئے ہی تم سے ملے اور تم کو منائے جاتے ہیں۔

ہم راہ میں اُن کی مٹنے کو ہیں عزم کئے اور مٹتے ہیں
تم ہم کو ستاؤ یا مانو ہم ان کی سنائے جاتے ہیں۔

مطلوب رضا ہے ان کی فقط مقصود ہمارے وہ ہیں محض
مخلوق سے کیا لینا دینا ہم اُن سے دلائے جاتے ہیں۔

وہ چاہے جزا دیں یا دیں سزا مطلوب ہمیں ہے ان کی رضا
جو چاہے کریں ان کی ہے رضا سر اپنا جھکائے جاتے ہیں۔

آباد کریں برباد کریں یا شاد کریں ناشاد کریں
مرضی پہ انہیں کی ہر آں ہم سر اپنا جھکائے جاتے ہیں۔

جو چاہو کرو تم آقا ہو داتا ہو مرے تم مولیٰ ہو
ہر طرح تمہاری خاطر ہم صدمے ہی اٹھائے جاتے ہیں۔

لیا جائیں تمہاری مرضی ہم بس طے کریں اب راضی ہم
تو بولے ہماری مرضی ہم نوری میں دکھائے جاتے ہیں۔

بس بات سمجھ میں آ ہی گئی اور ہاتھ میں دامن آ ہی گیا
قدموں پہ ہم آمر نوری کے لوٹ پوٹ کے منائے جاتے ہیں۔

---

(۳۳)

جس کو تمہارا ہو پتہ اس کا کہیں پتہ نہیں
اس کی نگاہ میں کوئی غیرِ خدا رہا نہیں۔

تم مل گئے تو سب ملے تم سے یہ دو جہاں ملے
جس کو نہ تم ملے یقیں اس کو تو کچھ ملا نہیں۔

تم سے کمال ہے ہمیں تم سے جمال ہے ہمیں
وہ بے کمال رہ گیا تم سے جو خود ملا نہیں

اب دل تو تم پہ آگیا پھر کیا کہیں کہ کیا ہوا
جائے کہاں تمہیں کہو تم سا کوئی ملا نہیں

جس پر بھی اب نظر اٹھی کچھ نہ دکھا تمہیں دکھے
اب تو مجاز عینِ حق ہو کر رہا جدا نہیں۔

ساری فضا میں تم رہے ہر ہر ادا میں تم رہے
شاہ و گدا میں تم رہے تم سا کوئی رہا نہیں۔

اب تو حجاب آپ سے باقی کوئی رہا نہیں
ساری زمیں زمیں نہیں اور آسمان سما نہیں۔

قدموں سے اب زمیں ہٹی اور فوق سے سما ہٹا
اپنی خودی خودی نہیں غیرِ خدا رہا نہیں۔

ساری دوئی تھی ذہن کی اور خود خودی تھی وہم کی
جب یہ نہیں تو تم رہے۔ اپنا کہیں پتہ نہیں

اب قال عینِ حال ہے اور حال عینِ قال ہے
وہ مجھ کو کیا سمجھ سکے مجھ سا جو خود ہوا نہیں۔

اس شعر کو میں نے حسنِ مطلع بنا دیا (رضاء الحق آزمی)

124

اب زندگی میں ہر گھڑی اک کی خوشی رہی
ہم سے وہ ہو سکا نہیں جس میں تری رضا نہیں

—

قابو نہیں ہے مطلقاً بے حس و بے خبر ہوں میں
جو چاہو تم وہ ہو سکے ہم سے تو کچھ ہوا نہیں۔

—

عاجز ہیں ہم قدیم تم غافل ہیں ہم خبیر تم
تم نہ کرو تو ہم سے کچھ ہوتا نہیں ہوا نہیں

—

اب کیا کروں کراؤ تم کیا لکھ سکوں لکھاؤ تم
تم ہو تو شوق و ذوق ہے ورنہ کوئی مزا نہیں۔

—

تم ہم سے خوش اگر ہوئے مرضی تمہاری گر ملے
جنت ملے یا نہ ملے اس سے بڑی جزا نہیں

—

123

گر راضی تم نہ ہو تو پھر جائیں کدھر بتا کہو
دوزخ اسی کا نام ہے اس سے بڑی سزا نہیں۔

—

ہر آن تمہاری یاد ہے دل ہے تو تم سے شاد ہے
ورنہ بذاتِ خود ہمیں رونق نہیں جلا نہیں

—

تیری قسم ہے تجھ کو اب تو ہی بتا ہے کون رب
جائے کدھر ترا گدا تیرے سوا خدا نہیں۔

—

در چھوڑ کر ترا کوئی جائے جو در بدر کہیں
اس کو تو کچھ ملا نہیں اس سے بڑی بلا نہیں۔

—

تیرے سوا نہیں کوئی آنا نظر نہیں نہیں
جب بھی نظر کھلی کہیں تیرے سوا دکھا نہیں

—

داتا ہو تم کریم تم آقا ہو تم رحیم تم
مولیٰ ہو تم علیم تم کیا میں کہوں کہ کیا ہیں۔

—

شنوا ہو تم کلیم تم حادث ہیں ہم قدیم تم
سب کچھ ہو تم عدیم ہم یہ شانِ ماسوا ہیں۔

—

شافی ہو تم طبیب تم محبوب تم حبیب تم
میں ہوں مریضِ لادوا تم بن مری دوا نہیں۔

—

مالک ہو تم ملیک تم قادر ہو تم قدیم تم
ہم کو تمہارا در ملا اس کے سوا ملا نہیں۔

—

تم ہو غنی فقیر ہم تم ہو دھنی غریب ہم
تم ہی ہو ایک آسرا بھی اور آسرا نہیں۔

—

آرام دو یا درد دو یا حزن دو ملال دو
مالکِ جزو و کل ہو تم اپنا کوئی گلا گلہ نہیں۔

—

اعمال اپنے ہیں کہاں افعال میں تمہیں رواں
جو بھی دیا کرم کیا اپنا تو کچھ صلہ نہیں۔

—

تعذیب ہو ثواب ہو رخصت ہو یا عذاب ہو
جو تم کرو روا ہے سب بندہ تو کچھ خفا نہیں۔

—

تم مالکِ قدیم ہو ہم ملک ہیں فقیر ہیں۔
تم جو کرو بھلا ہی ہے اپنے لئے برا نہیں۔

—

ہم ہیں برے مگر برا ہم کو جہاں پسند نہیں
تم ہو بھلے تو پھر بھلا تم سے ہوا برا نہیں۔

—

جو بھی ہوا بھلا ہوا تم سے ہوا بھلا ہوا
جس حال میں بھی تم رکھو میرے لئے برا نہیں۔

تم خوش رہو تو خوش رہوں تم رنج کرو تو یہ کہوں
جینے کا ذوق سب گیا کیا ہو گیا مرا نہیں۔

نوری کا واسطہ نہیں دے کے کروں منا ہی لوں گا میں
تم ہی کہو گے آ تو آ کوئی بھی میرے سوا ترا نہیں۔

آہ تری تڑپ پہ جب ان کو جو رحم آ گیا
بول اٹھے تو یوں لے رو رہا ہے کیوں راضی ہوں میں خفا نہیں۔

۳۴

لیکن تم ہو مکاں تم ہو تمہیں بتاؤ حجاب کیا ہے
جہاں میں عین جہاں تم ہو سوا تمہارے جناب کیا ہے۔

تمہیں ہو ساکن ہر اک مکاں میں تمہیں ہو جلوہ نما زماں میں
بتا دیا ہم کو اپنا میں خود اپنا چہرہ نقاب کیا ہے۔

ہزار پردے اٹھائے تم نے ہزار جلوے دکھائے تم نے
پھر وہ نظر جو تمہیں نہ دیکھے جہان میں اس سے خراب کیا ہے۔

ہو اولیت یا آخریت یا ظاہریت یا باطنیت
ہر اک میں تم ہو ہر اک تمہیں ہو تو پھر کسی کا حساب کیا ہے۔

تمہیں ہو ماوٰی تمہیں ہو ملجا تمہیں ہو آقا تمہیں ہو مولا
جو تم میں خود کھو گیا ہے اس نے سوال کیا ہے جواب کیا ہے۔

تمہارے آگے ہمارا کچھ بھی پتہ نہیں ہے رہا نہیں ہے
تو تم ہی بولو ہمارا اپنا حساب کیا ہے کتاب کیا ہے

مصیبتوں میں یہ زندگی ساری یوں ہی ہم نے گذار ڈالی
کہ موت آئی نجات پائی غریب پہ پھر عذاب کیا ہے۔

کرم اُنہیں کا دھرم اُنہیں کا جہان بھی جو ہے بھرم اُنہیں کا
حقیقت اپنی عدم ہی ٹھہری تو اِن کا پھر انتساب کیا ہے۔

ہزار بار وہ اتر کے آئیں ہزار طور وہ ملیں ملائیں
عدم عدم ہے قدم قدم ہے تو پھر ذرا انقلاب کیا ہے۔

کرنے والے پہ سب ہیں روتے ہر اک طرح سے ہیں رحم کھاتے
تمہاری رحمت پہ جس کو ٹیکہ اُسے خیالِ عذاب کیا ہے۔

کسی کو کوئی بلائے مہماں تو ہر طرح سے کرے گا احساں
تمہارا مہماں ہوں تم ہو رحماں پھر اب کوئی اضطراب کیا ہے۔

یہ نعمتیں جو نظر میں آئیں یہ رونقیں جو بشر میں آئیں
یہ راحتیں جو سفر میں آئیں کدھر سے آئیں حساب کیا ہے۔

اُنہیں کا کرنا اُنہیں کا دھرنا اُنہیں کا ہر فعل میں گذرنا
تو پھر کرن ہار کون ٹھہرا یہ کسب کیا اکتساب کیا ہے۔

بچاؤ تم تو بچیں گے ہم سب وگرنہ خود ہی گریں گے ہم سب
توام کا استقال کیسا نہی سے پھر اجتناب کیا ہے۔

تمہاری باتوں کو سن رہے ہیں تمہارے ہاتھوں سے بن رہے ہیں
مقام تم نے دیا ہے ہم کو کسی کا اب انتخاب کیا ہے۔

[illegible] عذاب کیا ہے۔

مقامِ رب کی حقیقتوں سے ذرا بھی واقف جو ہو چکا ہے
تو وہ کہے ماسوا کا عالم بجز یہاں کے سراب کیا ہے

خودی کو جس نے کیا ہے قرباں انہیں پہ صدقے گیا ہے سو جاں
وہ خود جو کھاتا کباب کیا ہے وہ خود جو پیتا شراب کیا ہے

کلیم اُن کو سمجھنے والے کلام کو چھو پہ رکھنے والے
انہیں سے ہے گفتگو کی لذت خطیب کیا ہے خطاب کیا ہے

بصر کی دولت جسے ملی ہے بصیر ہے جس کو واسطہ ہے
وہی کرائے گا ان کا درشن اسی سے پوچھو نقاب کیا ہے

سماعتِ حق سے جو ہو واقف اسی کو پوچھو سمیع کہاں ہے
نہیں ہیں یک کو سنائے گا وہ کسی کا پھر اب خطاب کیا ہے

تم اس کی قدرت کی جلوہ گاہوں کو لب تلک ڈھونڈتے پھرو گے
پتہ ہے جس کو قدیر کا وہ بتائے تم میں حساب کیا ہے

ارادۃ اللہ کے جاننے کو مشیت اللہ کے ماننے کو
مرید ہیں کہ مراد پاؤ سوال کیا ہے جواب کیا ہے

علوم دنیا میں مختلف ہیں تجلیات علیم کچھ ہیں
خبیر سے ہی پتہ لگے گا علوم کیا ہیں کتاب کیا ہے

حیات کے ہر طرف ہیں چرچے اسی کے طالب ہیں سب اگرچہ
خبر نہیں ہے ممات کیا ہے حیات کا انتساب کیا ہے

وجود کے بحر میں عدم کا مقام کیا ہے قیام کیا ہے
اگرچہ دکھنا دکھانا سب ہے مگر سمجھ لو حباب کیا ہے

کبھی نہ ہوتا جو ان کا آمر نہ آر ہوتا نہ پار ہوتا
تو کھلتا نہ نوری سا شیخ ملتا تو اس سے بڑھ کر عذاب کیا ہے

(۳۵)

خود سے ہم خود کھو گئے کیا کر دیا اک بات میں
سارا عالم سمٹ کے یاں سے وہ گیا اس ذات میں

جو رہا بس وہ رہا اب میں رہا نہ تو رہا
بچ گئے رہنے سے ہم ہر بات کی آفات میں

وہم کی جب تھی خودی ہر آن ہوتی تھی بدی
اب تو اس جامہ میں ہیں بھلے رہیں ہر سات میں

لا سے سب کچھ چھین کر اِلّا سے سب کچھ دے دیا
ہیچ کیا کیا سے کیا کیا کر دیا بس اک نفی اثبات میں

وہم کا پردہ اٹھا تو خود نمایاں ہو گیا
اب وہ ہم کو ہر جگہ دکھتا رہا دن رات میں

خود تماشا اور تماشائی تماشا بین وہی
ہم نہیں ہو کر دکھائیں گے انہیں ہر بات میں

اپنی ہستی کا گماں تھا ہم کہاں موجود تھے
علم کے نقشے تھے اس کے اور بسے تھے ذات میں

بھول تھی وہ منزل کی اپنی وہم نے دھوکا دیا
ٹھوکروں پر ٹھوکریں کھاتے رہے آفات میں

حضرتِ آدم کا گرنا واں سے یاں معلوم ہے
جنتِ علمی چھٹی وہم خودی کی بات میں

ربنا کہہ کر پکارا اور ظلمنا کہہ دیا
پردۂ وہم خودی جب اٹھ گیا ظلمات میں

ہم کو بھی آدم کی طرح احسنِ تقویم میں
خلق کرکے علم میں رکھا خود اپنی ذات میں

پھر خودی کی بات خود سے خود ہی خود میں آگئی
تو کہا ثُمَّ رَدَدْنَاہُ گرے سکرات میں۔

سافلیں ہیں غیر انساں ان سے اسفل ہم گرے
وہم ان کو کچھ نہیں پر ہم کو ہے ہر بات میں۔

دور کردے وہم اپنا تو خدا تجھ کو ملے
پھر تری منزل پہ منزل ہے صفات و ذات میں

ہے عناصر خلق ان کی عنصرِ ناری نہیں
آگ کو تم ہو بناتے دیکھ لو دن رات میں۔

گھر جلے دامن جلے پھر دل جلے اور تم جلے
یہ اضافی نار ہے جلتی غلط اثبات میں

جنّت اس نے جو بنائی عالیہ اس کو کہا
جنّتی معلوم بن کے بس گئے ہیں ذات میں۔

جو گرا ہے واں سے یاں وہ نارِ دوزخ میں جلا
وقتاً کی ہم دعا کرتے ہیں دن اور رات میں۔

ہم کو دنیا جانتی ہے اور نہ کچھ پہچانتی
دل ہے اپنا بات دن اس کی طرف اثبات میں

شاعری اپنی نہیں اور ہم کوئی شاعر نہیں
رب کی باتیں ہیں سراسر عبد کی انصات میں۔

علم آگہی ہے ذات کا
واں سے بنتے ہیں نظارے ذات میں

ہم ہیں ان کے سامنے وہ ہیں ہمارے سامنے
خلق ہے اب مبتلا وہم و ظنون و دلالت میں۔

زندگی اچھی گذرتی ہے کرم ہے آپ کا
جب سے ہم ہم سے مٹے اور گم تمہاری ذات میں۔

کیا ہیں ہم اور کیا ہمارا سب تمہیں پر ہیں فدا
ہم عجب حالات میں ہیں اور عجب اثرات میں۔

ڈال دی جس پر نگاہ وہ منقلب ہو کر رہا
اور بدل دی زندگی ساری کی ساری بات میں۔

جو جدا تھے تم سے اب وہ تم پہ ہوتے ہیں فدا
اب تمہارے تذکرے ان سے سنو دن رات میں۔

بات اب مخلوق کی دل کو کبھی بھاتی نہیں
جو مخالف ہے اسے بس ٹھیک کر دوں لات میں۔

جو تمہارا ہے ہمارا ہے ہم اس کے ساتھ ہیں
جو تمہارا ہی نہیں اس کا علاج اک لات میں۔

واسطہ نوری پیا کا تم کو دیتا ہی رہوں
اک نہ اک موقع منالوں گا میں باتوں بات میں

(تم ہی بولو گے کہ آخر مانگتا کیا ہے بتا)
واسطہ لاتا ہے جب نوری (رضی اللہ عنہ) کا تو ہر بات میں۔

حق ہے یہ بولے مانگتا کیا ہے بتا (اے) آخر
واسطہ دیتا ہے جو اری کا تو ہر بات میں

۷۸۶ (۳۶)

ہم کو باتیں بنانی تو آتی نہیں
بات اب غیر کی دل کو بھاتی نہیں

شکل و صورت میں جب یار ہی یار ہے
اس کی صورت نگاہوں سے جاتی نہیں

لاکھ مخلوق کھینچے کھنچائے تو کیا
اب ادا خلق کی دل لبھاتی نہیں

ساتھ ہو کر ہزاروں میں بھی ایک ہے
سب عدم ہیں وجود ان کا ذاتی نہیں

وہ نہ ہوتے تو عالم ہی معدوم تھا
خلق مقصد مراد اپنا پاتی نہیں

دل تو ہر آن تمہارا فدائی تو ہے
وہ محبت ہے دل میں جو جاتی نہیں

ہم تمہاری ہی حمد و ثنا میں فنا
خلق اب ہم کو کچھ بھی سراتی نہیں

جل رہے ہیں ہزاروں ہمیں دیکھ کر
ان کی آتش ہمیں کچھ جلاتی نہیں

ایک لمحہ بھی ہم تم سے غافل نہیں
دنیا آتی ہے تم کو بھلاتی نہیں

لاکھ آجائیں دنیا و مافیہا سب
دل میں مطلق جگہ کچھ بھی پاتی نہیں

کوئی کہتا بھلا ہم کو کوئی برا
دونوں باتیں ہمیں در خلاتی نہیں

وہ نگاہوں سے جب دیکھ لیتے ہیں کچھ
پھر خوشی اپنی پھولے سماتی نہیں

ادھن یہی ہے کہ تم کو مناتا رہوں
ورنہ طرزِ عبادت بھی آتی نہیں

جو ہیں علماء وہ جانے ہر اک چیز کو
میں وہ جاہل ہوں علم اپنا ذاتی نہیں

ہوں گنہ گار ہوتا گناہ ہر گھڑی
میری ہمت تو واللہ بچاتی نہیں

ہوں سراسر خطاکار و بدکار میں
پھر بھی امیدِ رحمت تو جاتی نہیں

میں ہر اک طور ناشاد برباد ہوں
میری بربادی آتی ہے جاتی نہیں

چین دل کا گیا اور سکوں بھی گیا
رات آتی ہے پر نیند آتی نہیں

روتے روتے گذرتی ہے اب زندگی
اب ادائے دعا بھی تو آتی نہیں

زخم وہ لگ گئے ہیں خدا کی قسم
اب دوا خلق اس کی تو لاتی نہیں

لاکھ توبہ کروں بھی تو اتنا کہوں
جو ملامت ہے وہ دل سے نکلتی نہیں۔

تم سے جیتے ہیں، پلتے ہیں تم سے ہیں ہم
کچھ بھی ہیں تو سوا بات آتی نہیں

کوفت ہوتی ہے دل کو کبھی اس لیے
گفتگو چھوڑ دوں کچھ سہاتی نہیں۔

جن کی قسمت میں طاعت رکھی آپ نے
ان کی خدمت بھی کچھ ہم کو آتی نہیں۔

ذوق اس زندگی میں بھلا کچھ کیا
جو خطا سے ملی اور ملاتی نہیں۔

بھیک ہم مانگتے ہیں کم سے تیرے
رد کرے یہ ادا تو سہاتی نہیں۔

میرے اعمال کہتے ہیں مجرم ہے تو
تیری رحمت بھی کیا بخشوانی نہیں۔

ہوں گنہگار تائب ہوں تیری طرف
کیا ان آنکھوں پہ رحمت بھی آتی نہیں۔

منہ نہیں اپنا اس کو دکھا بھی سکوں
اب دعا میری اوپر کو جاتی نہیں۔

یاس و حرماں کی حالت میں سر جھک گیا
کوئی ہمت تو اب سر اٹھاتی نہیں۔

144

پھر وہ بولے کہ او رونے والے تجھ
نسبت شیخ کیا دینی آتی نہیں۔

سر اٹھایا تو نوری پیا آگیا
اور کہا آئی رحمت کیا آتی نہیں۔

آ ایسا ہر پیشان کیوں ہوگیا
مجھ سے کر دعا تجھ کو آتی نہیں۔

145

(۳۷) ۴

۴ تو ہر دم یادی آئی ترا ہر باری بینم
تماشائے عجب دیدم عجب درباری بینم

۴ باین عالم توئی ظاہر بآن عالم توئی باطن
تو روپوشی یا بنمائی مگر رخساری بینم

۴ عبادت چون کند عابد ہمی گوید کہ من کردم
بہر چیزے کہ من کردم درو سرکاری بینم

۴ نہ مجبورم نہ مختارم مگر منزل جدا دارم
مرا عاجز نمی گویم نخود مختاری بینم

۴ ہر آن کس کہ مرا بیند مرا بدکاری داند
در آن دم من ترا بینم ترا غفاری بینم

نه بیند خلق جرم من مگر بدنام می سازد
تو بینی هر دم و هر آن ترا ستاری بینم

ترا رنجیده کردم هر دم و هر آن زاعمالم
ولیکن هر چه که تو خواهی مرا حقداری بینم

جهنم چون برای من اگر تیار خود کردی
خوشی کرده در آیم گر ترا در ناری بینم

خلیل الله چون در آتش نمرود افتاده
بگفته قبل من مولای من در ناری بینم

اگر در نار تو باشی جهنم نیست آن آتش
در آتش تو اگر باشی بتو گلزاری بینم

کرم کن بر من خسته کریمی تو رحیمی تو
تو گر ناراض گشتی هر دو عالم ناری بینم

مرا معلوم هست عشاق را بر داری بینم
سزائے هر چه خواهی ده رضائے یاری بینم

اگر تو رو بگردانی که تو مختار کل هستی
گدائے بے نوا هستم ترا مختاری بینم

گنه، گناه کردم که تو دانی خطا کردم که تو بینی
ترا ستاری بینم ترا غفاری بینم
اگرچه

یقیناً نیست در عالم مثال من گنه گارے
میان صد در رحیمان خویش را هر باری بینم

اگر تو رو بگردانی و گوئی من نه راضیم
برائے رحمتِ تو احمدِ مختاری بینم

من آن کرم که در اعمال من چیزے نمی دارم
اگر چیزے ہی دارم ترا ہر بار ی بینم

اگر بپسند در اعمال تو چیزے ہی داری
بگویم رحمتِ رحمان را ہر بار ی بینم

عبادت عابدان را لائق ست و من نیم عابد
ستیں دم ہا ر چہ کردم ناقص و بکار ی بینم

مرا ہرگز نہ بنمایم کہ نیکم نیکئی کردم
بگویم در خطا کاری مرا بسیار ی بینم

تو رحمانی و رزاقی و ستاری و غفاری
ہمہ غم در دلم دارم ترا غمخوار ی بینم

توئی آقا توئی مولا توئی ماوی توئی ملجا
توئی در کارِ من ہستی ترا در کار ی بینم

کہ دل بتو نپردخت جان قربان او سازم
کسے مائل بتو بینم بدو و بان ی باشتم

اگر او را ہی بینم بگویم یار ی بینم
گہے گاہے

گہے بر پائے او سر کردہ گفتم تو نئی واللہ
کمالِ حق بتو یابم جمالِ یار ی بینم

ازو پرسم کہ تو بشری بگو یا تو ملک ہستی
تو آخر کیستی در تو عجب انوار ی بینم

بگفت

من نیم چیزے بجز آں جانِ جانانم
اگر چیزے ہمی بینم درو دلدار می بینم

قدم بوسیدہ پرسیدم کہ نامت چیست اے آقا
بگفت آں نورِ ہر دم من خود یاری می بینم

بگفتم اے
بگفتم او شہہ والا نظر بر من بکن للہ
کہ آمر راہیتہ خستہ و ناچاری می بینم

(۳۸) ۴۴

بہت کچھ کھو دیا جو ہے غنیمت جان اے بابا
کیا ہے کیا یہ گنوا کر نا کیا تھا یہ پہچان اے بابا

گئے آگے بہت کچھ اور جو ہیں جاتے نظر آگے
مسافر اس کے منزل سے ہے کیوں انجان اے بابا

یہ دنیا دیکھ لے ساری کہیں بنتی کہیں مٹتی
کہیں بھی حال اس کا ہے نہیں یکسان اے بابا

جسے تو خوش سمجھتا ہے اسے خود پوچھ تو کیا ہے
بتائے گا کہ بھ جیسا نہیں حیران اے بابا

کہیں شادی کسی کی ہے کہیں پہلو میں بربادی
یہ دنیا ہے بدلتی ہر دم و ہر آن اے بابا

کہیں مولودِ نو کی ہر طرح سے اک خوشامد ہے
تو اسی آں دیکھ لے جاتی کسی کی جان اے بابا

کہیں ہنسنا کہیں رونا کہیں رو رو کے چپ رہنا
یہ ہے احوالِ دنیا ہر گھڑی ہر آن اے بابا

کسی کی زندگی ہے ساتھ اپنے ساز و سامان کے
کسی کی زندگی ویران ہی ویران اے بابا

کسی نے ابتدا سے انتہا تک غم نہیں جانا
کسی کے دل میں سارے رہ گئے ارمان اے بابا

غرض دنیا سے دل کیا ہے لگایا پھیر لے اس کو
یہی ہے رازِ پنہاں اور یہی عرفان اے بابا

پلٹ دے دل کو اپنے دل پلٹنے ہی کو کہتے ہیں
تو پائے گا اسی میں لذتِ ایمان اے بابا

شریعت میں پلٹ تن کو طریقت میں پلٹ من کو
یہ دونوں پلٹیوں کے بعد ہے احسان اے بابا

الٹنا اور پلٹنا خود سے کٹنا اُن سے پھر جُٹنا
اسی مقصد کے خاطر تو بنا انسان اے بابا

یہ دنیا
وہ کیا چیز ہے کیا اس جہاں سے لے کے جانا کیا
یہ تن تک چھوٹ جائے گا یقیناً جان اے بابا

اگر غفلت سے دنیا تو کماتا ہے تو وہ کیا ہے
اسے نقصان کہتے ہیں اسے خسران اے بابا

خلافِ حق کیا ہے یا اگر کرتا ہے تو سن لے
یہ ساری غلطیوں کا نام ہے شیطان اے بابا

انہیں تو دیکھنا چاہے نگاہ مستقل تو یوں کرلے
یہ وہمی شکل کا ہر آن ہو کفران اے بابا

وَمَنْ یَّکْفُرْ کو پڑھتا ہے خود ہی طاغوت بنتا ہے
وَیُؤْمِنْ کو ذرا باللہ کو تو پہچان اے بابا

فَقَدِ اسْتَمْسَکَ کے خود نتیجے پر ذرا رُک جا
تجھے عروہ ملے گا بن کے وثقیٰ مان اے بابا

اشارے کر دئے میں نے کسی فن داں سے مل جانا
انہیں باتوں کو حل کر لینا ہے عرفان اے بابا

الٹ دے زعم کو اپنے پلٹ دے وہم کو اپنے
بنا کر نعیم کو اپنے اَنا کو جان اے بابا

پلٹ دے کام کو اپنے مٹا دے نام کو اپنے
تو پلٹا دے اَنا بھی ہے اَنا ہر آن اے بابا

وجودِ حق میں مٹتا جا شہودِ حق میں دکھتا جا
یہی سیران ہے تجھ کو یہی طیران اے بابا

یہی سریان ہے جاری و ساری ہو اسی میں تو
اسی کو سیر کہتے ہیں یہی جولان اے بابا

مٹا تو اس طرح خود کو نہ ہو نام و نشاں باقی
اُسی پر مٹ ہی جانے میں تری ہے شان اے بابا

کوئی جانے یا نہ جانے گذر جا سب ہی ان جانے
وہی تو ہے تجھ رگ سے ما سوا سب جان اے بابا

بھلا یاروں کو ہر دم تو نہ وہ تجھ کو کبھی بولے
تو اپنے کو بھلا گر تجھ میں ہے نسیان اے بابا

حقیقت میں تو گونگا ہے تو گویائی رہی کس کی
سمجھ کر منہ تو کھولے گا تو ہے قرآن اے بابا

تو نابینا ہے بینائی نہیں مطلق کبھی تجھ کو
یہ سب دکھتا دکھاتا اس کا ہے سامان اے بابا

حقیقت میں سمیع وہ ہے تو شنوائی اسی کی ہے
وہی سنتا سناتا ہے لگا تو کان اے بابا

یہ کرنا اور کرانا ہر طرح کے کام کر جانا
وہی کرتا ہے پھر ہے سامنے انسان اے بابا

ارادے کے بغیر اس کے کوئی کچھ کر نہیں سکتا
ذرا تو اپنی ناکامی میں کر لے دھیان اے بابا

موافق جب ارادے کے ارادہ عبد کرتا ہے
وہ ہوتا ہے وگرنہ دیکھ لے نقصان اے بابا

تو آیا چہل پیر اپنے بنا انجان تھا بالکل
بنایا تجھ کو اپنے علم سے ذی شان اے بابا

حیات اور موت کا یہ کھیل سارا ہے سمجھ لینا
اسی کی زندگی تجھ میں بنی ہے جان اے بابا

نہ ہونا خود کا اور ہونا ہے اس کا بس یہی ہونا
دوئی کو چھوڑ کر بس ایک ہونا مان اے بابا

—

تو کیا مانے گا آخر تجھ کو کیا تھا (جاننا) مانا آتا
یہ سب نوری بیا کا تجھ میں ہے فیضان اے بابا

—

(۳۹)

نہ مجرم ہیں ہے مجھ سا داتا نہیں ہے تجھ سا
بندہ نہیں ہے مجھ سا مولا نہیں ہے تجھ سا

—

در چھوڑ کر ترا اب جاؤں میں کس کے در پر
بے در نہیں ہے مجھ سا ملتا نہیں ہے تجھ سا

—

ہوں میں خراب و خستہ لایا ہوں دل شکستہ
ایمان ہے یہ کہتا مولا نہیں ہے تجھ سا۔

—

سب سے برا بنا ہوں سب سے کٹا ہوا ہوں
جب سے نگاہ ہے تجھ پر دکھتا نہیں ہے تجھ سا۔

—

تو جانتا ہے حالت میری بنی ہے کیا اب
روتا نہیں ہے مجھ سا سنتا نہیں ہے تجھ سا۔

—

جو کچھ سنا رہا ہوں تجھ کو سنا رہا ہوں
منگتا نہیں ہے تجھ سا داتا نہیں ہے تجھ سا۔

—

جب سے پکارتا ہوں تجھ کو پکارتا ہوں
نقشہ کسی کا دل میں جمتا نہیں ہے تجھ سا

—

ہر طور سے تجھی کو رو رو کے میں سناؤں
تو خود کہے گا کیا ہے روتا نہیں ہے تجھ سا۔

—

بولوں کہ رونے والے اپنا ہی رو رہے ہیں
میں رو رہا ہوں تجھ کو ملتا نہیں ہے تجھ سا۔

—

تیرے کرم کا صدقہ سب کو ملا ہے آقا
تجھ سے تو سب ہے ملتا ملتا نہیں ہے تجھ سا۔

—

ہر لینے والا لیتا اور تو ہے سب کو دیتا
جس کو بھی دیکھتا ہوں دکھتا نہیں ہے تجھ سا۔

—

دوزخ تجھے کہے گی ایسا برا تو اب تک
دیکھا نہیں ہے میں نے دکھتا نہیں ہے تجھ سا۔

—

مانا کہ میں برا ہوں دوزخ تو جانتی کیا
وہ غیض میں کہے گی چھٹتا نہیں ہے تجھ سا۔

—

جلتا ہوا بھی اس کو بھولوں گا کب جہنم
تو خود کہے گی کیا ہے جلتا نہیں ہے تجھ سا۔

—

اس نار میں جلا ہوں جو عشق کی لگی ہے
یہ نار بجھ کے یوں ہے جلتا نہیں ہے تجھ سا۔

—

دنیا کے سب ہم نے ڈالے
ماؤں نہیں ہے تجھ سا۔

مخلوق کی ادائیں سب جان لی ہیں ہم نے
سب بے وفا ہیں لیکن اوفی نہیں ہے تجھ سا۔

کیا حسنِ یوسفی ہے کیا لحنِ داؤدی ہے
تیرے ہیں یہ کرشمے واللہ نہیں ہے تجھ سا۔

لقمان کی حکمتیں کیا سلماں کی رفعتیں کیا
کوئی کرشمہ سازی کرتا نہیں ہے تجھ سا۔

ہر گل میں تیری بو ہے تیری ہی جستجو ہے
باوصف سب میں تو ہے یکتا نہیں ہے تجھ سا۔

یکتا

میں کیا ہی کر سکوں گا تو جو کرے گا ہوگا
رکتا نہیں ہے تجھ سا کرتا نہیں ہے تجھ سا۔

کم ظرفیوں میں میرا کیا ظرف میں دکھاؤں
ادنیٰ نہیں ہے تجھ سا اعلیٰ نہیں ہے تجھ سا۔

میری جو زندگی ہے ساری ہی گندگی ہے
گندہ نہیں ہے تجھ سا اصفیٰ نہیں ہے تجھ سا۔

جو بھی ہوں تجھ سے ہوں میں ورنہ تو کچھ نہ ہوں میں
قطرہ نہیں ہے تجھ سا دریا نہیں ہے تجھ سا۔

بحرِ فنا میں ہر دم غوطے لگا رہا ہوں
اور ڈوبتی ہے کشتی مرسیٰ نہیں ہے تجھ سا۔

آہستہ اس نے پوچھا کیا مجھ سا تو نے دیکھا
واللہ نہیں ہے مجھ سا واللہ نہیں ہے مجھ سا۔

اب یہ وظیفہ ہر وقت مجھ کو ہے ورد رہتا
بس لا الٰہ الا انت نہیں ہے مجھ سا۔

پاپی ہوں پاپ میں ہوں یعنے کہ آپ میں ہوں
جھوٹا نہیں ہے مجھ سا سچا نہیں ہے مجھ سا۔

تو چاہے آر کر دے یا چاہے پار کر دے
میرے لئے تو مولا واللہ نہیں ہے مجھ سا۔

در پر ترے کھڑا ہوں مدت سے رو رہا ہوں
منگتا نہیں ہے مجھ سا۔ شاہا نہیں ہے مجھ سا۔

میں ہوں خطا میں یکتا تو ہے عطا میں یکتا
جود و سخا میں کوئی دکھتا نہیں ہے مجھ سا۔

اعمال مجھ سے پوچھا تو کہہ دیا برے ہیں
رحمن نے کہا نکل جا جچتا نہیں ہے مجھ سا۔

تعذیب کے فرشتے آئے جو مجھ کو لینے
پھر بھی پکارتا تھا مولا نہیں ہے مجھ سا۔

کیا جانتے فرشتے کیا درد اُن کو میرا
کہنے لگے مجھی سے اشقیٰ نہیں ہے مجھ سا۔

سنتے ہی اک صدا دی ہاتف نے او فرشتے
کچھ بھی ہے یہ مرا ہے بندہ نہیں ہے مجھ سا۔

ان کو جو رحم آیا نوری پیا ہی آیا
پوچھا یہ کیا ہے آخر روتا نہیں ہے تجھ سا۔

بولا کہ میرے مولا تو ہی کرم کا دریا
تجھ بن اگر جلوں میں رستہ نہیں ہے تجھ سا۔

(۴)

میری آنکھوں میں تو ہی آگیا میں جدھر گیا اُدھر آگیا
مجھے اب نہ کوئی خبر رہی میں کدھر گیا کدھر آگیا۔

نہ ہی منزلوں کی خبر مجھے نہ ہی محفلوں پہ نظر مجھے
کہ جدھر بھی میری نظر اٹھی تو نظر میں سر بسر آگیا۔

کوئی پوچھتا ہے ترا پتہ کوئی تجھ کو کہتا ہے لاپتہ
مرا حال وقال یہی کہے نظر آگیا نظر آگیا۔

کبھی دیکھتا ہوں نماز میں کبھی پردہائے مجاز میں
کہ جدھر بھی میں نے رُخ کیا اُدھر آگیا اُدھر آگیا۔

جہاں خلق سامنے آگئی تو یہی کیا کہوں کہ کہاں گئی
تو چھپا تو میں نظر آگیا میں چھپا تو تُو نظر آگیا۔

یہ ہیں ساری آنکھ مچولیاں کہیں خود لگائی ہیں جو لیاں
کبھی اس طرح کبھی اس طرح مرے سامنے مگر آگیا

کہیں عشق میں کہیں حسن میں کہیں صبر میں کہیں جبر میں
کہیں ناز میں یا نیاز میں تو جہاں رہا نظر آگیا

مرے پاس ایسا رہا ہے تو مرے ساتھ ایسا بسا ہے تو
مرے ساتھ ساتھ رہا ہے تو حضر ہو کہ یا سفر آگیا

مرے ہر مقام میں تو رہا مری صبح و شام میں تو رہا
مرے رات دن کے قیام میں میں جدھر گیا ادھر آگیا

میں بھلا کے تجھ کو نکل گیا ترے حکم سے بھی گذر گیا
ترے حکم کو کوئی کیا کہے میں جدھر رہا ادھر آگیا

۷ مری ذات میں رہیں غفلتیں مرے ساتھ میں رہیں زحمتیں
تو بلا تو مل گئیں راحتیں ترے فیض کا مطر آگیا

۸ مرا سب گیا تو مرا ہے کیا میں گذر گیا تو برا ہے کیا
تو ملا تو بس ہے سب آگیا ہوں میرا مال و زر آگیا

۹ کوئی جائے اور کوئی رہے کوئی آئے اور نہ کوئی رہے
میں سمجھ لوں سب مرے ہو گئے میرا ہو گے تو اگر آگیا

۱۰ مجھے سنتا کون تھا آج تک کوئی مجھ سے کرتا تھا بات کب
ہوں میں بے خبر ہوں میں بے اثر تو جو آگیا نظر آگیا

مری زندگی کا مدار تو مری زندگی کا وقار تو
تو اگر گیا تو میں مر گیا ملی زندگی تو مگر آگیا

نہ مجھے ہے علم نہ علم میں مرا کچھ شمار ہے تا ابد
ترا جاننا مرا علم ہے مرا جہل اب نظر آگیا۔

ترا چاہنا ہی مراد ہے میں مرید ہوں تو مراد ہے
مرے اضطراب سے ہٹ کے میں تو جدھر رہا اُدھر آگیا۔

میں تو ناتوان حقیر ہوں تو عزیز ہے تو قدیر ہے
میرا کرنا تیرا کرانا ہے تیرا فعل اب نظر آگیا۔

میں سنوں نہیں تو سناؤں کیا تو سمیع ہے تو ہی سنائے گا
میں اصم رہا مری ذات میں تری ذات کا اثر آگیا۔

میں نہیں ہوں بینا اصالۃً تو ہے بینا مجھ میں اضافۃً
مری آنکھوں میں تری ہے بصر نظر آگیا نظر آگیا۔

مری بے کلامی بھی میں ہے ترا سب کلام بھی میں ہے
مجھے کہنا اتنا ہی رہ گیا تو جو مجھ میں جس قدر آگیا۔

میں عدم کا آئینہ بن گیا تو قدم کا جلوہ نما بنا
مری تو نظر میں ہے رات دن تو جہاں رہا نظر آگیا۔

ترے نام ہی کو جیوں گا میں تری یاد ہی میں رہوں گا میں
مرے سینے سے مرا دل گیا تو جدھر گیا اُدھر آگیا۔

ترے رہنے کی یہ جگہ ہے سب میں ہوں فانی تیری بقا ہے سب
مرا دل ہی ایک جگہ ہے جس تو وہاں نور یا نظر آگیا۔

تو خدا نے مجھ سے یہ کہہ دیا اسی آئینے میں ذرا بھا
میں اسی میں تجھ کو دکھوں گا جا تو کہے گا تو نظر آگیا۔

وہی رہنما وہی حق نما وہی آئینہ بنا اینما
ترا آسرا وہی آسرا تو جدھر رہا اُدھر آگیا۔

(۴۱)

مذاقِ زندگی کو اب بدل کر کام کچھ کر لے
کہاں تک نام ڈھونڈے گا بس اپنا کام کچھ کر لے۔

گذرتے ہی گئے سب دن تو غفلت میں رہا سوتا
ذرا ہوشیار ہو کر اب وہاں کے کام کچھ کر لے۔

یہ سب یاں چھوڑ جائے گا وہاں کیا ساتھ آئے گا
یہاں کے مال کے بدلے وہاں کے دام کچھ کر لے۔

یہاں چڑھنا اترنا کچھ حقیقت ہی نہیں رکھتا
وہاں کی رفعتیں کیا ہیں سمجھ کر کام کچھ کر لے۔

گئے دن عمر کے سارے کے سارے اب رہا کیا ہے
گئی سب صبح تیری رہ گئی ہے شام کچھ کر لے۔

کماتا ہے جماتا ہے پریشاں پھر بھی رہتا ہے
خدا کے ذکر میں آرام ہے آرام کچھ کر لے۔

امیدیں لے کے جس در پر بھی جاتا ہے وہاں کیا ہے
ذلیل و خوار ہوتا ہے تو ہو بدنام کچھ کر لے۔

محبت خلق کی دل میں جو ہے اُس کو جدا کر دے
خدا کو ماننے والے اسی کو رام کچھ کر لے۔

بھلا دے خلق کو دل سے مٹا دے وہم کے نقشے
تو فارغ ہو کے اس کو یاد صبح و شام کچھ کر لے۔

شروع تو ہو گیا آغاز کو اب دیکھتا کیا ہے
مگر اب ختم باقی ہے بھلا انجام کچھ کر لے۔

حقیقت میں تو ہے بڑائی چھوڑ دے ساری
خدا والوں کا دل سے دل سے ادا اکرام کچھ کرلے۔

—

ملا دنیا کی خاطر ہر کس و ناکس سے تو اب تک
خدا کے واسطے ملنے کا اب اقدام کچھ کرلے۔

—

اگر یہ نام تیرا شہرۂ آفاق ہو جائے
مزا ہے حق کی خاطر خود کو اب بدنام کچھ کرلے۔

—

تو عند الناس عزت کیا طلب کرتا ہے اے غافل
خدا کے واسطے خود کو یہاں بدنام کچھ کرلے۔

—

جہاں کے حکم مانے پیر ملا کیا تجھ کو دیوانے
خدا کے واسطے پابندئ احکام کچھ کرلے۔

—

شریعت میں تجھے اس جسم کی تعمیر کرنی ہے
کسی سے ذات حق کے راز استفہام کچھ کرلے۔

—

زباں تیری خدا گو ہے مگر دل میں جدا بو ہے
اسی اک کا ہے سب جلوہ کوئی اقسام کچھ کرلے۔

—

ہر اک منکی کی راہیں اس نے سب پیر عام کر ڈالیں
جو چاہے نیک بن جائے یا خود آثام کچھ کرلے۔

—

نہ ہی مجبور بندہ ہے نہ خود مختار رہتا ہے
جو سمجھا ہے وہ کچھ کرلے خیال خام کچھ کرلے۔

—

خودی کو کھو کے پانا ہے کسی میں مست رہنا ہے
کسی مے خوار کے ہاتھوں سے لے کر جام کچھ کرلے۔

—

پیئے گا خود سے جائے گا خدا سے پھر تو آئے گا
تجھے پروا نہ ہوگی عالمِ اوہام کچھ کر لے۔

تجھے بدنام کرنے میں یہ عالم سب کھڑا ہوگا
تو اپنے نام بدنامی کا لے الزام کچھ کر لے۔

خوشی کیا ہے غمی کیا ہے سمجھ کا پھیر ہے سارا
تو ان کو چھوڑ کے حق کی طرف آرام کچھ کر لے۔

خدا حق ماسوا اس کے سبھی اشکال وہمی ہیں
خدا کے واسطے اب تو ہٹا اصنام کچھ کر لے۔

جہاں ہے چھوٹنے والا یہ عالم روٹھنے والا
خدا ساتھی ہے اس کو ساتھ میں لے کام کچھ کر لے۔

عدم سے تو ہے آیا ساتھ میں کچھ بھی نہیں لایا
قدم سے جو ملا ہے وہ سمجھ انعام کچھ کر لے۔

اسی کو دیکھتا جا دل میں اس کو یوں بساتا جا
وہ تیرا ہو کے بولے اب ذرا آرام کچھ کر لے۔

کہاں تک درد جھیلے گا کہاں تک رنج کھائے گا
سکونِ قلب کے خاطر ذرا اب کام کچھ کر لے۔

ق

میں خود اپنے پتے سے بے خبر تھا رنج و غم میں تھا
تو نوری بن کے نورِ حق کہا اب کام کچھ کر لے۔

کہاں جائے گا آخر کون ہے میرے سوا تیرا
اِدھر کو آ اِدھر کو آ اِدھر آرام کچھ کر لے۔

ذرا وہم کا اپنے پردہ اٹھا کر
یہیں دیکھ لے کون ہے اور کیا ہے
وہاں گر خدا ہے وہاں دیکھنا ہے تو آخر یہاں کون ہے اور کیا ہے۔

تو آفاق میں اس کو ڈھونڈے گا کب تک اور آیات و آثار سوچے گا کب تک
تمنا اگر دیکھنے کی ہے تجھ کو تو آ میں دکھاؤں تجھی میں خدا ہے۔

وہ تجھ میں ہے ایسا کہ وہ تو نہیں ہے تو اس میں ہے ایسا کہ تو وہ نہیں ہے
تو اُس سے ہے ظاہر وہ تجھ میں عیاں ہے تو بندہ ہے اس کا وہ تیرا خدا ہے

وہ ساتھی ہے تیرے سفر اور حضر کا اسی سے ہے ساماں اس رہگزر کا
تو محدود بندہ وہ مطلق مولا۔ وہ بے ابتدا اور بے انتہا ہے۔

تری زندگی اس کا آنا سمجھ لے تری مردگی اس کا جانا سمجھ لے
ترے دل کو اب عرشِ مولا سمجھ لے فدا ہو کے کہہ دے تو میرا خدا ہے۔

کوئی لمحہ تجھ سے جدا وہ نہیں ہے اگر ہو جدا تو خدا وہ نہیں ہے
ترے اب رگ جاں سے بھی وہ قریں ہے۔ تو دوری سمجھتا ہے کیا ماجرا ہے

ترے سر سے پا تک وہ جلوہ نما ہے اور آفاق میں جلوہ اپنا دکھا ہے
وہی تھا وہی ہے وہی ہوگا آخر اسی کے خیالوں میں عالم بسا ہے۔

ظہورِ خدا کا ہے مظہر زمانہ یہ میں تو اس نے کیا ہے بہانہ
انا اور انت کا جھگڑا ہے سارا یہ دونوں مٹے تو ھُو بس خدا ہے۔

عروج و نزول اس کا یوں جان بابا ھُوئیت میں جا کر ذرا پھر تو آ
ھُو خود انا ہے انا خود ہے انت اور انت انا ہے: انا خود ھُو ہے۔

اسی سیر میں رات و دن گم تو ہو جا اسی میں تو کھو جا اسی
مقامِ ھُوئیت میں عالم خلا ہے انا اور انت میں فنا ہے۔

178

پتہ عام ہے اس کا کیوں ڈھونڈتا ہے اسے بھول کر دربدر گھومتا ہے

ہر اک شئے سمجھ لے بنی حق نما ہے یہ سب دیکھتا اور دکھتا خدا ہے۔

ذرا عین ہونے کی عادت تو کر لے طرف اس کے ہونے بھی راحت تو کر لے

تجھے محشنوں کی ضرورت نہیں ہے تو وہم خودی کو ہٹا دے خدا ہے۔

تو میرا و تیرا کے جھگڑے سے چھٹ جا انا اور انت کے دھوکے سے ہٹ جا

مصیبت یہی ہے یہی کہ بلا ہے اسی اک بلا میں تو اب مبتلا ہے

ترے وہم باطل سے اب دور ہو جا تو عین خدا ہو کے مسرور ہو جا

یہ سارا جہاں چھوڑ دے کچھ نہیں ہے تجھے کیا کمی جب کہ تیرا خدا ہے۔

وجودِ خدا میں تو معدوم ہو جا اور علم خدا میں تو معلوم ہو جا

جو امن ہے اس میں مامون ہو جا یہاں رہنا ہر ہر طرح کی بلا ہے

179

یہ دنیا ہے کیا ایک جھگڑے کا میدان یہاں کوئی حیران ہے کوئی پریشان

کوئی خوش نہیں اور نہ کوئی ہے شاداں وہ ویران ہے جو خدا سے جدا ہے۔

وہ تیرا ہو بے شک تو اس کا نہیں ہے اسی وجہ سے کوئی تیرا نہیں ہے

اگر تو ہے اس کا تو بے شک ہو تیرا خدائی ہے تیری ترا گر خدا ہے۔

اسی کا تو ہو جا اسی میں تو کھو جا اس عالم کی ہر شئے سے ہاتھ اپنے دھو جا

لگا لو اسی سے جو ہے تیرا مولا وہ داتا ہے تیرا تو اس کا گدا ہے۔

وفا ماسوا میں کہیں بھی نہ پائی نہ بیٹا نہ بیٹی نہ بابا نہ بھائی

یہ سب مطلبی رشتے ناتے ہیں سارے خدا ہے تو بس ہے تجھے بس خدا ہے۔

ترا ساتھ اس کے سوا کون دیتا ترے پاس اس کے سوا کون رہتا

یہی اک خطا ہے تو اس سے جدا ہے جو نقطہ گرا ہے وہی اک برا ہے۔

کسی نور والے سے مل کر سنبھل جا کہ نوری پیا سے سمجھ جا سنور جا

خراب اور خستہ تھا آمی ہر اک جا یہ صدقہ ہے اس کا جو اب باخدا ہے۔

(۴۳)

ہماری اب نگاہوں میں بسی تصویرِ جاناں ہے
زمیں کیا آسماں کیا ذرّہ ذرّہ سینِ جاناں ہے

—

یہ عالم کیا ہے اِس میں کون ہے اور کس کا جلوہ ہے
وہی ہے غیر اُس کا یاں نہیں ہے عینِ ایماں ہے۔

—

شہودِ حق کی لذت ہم سے آکر اب کوئی پوچھے
سنانا کیا بتا دیں گے کرم ہے ان کا احساں ہے۔

—

مناظر آرہے ہیں سامنے اب اس طرح میرے
ہر اک ذرّہ یہاں کیا ہے بس اک تصویرِ حیراں ہے۔

—

سفر کیا ہے حضر کیا ہے گذر کیا ہے وطن کیا ہے
ہر اک منزل میں راحت ہے اگر نزدیک رحماں ہے۔

—

زمیں کیا ہے ہمارے واسطے آغوشِ رحمت ہے
یہ ساتوں آسمانوں میں ہمارا سازوسامان ہے۔

—

ہوائیں جھومتی آتی ہیں اور ہم سے ہیں یہ کہتیں
ذرا خوش ہو کے اتنا مان لے یہ ان کا فیضان ہے۔

—

زمیں کی سبزہ زاری ہو سماء کی گل فگاری ہو
ہر اک نیرنگیٔ عالم سمجھ لے حسنِ جاناں ہے۔

—

چمن آرائیاں کیا ہیں یہ بلبل بولیاں کیا ہیں
خدا کو ان میں دیکھے گا سنے گا جس کو عرفاں ہے۔

دیدار

اٹھا کر وہم کا پردہ یہیں دیدار تو کرتا جا
ھُوالظاھر پہ تھوڑا بھی اگر یاں تجھ کو ایماں ہے

—

جو وہمی پردہ ہٹ جائے تو بس اللہ ہی اللہ ہے
یہاں عالم ہی سب کُم ہے ہُوا کیا عقل حیراں ہے۔

—

عدم کی سیر کر لے خوب تو معدوم خود بن کر
قدم سے ہر قدم پر مل کہ جتنا تجھ کو ایقاں ہے

—

وجودِ حق کو پانا ہے تو خود معدوم بننا ہے
پھر اپنی منزلِ مقصود بس معلوم یزداں ہے۔

—

وہاں جو رہ گیا اُس کو یہاں کی کچھ نہیں پروا
تماشا ہے جہاں اُس کے لئے اور خود ہی رقصاں ہے۔

—

ترے اک وہم نے دھوکا دیا اور تو پھنسا اس میں
اسی میں عالمِ دنیا پریشاں اور نالاں ہے

—

خدا کے واسطے اب فکرِ عالم چھوڑ دے غافل
تو فکرِ ماسوا میں رات دن حیران پریشاں ہے۔

—

ترا مالک ترا مولیٰ ترا خالق ترا آقا
تو کوسوں دور کیا سمجھا وہ اقرب از رگِ جاں ہے

—

جدھر کو تو چلا ہے وہ ترے ہی ساتھ آتا ہے
تو جو کچھ کر رہا ہے پا رہا ہے اس کا ساماں ہے۔

—

تو اپنی کیا حفاظت کر سکے خود سونے والا ہے۔
ترے نقصان سے تجھ کو بچاتا اس کا حفظاں ہے۔

—

کسی کی دوستی اور صحبتیں آپس میں کیا رہتیں
مقامِ امتیازی میں کوئی یاں ہے کوئی واں ہے۔

—

سفر کی راحتیں موقوف ہیں دنیا میں دولت پر
وہاں کا مرتبہ ایماں و احساں اور عرفاں ہے۔

—

اگر تو عازمِ منزل ہے تو بن خادمِ منزل
کہ خدمت تجھ کو لے جائے جہاں خود خانِ خاناں ہے

—

یہی خدمت مقامِ ارتقاء میں تجھ کو لے جائے
جو خدمت سے ہے عاری اس کی خواری ہے پریشاں ہے۔

—

سمجھتا ہے کہ تو آفت میں اور مخدوم راحت میں
بظاہر تو پریشاں اور حیراں خود وہ شاداں ہے۔

—

مقامِ عشق میں اک حال ایسا بھی گذرتا ہے
جدائی سے تری مخدوم کا دل خود ہی نالاں ہے۔

—

تجھے اس کی طرف کرنا ہے لینا ہے نہ کچھ دینا
سمجھ کر کام کچھ کر لے کہ جب تک تجھ کو امکاں ہے۔

—

تو اس کا گر نہیں ہے تو سمجھ لے پھر تو کیا کیا ہے
تو اس کا ہے تو انساں ہے نہیں اس کا تو شیطاں ہے۔

—

تجھے آمر یہ رہ کس نے (بتائی / دکھائی) (کچھ پتہ بھی دے / اگر کوئی پوچھے)
قسم کھا کر کہوں نوری پیا کا مجھ میں فیضاں ہے۔

—

۱۲-۷-۶۴

(۴۴) حیدرآباد کو روانگی سے پہلے

تمنا ہے اب جا کے جسما ملوں مگر دل تو پہلے فدا ہو گیا
بظاہر یہاں جسم تھا رہ گیا حقیقت میں سب کچھ جدا ہو گیا

—

وہ آتے تھے اس واسطے میرے گو خطاؤں کو کر دے میری درگزر
مرا جسم تھا یاں مری جاں واں مرا دل بھی ان پر فدا ہو گیا

—

بظاہر میں گستاخ تھا بالیقیں اسی رنج میں دل مرا تھا حزیں
بلا کر مجھے شادماں کر دیا جو تھا اعتراض وہ جدا ہو گیا

—

کوئی لمحہ ایسا گذرتا نہیں کہ جس میں انہیں یاد کرتا نہیں
مجھے ان کی باتوں نے کیا کر دیا کہوں کیا کہ کیا میں سے کیا ہو گیا

—

وہی علم میں اور وہی فہم میں وہی ذکر میں اور وہی فکر میں
مرے نور یا تجھ سے میں کیا ہوا خدا کی قسم باخدا ہو گیا

—

توجہ مری اب بحق ہو گئی جدھر ہے خدا اس طرف ہو گئی
مرے دل کی دنیا بدلتی گئی مری بات ہر دم سدھرتی گئی
مری زندگانی کے آئے سنورتی گئی تو ہر آن مرا رہنما ہو گیا

—

مرے دل کی حالت الگ ہو گئی کہ جب سے ترا میں گدا ہو گیا
ترے فیض سے مجھ کو سب کچھ ملا یہاں بھی ملا اور وہاں بھی ملا
مرے ساتھ سارا جہان ہو گیا نہیں ہو گئے اور خدا ہو گیا -

—

تجھی کو پکاروں میں ہر رات دن برس دن و ماہ اسبوع کے ہر سات دن
نہیں چین مجھ کو تری یاد بن یہی اب وظیفہ سدا ہو گیا -

—

کسی کو جنوں میرا آتا نظر کسی کو سکوں میرا آتا نظر
خدا کو دروں میرا آتا نظر اب انت انا خود ھو ہو گیا -

—

سمجھ گیا سکے میرے احوال اب سمجھنا ہے دشوار اقوال اب
یہ حرکات و سکنات و افعال سب اسی کے ہیں میں حق نما ہو گیا

بظاہر کوئی مجھ کو دیکھے گا کیا حقیقت میں کیا ہوں وہ جانے گا کیا
مرا وزن کیا ہے وہ تولے گا کیا عدم میں قدم سر ملا ہو گیا

اگرچہ کہ رشتے و ناتے ہیں سب یوں ہی آتے ہیں اور جاتے ہیں سب
پرندے بنے چہچہاتے ہیں سب حقیقت میں عالم ہی لا ہو گیا

مجھے بندگی
مجھے زندگی کا پتہ مل گیا تو مرے کا بھی اب مزا مل گیا
کہ جس آن تیغ صفا مل گیا میں آئینہ اینما ہو گیا

نظر میں جب اس کی حیات آ گئی سمجھ میں اسی آن بات آ گئی
تو ذات قدم میں ثبات آ گئی مجھی میں وہ جلوہ نما ہو گیا

میں جاہل ہوں اور علم اس کا ہے سب ہر اک علم مانوں گا ہے فیض رب
یقیناً بنا اب مرید اپنا رب مرا چاہنے والا خدا ہو گیا

میں عاجز ہوں جتنا وہ قادر ہے اتنا اسی کی ہے میزان مرنا و جینا
ہر اک فعل میں مان قدرت کا ہونا حقیقت میں فاعل خدا ہو گیا

سوا اس کے شنوا کوئی بھی نہیں ہے سوا اس کے بینا کوئی بھی نہیں ہے
سوا اس کے گویا کوئی بھی نہیں وہ باقی ہے عالم فنا ہو گیا

مجھے ناز ہے اپنی قسمت پہ آج بس اب صدقے ہو کے قدموں پہ آ گرے
سگ در ہے آج ہے دربار نادر تو نوری پیا کا گدا ہو گیا

(۲۵)

میں بے سر و ساماں ہوں سامان عطا کر دے
دل چاہتا اڑ جاؤں پیر بال عطا کر دے

یا اڑ کے چلا جاؤں یا گر کے مر جاؤں
اب مجھ کو رواں کر دے یا موت روا کر دے

بیمار ہوں میں جس کا جا دیکھ لوں در اس کا
اس در پہ پہنچنے کا سامان ذرا کر دے

اب دردِ جگر میرا کچھ اور طرح اٹھا
کشتہ ہوں تو تیرا ہوں کچھ تو ہی دوا کر دے

معلوم نہیں حالت کیا ہو کے رہے گی اب (ہری)
میں قیدیٔ نالاں ہوں للہ رہا کر دے

میں دیر جو کرتا تھا دل اپنا یہ کہتا تھا
جانے کو بقا کر دے آنے کو فنا کر دے

دوری بھی بہت گزری دیری بھی بہت گزری
اب در سے ترے آقا مجھ کو نہ جدا کر دے

گر تو نہ مجھے بخشے اللہ بھی نہیں بخشے
للہ مرے آقا اب عفو خطا کر دے

گستاخ کوئی مجھ سا میں نے تو نہیں دیکھا
کہتا تھا کرم تیرا سو سو تو خطا کر دے

چھوڑا تو نہیں تو نے میں تجھ کو تو چھوڑا تھا
بس درد اسی کا ہے پھوڑا ہے دوا کر دے

194

اب تک کوئی کیا سمجھا (سمجھے) تو کون ہے اور کیا ہے
سمجھے گا وہی تجھ کو جو دہم جدا کر دے

—

ملنے کو تو سب ملتے پانے کی رہی حاجت
پائے گا یقیناً وہ جو خود کو فدا کر دے

—

اب تک تو کوئی تجھ سا دیکھا ہی نہیں لگتا
جو بھی تجھے دیکھے وہ بس حق کی ثنا کر دے

—

ہے بات تری ایسی دل پار اتر جاتی
سنتا ہوا دل کہتا جاں اس پہ فدا کر دے

—

باتوں کا تسلسل جب ہوتا ہے شروع تیرا
ہر اک یہی چاہتا ہے کچھ اور ادا کر دے

—

195

آنکھوں سے تری جس نے آنکھیں بھی ملائی ہیں
بس ایک تجلی ہے باطن میں جلا کر دے

—

ہاتھوں کا اشارہ بس ہے فیصلۂ قسمت
خود خود سے جدا کر دے اور حق پہ فدا کر دے

—

جو کچھ جسے ہونا ہے وہ شوق سے یہ سن لے
آجائے اسی در پر تو فضلِ خدا کر دے

—

دنیا ہو کے عقبیٰ ہو جو مانگنا ہو مانگو (مانگے وہ ملجائے)
ہے شرط یہ لیکن کہ اس در کا خود کو تو (وہ) گدا کر دے

—

ہر ایک دلیل اپنی لاتا ہے یہاں ہر آں
مجھ جیسا برا آئے اس کو وہ بھلا کر دے

—

کچھ بھی نہ ہوا (تجھ) سے حق اس کا ادا اب تک
جاں اپنی تو آ (اب) نوری یہ فدا کر دے

(۴۶)

نگاہِ عالم سے پھیر لی ہے تمہارا درشن کیا کریں گے۔
جھکا دیا سر تمہارے در پر تمہیں کو سجدے کیا کریں گے۔

—

نہیں تھے ہم لائے تم یقیناً قدیم تم ہو ہیں ہم عدیماً
جدائی میں موت ہے ہماری کبھی نہ تم کو جدا کریں گے۔

—

کوئی ہمیں اب بگاڑ کیا کوئی ہمیں اب بنائے گا کیا
موت بھی ہم کو کیا کرے گی تمہیں سے اب ہم جیا کریں گے

—

تمہاری قدرت میں کیا نہیں ہے نعم یقیناً ہے لا نہیں ہے
کسی سے کیا لینا تم سے لیں گے جہاں میں سب کو دیا کریں گے

—

برا اگر ہو چھپایا جائے بھلا اگر ہو دکھایا جائے
تمہارے حسن و جمال کا اب بیان ہم بر ملا کریں گے۔

—

وجود کی سیر میں رہیں گے ہمیشہ ہم خیر میں رہیں گے
ہر اک تجلی کے مرتبہ کو سمجھ سمجھ کر ملا کریں گے

—

کبھی چھیں گے کبھی دکھیں گے کبھی کہیں گے کبھی سنیں گے
قدم قدم پر اسی طرح ہم بھی اُن سے ہر دم ملا کریں گے

—

ہے مال صدقے ہے جسم قرباں تو دل ہے شاداں یہ جان رقصاں
ہزار ہا مرتبے عطا ہو تمہیں پہ ہر دم فدا کریں گے

—

بشارتوں میں ندارتوں میں یا راحتوں میں یا آفتوں میں
جہاں بھی ہوگے تمہیں تو ہوگے نظارا ہم بر ملا کریں گے

—

کسی سے کیا دل لگی ہے اپنی لگائی تم سے یہ لو ہے اپنی
اگر ملو تم تو رات دن ہم تمہیں سے باتیں کیا کریں گے۔

—

قضا تمہاری رضا ہماری پسند ہر ہر ادا تمہاری
تمہارے ہر فیصلے سے راضی نہ آہ کریں گے نہ آہ و زاری کریں گے۔

زمیں میں تم ہو سما میں تم ہو زمیں بھی تم ہو سما بھی تم ہو
جہاں بھی تم ہو وہاں بھی تم ہو تمہیں سے ہر جا ملا کریں گے

تمہارے قہر و جلال نے جب ادب سکھایا تو سیکھ چکے ہم
امید رحمت ہے جن کو وہ تو ہمیشہ سو سو خطا کریں گے۔

اگر انہیں پوچھ لے گا کوئی خطا کا باعث ہے کیا بتاؤ
غفور اس کو اگر ہو پانا بتاؤ تم ہی وہ کیا کریں گے۔

گناہ گر نا ہے زخم کھانا انہیں کو یہ زخم سب دکھانا
تڑپ تڑپ کر غفور کہنا خود آئیں گے وہ دوا کریں گے

یہ حکمتیں ہیں گناہ گارو کریم کو تم فریب کر لو۔
کریم بولو رحیم بولو غفور بولو سنا کریں گے۔

تمہارے زخم جگر کی حالت سناؤ ان کو دکھاؤ ان کو
طبیب وہ ہیں حکیم وہ ہیں معالجہ وہ کیا کریں گے

انہیں کو مانو انہیں پکارو انہیں کو مانگو انہیں کو پاؤ
وہ مل گئے تو یہ بس نہیں کیا خدائی لے کر بھی کیا کریں گے۔

نگاہیں اب ان کو ڈھونڈتی ہیں صدائیں ان کی ہی گونجتی ہیں
انہیں پہ مرنے کی ہے تمنا یہی تمنا سدا کریں گے۔

شراب عرفاں سے مست ہیں ہم انہیں کے وجداں سے ہیں ہم مست
ازل سے مست الست ہیں ہم جہاں کو لے کر بھی کیا کریں گے۔

نکل تو اب ماسوا سے بابا عدم سے ہٹ کر قدم میں آجا
یہ ماسوا کیا ہے ایک دھوکا ہمیشہ تجھ سے دغا کریں گے۔

طریقۂ وصلِ حق بتاؤں کہاں تلک میں تجھے جتاؤں
تو اہلِ حق کا پکڑ لے دامن پتے خدا کے دیا کریں گے۔

تو ہی بتا آ ایسا ہادی کہ جس نے تجھ کو ہے راہ دکھادی
جنہیں بھی نوری پیا ملیں گے وہ حق کا درشن کیا کریں گے۔

(۴۷)

میں آگیا جسم سے یقیناً مگر مرا دل نکل گیا ہے
بتاؤں کیا ہے کہ کیا نہیں ہے کہ دم رہا یا نکل گیا ہے۔

اُسی کی یاد اب ستا رہی ہے پتہ (اُسی کا) بتا رہی ہے
ہے جاں فدا اس پہ دل ہے شیدا کہ لالِ دل اب بدل گیا ہے

نہیں ہے (چین) وسکون باقی رہا جو ہے وہ جنون باقی
سنبھالے وہ تو سنبھل سکوں گا مگر نہ دل تو مچل گیا ہے۔

مجھے وہ ایمان دے دیا ہے دل ونظر کو بدل دیا ہے
خدا کی قدرت سے کہہ سکوں گا صراط سم میں جھل گیا ہے۔

بلا کے نزدیک دل کو میرے قوی کیا ہے جری کیا ہے
نگاہ ڈالوں یا آف کروں تو مصیبتوں کا جبل گیا ہے۔

وہ بات کہدی کہ جس سے باطن سنبھل گیا ہے
زبان کھولی تو سننے والوں کا دل یقیناً دہل گیا ہے

تیرے تصوّر سے لیا نہ ہوتا ترے توسّط سے کیا نہ ہوتا
میں اپنا فرض اور وقت کا بھی
میں تیرے مقصد کا بہانہ آیا تو ٹل گیا ہے

ستایا عالم نے مجھ کو بے حد ستانا ان کا رہے گا کب تک
جلائیں گے بھی تو جلوں گا کیوں کر وجود میرا تو جل گیا ہے

دلوں کی سختی کی انتہا ہو کہ شقاوت قلب انتہا ہو
تری زباں کے اثر کے صدقے کہ سنگ دل بھی پگھل گیا ہے

جہاں بھی تیرا قدم گیا ہے خدا کا بے شک کرم ہوا ہے
کہ طاقت شرک و کفر ٹوٹی سر بتاں کو کچل گیا ہے

لائی اتنی شراب مجھ کو نہیں ہے اس کا حساب مجھ کو
کہ مستی اتنی چڑھی ہے مجھ کو کہ ظرف دل بھی ابل گیا ہے

شراب جس نے نظر سے تیری ذرا بھی پی لی وہ کیا بنا ہے
وہ عالم اس کو ملا ہے جس سے بڑے بڑوں کو نگل گیا ہے

عالم نوری کے سامنے جو ہزار فولاد بن کے آئے
مثال میں موم کے پگھل کر بہا، کوئی یوں ہی گل گیا ہے

مقابلے پر کوئی بھی آئے اگر نگاہ سے نگاہ ملائے
بھلا ہوا تو سنبھل گیا ہے برا ہوا تو پھسل گیا ہے

ہدایت حق تجھی میں دیکھی خدا کی رحمت تجھی میں دیکھی
تری نگاہ کرم سے عالم سنور گیا ہے سنبھل گیا ہے

جہاں جہاں میں بگڑ رہا تھا وہاں وہاں تو پکڑ رہا تھا
کہ حال میرا بگڑ بگڑ کر بدل بدل کر سنبھل گیا ہے۔ (سنبھل)

بنایا نوری پیالے مجھ کو خود اپنے ہاتھوں سجایا مجھ کو
مٹا کے آمی خودی کو اپنی خدا سے اپنے وہ مل گیا ہے۔

(۴۸)

ہر منظرِ عالم میں نظر آئے محمدؐ
ہے مظہرِ حق صورتِ والائے محمدؐ

حق دینے کا اک کام کرے یہ کریں دو کام
لیتا ہے اُدھر سے اُدھر اعطائے محمدؐ

جس جا بھی محمدؐ ہیں اُدھر حق ہے یقیناً
ہے حضرتِ حق خود یہ تجلائے محمدؐ

ہے نورِ محمدؐ بنے منظورِ محمدؐ
ناظر کی نظر ہو کے نظر آئے محمدؐ

رُویا ہی کی تخصیص میں کیوں آپ کو دیکھوں
ہے رحمتِ عالم بنے ہر جائے محمدؐ

206

ہر ذرۂ عالم بنا آئینۂ احمدؐ
ہر سمت ہیں ہر آن نظر آئے محمدؐ۔

کلمے میں محمدؐ ہے نمازوں میں محمدؐ۔
اسرارِ محمدؐ کہیں افشائے محمدؐ۔

کلمے میں تصوّر ہے نمازوں میں ہے صورت
ارکان میں احمد بنا املائے محمدؐ۔

قرآن خود آئینۂ برہان بنا ہے
ہے قرأت امت وہی اقرائے محمد۔

روزوں میں ادائے نبوی دیکھ لو بالکل
افطار میں منظر تجھے مل جائے محمدؐ۔

207

دینے میں زکاتوں کے دکھے دستِ محمدؐ
ہر دینے میں لینے میں ہے ایمائے محمدؐ۔

حاجی کی اداؤں میں ادائے نبوی ہے
حجاج کے افعال ادا ہائے محمدؐ۔

ظاہر میں محمدؐ ہے تو باطن میں خدا ہے
مل جائے خدا جس کو بھی مل جائے محمدؐ۔

ہے امن و امان رحمتِ عالم کی وجہ سے
ملجائے محمدؐ کہیں ماوائے محمدؐ۔

بے کیف ہے وہ دل کہ (نہیں) جس میں ذرا بھی
ارمانِ محمدؐ یا تمنائے محمد۔

سردار ہے وہ سر کہ ہو جس سر میں ذرا بھی
شیدائے محمدؐ کو ہو سودائے محمدؐ

ہر ذرۂ عالم میں ظہورِ نبوی ہے
مضمونِ خدائی ہے یہ انشائے محمدؐ

کاتب ہے خدا ہاتھ میں خامہ ہے اسی کے
ہر لفظِ کتابت میں نظر آئے محمدؐ

قرآن کو ڈھونڈا تو سوا اس کے نہ پایا
ہے بولتا قرآن سراپائے محمدؐ

پھر صورتِ بشری کا نقاب ان سے ہٹایا
بس حق نظر آیا جو نظر آئے محمدؐ

اک نور تھا نوری تھا سوا دونوں کے کیا تھا
وہ ہُو تھا بناجب تو اَنا آئے محمدؐ

ہو کر اَنا آمر بنا اَنتَ بنا مامور
لولاکَ لَما کہہ دیا مولائے محمدؐ

ما یَنطِقُ ہے دال اسی بات پہ واللہ
منشائے خداوندی ہے منشائے محمدؐ

جاں لینے کو آئیں گے فرشتے تو کہوں گا
ٹھہرو تو ذرا دیکھ لوں آجائے محمدؐ

جلدی نہ کرو اے ملک الموت خدارا
دکھ جائے مجھے اب رُخِ زیبائے محمدؐ

جائے گی یہ جاں اُن کے قدم پر ہی یقیناً
ہوں منتظرِ نقشِ کفِ پائے محمدؐ

پوچھیں نکیرین مری قبر میں آ کر
ہے کون ترا رب کہوں مولائے محمدؐ

لے جائیں گے جنت تو کہوں جا کے کروں کیا
جنت تو یہی ہے مجھے مل جائے محمدؐ

او رحمتِ عالم ذرا دامن میں چھپا لے
ورنہ ترا ہو کر یہ کہاں جائے محمدؐ

رو رو کے پکارا انہیں (اسے) او رحمتِ عالم
کیا ہو گیا کہتے ہوئے خود آئے محمدؐ

بولا (تیرے) آمؐ کو ذرا چین نہیں ہے
بس ایک نظر (کی) آپؐ کی ہو جائے محمدؐ

(۲۹)

کہے بولوں کہ حالت کیا بنی ہے یا رسول اللہؐ
ہر اک ساعت مری اب کچھ نئی ہے یا رسول اللہؐ

کسی سے بات کرنا کیا کسی کے ساتھ رہنا کیا
تمہیں سے رات دن اب لو لگی ہے یا رسول اللہؐ

نگاہیں ڈھونڈتی ہیں آپ کو ہر سمت عالم میں
مری اب ٹکٹکی یوں ہی بندھی ہے یا رسول اللہؐ

تمنا ہے کہ کچھ نزدیک ہو کر آپ سے کہہ لوں
مگر نہ دل کو میرے بے کلی ہے یا رسول اللہؐ

سکونِ دل کہیں بھی آج تک پایا نہیں میں نے
ادائے خلق اب تو دیکھ لی ہے یا رسول اللہؐ

ہم کھا کر بھوں حق نے دیا بھی تو دیا کیسے
تمہیں سے ہم نے پائی زندگی ہے یا رسول اللہ ﷺ

تمہاری بھیک ہے عالم میں جو تقسیم ہوتی ہے
تمہاری لاج حق نے خود رکھی ہے یا رسول اللہ ﷺ

جہاں سے ہاتھ دھو دھو کر گذاری رات رو رو کر
عجب درد و الم ہے بے کسی کھلبلی ہے یا رسول اللہ ﷺ

جہاں جائے تو جائے کچھ نہیں احساس اب مجھ کو
تم آجاؤ تو بس دل کی لگی ہے یا رسول اللہ ﷺ

یقیناً مل گیا سب کچھ
ملے جس کو ہو تم اس کو سبھی کچھ مل گیا ہے شک
خدا اور خلق ساری مل گئی ہے یا رسول اللہ ﷺ

بلالو سوئے طیبہ اب کہاں تک ہند میں ہم کو
مدینہ علم کا تم کو در علی ہے یا رسول اللہ ﷺ

تو بولے بات اتنی اب سمجھ لے رو رہا ہے کیوں
تو جو بولے وہ آواز نبی ہے یا رسول اللہ ﷺ

مجھے فیکم رسول اللہ کی آیت خود بتا ڈالی
عجب قربت تمہاری اب ملی ہے یا رسول اللہ ﷺ

رَمَیْتَ اِذْ رَمَیْتَ کی آیت میں خدائی سب نظر آئی
اسی میں مصطفائی بھی بسی ہے یا رسول اللہ ﷺ

خدا نے مارا ہے فرمایا
خدا کا فعل خود فعل نبی ہے یا رسول اللہ ﷺ

یدُاللہ کو خدا نے خود کہا ہے فوق اَیدِیھِم
خدا کا ہاتھ ہی دستِ نبی ہے یا رسول اللہ ؐ

ذرا ما یَنطِقُ میں غور کر لو تو پتہ نکلے
کہ تم جو بھی کہو بے شک وحی ہے یا رسول اللہ ؐ

مشخص میں تمہاری ذاتِ باری خود مشخص ہے
تمہیں نے مَن رَانی خود کہی ہے یا رسول اللہ ؐ

مزے آنے لگے اب مصطفائی کے خدائی کے
کہ ذاتِ حق دکھی ہے اور چھپی ہے یا رسول اللہ ؐ

دکھی تو احمدی مثل چھپی تو ذاتِ باری ہے
یہ تشبیہ اور تنزیہ یوں ملی ہے یا رسول اللہ ؐ

خدا نے خود دثارِ احمدی اوڑھی ہے سر تا پا
خدا ہی ہے بظاہر تو نبی ہے یا رسول اللہ ؐ

یہ خُلق تم میں اخلاقِ خداوندی کا کامل ہے
کہ جیسے خود خدا گنجِ خفی ہے یا رسول اللہ ؐ

تو تم نے بھی کہا کُنتُ نبیًّا اور چھپے ہی تھے
بشر سے پہلے والا تو نبی ہے یا رسول اللہ ؐ

خدا باطن تھا ظاہر ہو کے ہے پھر ظاہر و باطن
نبوت بھی دکھی اور پھر چھپی ہے یا رسول اللہ ؐ

مرا چھپنا عدم پر کچھ دلالت ہی نہیں کرتا
چھپا ہے تو بھی تو ہی اب نبی ہے یا رسول اللہ ؐ

جہاں تک اب خدائی ہے وہاں تک سلطانی ہے
جو جہاں دیکھوں خدا ہے اور نبی ہے یا رسول اللہ ﷺ

خدا بر عرش مخفی ہے نبی در فرش مخفی ہے
پھر ان دونوں سے ہر منزل سنجی ہے یا رسول اللہ ﷺ

جہاں میں ہر طرف جلوہ ہے ان کا شک نہیں اس میں
جہاں میں حق نما بس آدمی ہے یا رسول اللہ ﷺ

پھر اس سے اور لطف آئینہ ہے با خدا جو ہے
مشیت کے تعین میں نبی ہے یا رسول اللہ ﷺ

[illegible]

نبی ﷺ ہے اور علی رضی اللہ عنہ ہے اور ولی ہے یا رسول اللہ ﷺ

۷۸۶
۲۱۶ ۵۰۰

مری جان تم پر فدا ہے محمد ﷺ
حقیقت میں بس حق نما ہے محمد ﷺ

جو دیکھے گا تم کو وہ دیکھے گا حق کو
تو آئینۂ اینما ہے محمد ﷺ

وظیفہ مرا رات دن اب یہی ہے
محمد محمد صدا ہے محمد ﷺ

کوئی بات اب دل کو بھاتی نہیں ہے
تمہارا ہی بس تذکرہ ہے محمد ﷺ

خدا کی عبادت تو بندہ کرے گا
خدا تیرں کرتا ثنا ہے محمد ﷺ

کوئی مدح کیا آپ کی کر سکے گا
یہ قرآن میں خود خدا ہے محمدؐ۔

خدا کہہ رہا ہے کہ صلّوا علیہ
تو ہم کہتے صلِّ علیٰ ہے محمدؐ۔

کہ تسبیح رب ذرہ ذرہ ہے کرتا
ترا مدح خواں خود خدا ہے محمدؐ۔

ہر اک کو پکارا خدا نام لے کر
خطاب خدا خود جدا ہے محمدؐ۔

کہیں تجھ کو یاسین پکارا ہے حق نے
یہ یا سیدی کی ندا ہے محمدؐ۔

کہیں طٰہٰ کہہ کر پکارا ہے تجھ کو
مدار ظہور و ہدیٰ ہے محمدؐ۔

کہیں نون تجھ کو پکارا خدا نے
یقیناً تو نور خدا ہے محمدؐ

کہیں کہہ دیا تجھ کو حامیم حق نے
یہ حمد و مدح کی صدا ہے محمدؐ

الٓمٓ اور الٓمٓرٰ بھی
خدا جانے کیا کیا کہا ہے محمدؐ۔

کہا حق تو یہ مخفف ہے قُم کا
کھڑا کر خدا دیکھتا ہے محمدؐ۔

یا اک ق کو سمجھو تخفیف قف ہے
تو واقف سرِ خدا ہے محمدؐ۔

تری ذاتِ عالی کی تعریف کیا ہو
پسندِ خدا ہر ادا ہے محمدؐ۔

تجھے وصفِ مزمل سے پکارا
میں کیا کہہ سکوں کیا ردا ہے محمدؐ۔

دثارِ نبوت پہ صدقے ہے عالم
یہ مدثری کملیا ہے محمدؐ۔

قم اللیل کہہ کر اٹھایا ہے تجھ کو
خدا خود ہی تجھ سے ملا ہے محمدؐ۔

خدا جانے کیا بات سینہ میں ڈالی
کہ تلقی علیک کیا ہے محمدؐ۔

ہے قرآن اس کا ورتل کہا کیوں
تلاوت تری کیا ادا ہے محمدؐ۔

یہاں ہر نبیؑ آیا جانے کی خاطر
سبھی جا چکے بس رہا ہے محمدؐ۔

کوئی بر تلک ہے کوئی بحر تک ہے
کوئی طور تک ہی گیا ہے محمدؐ۔

کوئی جا رکا ہے چہارم فلک تک
بھر اس کو اترنا پڑا ہے محمدؐ۔

اتر کر تری وادی میں وہ آئے
رسولِ رسولِ خدا ہے محمدؐ ۔

کوئی جا کے جنت کو دیکھا تو کیا ہے
وہاں تک بلال آگیا ہے محمدؐ ۔

فرشتہ وہ جو لائے حق سے وحی کو
وہ سدرہ پہ جا کے رکا ہے محمدؐ ۔

قسم ہے خدا کی کہ معراج کی شب
سرِ عرش تو ہی گیا ہے محمدؐ ۔

گئے عرش پر جب شہنشاہِ عالم
کہا اُدنُ مِنّی خدا ہے محمدؐ ۔

فَاَوحیٰ میں کیا کیا کہا ہے خدا نے
یہ دونوں میں بس ماجرا ہے محمدؐ ۔

حقیقت میں معراج کیا تھی نبی کی
یہ سارا جہاں خود بنا ہے محمدؐ ۔

تو فیضانِ نوری سے آکر کہے جا
خدا باطنی ظاہرا ہے محمدؐ ۔
ہے باطن خدا بر ملا

(۵۱)

جہاں کا ہرگز پتہ نہ ہوتا وجود تم نے دیا نہ ہوتا
عدم میں کیا تھا عدم ہی رہتا قدم جو جلوہ نما نہ ہوتا

فلک کہاں تھا ملک کہاں تھا نشانِ عالم تلک کہاں تھا
تمہارا فیض و کرم نہ ہوتا تو کچھ کسی کو ملا نہ ہوتا۔

تمہیں پکاروں تمہیں سناؤں تمہارے ہی راگ میں لگاؤں
تمہارے اب ماسوا میں مولا جو تم نہ ہوتے مزا نہ ہوتا۔

رحیم تم کو پکارتا ہوں کریم تم کو پکارتا ہوں
تمہارے رحم و کرم سے اک دم گدا تمہارا جدا نہ ہوتا۔

سناؤں کیا تم تو جانتے ہو کہ حال دل کیا ہوا ہے میرا
وہ حال تجھ سے بھلا نہ ہوتا جو تم پہ ہر دم فدا نہ ہوتا۔

عبادتوں سے ریاضتوں سے مذاکروں سے مجاہدوں سے
کہوں گا کھا کر قسم خدا کی خدا کا حق تو ادا نہ ہوتا۔

بھلا جو ہوتا ہے تم سے ہوتا برا جو ہوتا (وہ) ہم سے ہوتا
تمہارا فضل و کرم نہ ہوتا تو کوئی (بھی) ہم میں بھلا نہ ہوتا۔

تمہیں ہو خالق تمہیں ہو مالک تمہیں ہو داتا تمہیں ہو مولا
جو تم نہ دیتے (تو) کون (کسی نے) اب تک لیا نہ ہوتا دیا نہ ہوتا۔

تمہیں ہو قادر تمہیں ہو غالب تمہیں ہو ناصر تمہیں ہو رازق
وگرنہ عاجز و بے نوا پر۔ درِ کریمی کھلا نہ ہوتا۔

تمہارا کھاتے تمہارا پیتے تمہارے ٹکڑوں پہ ہم ہیں پلتے
تمہاری (گر) نہ (ملتی) ملائی (اگر) (پسند) (ہوتی) تمہاری تو کوئی اب تک جیا نہ ہوتا۔

تمہارے جود و سخا کے صدقے کرم کے صدقے دھرم کے صدقے
کہاں کا لینا کہاں کا دینا اگر جو تم نے دیا نہ ہوتا۔

—

نظر میں جب خلق آرہی ہے تو خالقیت سما رہی ہے
تمہاری خالقیت نہ ہوتی خلا ہی ہوتا ملا نہ ہوتا۔

—

تمہارے جینے کا اک پتہ ہے حیات ہم میں جو مر ملا ہے
مگر نہ ملتی حیات تم سے جہان میں کوئی جیا نہ ہوتا۔

—

ہمارے مرنے میں راز کیا ہے جہان میں سوز اور ساز کیا ہے
حیات کچھ بھی عدم میں ہوتی تو کوئی اب تک مرا نہ ہوتا

—

بنا بنا کر مٹا رہے ہیں مٹا مٹا کر بنا رہے ہیں
بنا تو سکتا مٹا تو بندہ مگر کسی کو پتہ نہ ہوتا۔

—

چھپا چھپا کر دکھا رہے ہیں دکھا دکھا کر چھپا رہے ہیں
چھپا تو باطن دکھا تو ظاہر یہ راز پھر بھی کھلا نہ ہوتا۔

—

کہیں ہے پہلے کہیں ہے پچھلے کہیں ہے نیچے کہیں ہے اوپر
کوئی کسی میں کہیں نہ ہوتا اگر وہ جلوہ نما نہ ہوتا۔

—

کوئی ہے پہلے تو وہ ہے اول کوئی ہے پچھلے تو وہ ہے آخر
ہر ایک رتبے میں یاد رکھو کوئی نہ آتا خدا نہ ہوتا۔

—

یہ زینتیں خلق میں ہیں کیسی یہ رونقیں آج ہم میں کیسی
ہر ایک مورت میں ان کی صورت اگر نہ ہوتی مزا نہ ہوتا۔

—

یہ لذتیں زیست میں ہیں کیسی یہ راحتیں بزم میں ہیں کیسی
ہر ایک کھانے میں اور پینے میں وہ نہ ہوتے مزا نہ ہوتا۔

—

خوشی کہاں کی بھی کہاں کی یہ دونوں لیا ہیں سمجھ ذرا بھی
اگر نہ وہ مسکراتے رکتے تو کوئی اب تک ہنسا نہ ہوتا۔

کہاں کی لیلیٰ کہاں کا مجنوں کہاں کا واسق کہاں کی عذرا
وہ ان میں اگر جلوہ گر نہ ہوتے تو کوئی بھی مبتلا نہ ہوتا۔

یہ نکہتیں ہیں چمن میں کیسی یہ رونقیں انجمن میں کیسی
چمن کی رونق وہ بو نہ ہوتے تو دل کسی کا پھنسا نہ ہوتا۔

کہاں کا ناتا کہاں کا رشتہ نہ کوئی عالم میں کام آتا
تمہارے ملنے سے سب ملے ہیں وگرنہ کوئی ملا نہ ہوتا۔

تمہارے رہنے سے راحتیں ہیں تمہارے ہنسنے سے امتیں ہیں
تمہارے ہونے سے سب ہوئے ہیں وگرنہ کوئی ہوا نہ ہوتا۔

اسی کو ہستی اسی کی بستی اسی کو ہونا اسی کو ہونا پڑتا
وجود گر وہ عطا نہ کرتا تو ایک ذرہ بنا نہ ہوتا۔

انہیں کو اب رات دن پکاروں انہیں کے قدموں پہ سر جھکاؤں
انہیں کو دردِ جگر بتاؤں جو ایک لمحہ جدا نہ ہوتا۔

کسی کا اب واسطہ میں لاؤں کسی کے داس میں جب میں جاؤں
تو بولے ہم بھی ترے نہ ہوتے ترا جو نوری بھلا نہ ہوتا۔

اسی کو میں واسطہ بناؤں تمہارے رحم و کرم کو پاؤں
مجھے نہ دیکھو اسے تو دیکھو تو کیا مرا فیصلہ نہ ہوتا۔

تو بولے تُو تو برا ہے بسارا مگر ترا کام ہے نرالا
اگر تو یہ واسطہ نہ دیتا تو کس کا بھی بھلا نہ ہوتا۔

کہوں گا یہ بھی کرم تمہارا وگرنہ آمی تھا بے سہارا
تمہیں نے توفیق یہ بھی دی ہے وگرنہ کچھ بھی کیا نہ ہوتا۔

(۵۲)

جان تم پہ کروں قربان مدینے والے
تم سے مجھ کو ملا عرفان مدینے والے

کون جانے تمہیں جانے تو خدا ہی جانے
تم سا کوئی نہیں انسان مدینے والے

کیا کروں ذکر تمہارا کہ میں کیا ہوں جو کروں
تری مداحت میں ہے سبحان مدینے والے

کفر کی ظلمتیں کافور ہوئیں دم سے ترے
بھر دیا دل میں ہے ایمان مدینے والے

ہر کتاب آئی مگر حق نے حفاظت نہیں کی
ہے خدا حافظِ قرآن مدینے والے

تیری ہر بات پہ دل صدقے (ہے) قربان (ہے) جاں
تیرے پن سب رہے انجان مدینے والے

رازِ احسان کا سمجھانا ترا کام رہا
تیرا ممنون ہے احسان مدینے والے

درسِ عرفان ترے در سے ہے حاصل ہوتا
تیرے دم سے ہے یہ فیضان مدینے والے

تیرے دم سے ہے بسا عالمِ امکاں سارا
سچ ہے کونین تری شان مدینے والے

میں تو کیا عالمِ امکاں ہے صدقے تجھ پر
تری چاہت میں ہے یزدان مدینے والے

انبیاء نے تو کیا کام مگر مشکل تھا
اس کو تو نے کیا آسان مدینے والے

یہ یقیں آپ کے صدقے میں ملا عالم کو
شک گیا رہ گیا ایمان مدینے والے

تیرا صدقہ ہے جو رمضان ملا امت کو
ہے ستارا ترا قرآن مدینے والے

ہر نبی ختم نبوت پہ نبوت تجھ پر
ترا دین ناسخ ادیان مدینے والے

سارا عالم ہے طلب گار خداوند جہاں
ہے طلب میں تری رحمان مدینے والے

ہر نبی آیا تو محدود زمان اور مکاں
رہ گیا تو نے گیا ازمان مدینے والے

صرف محدود نہیں ہے ترا فیضان ہم تک
تجھ سے دیں لیتے نبی جان مدینے والے

رات دن تیرے تصدق ہے یہ عالم سارا
تیرے تابع ہیں یہ ثقلان مدینے والے

تیرے احکام کی سرحد نہیں محدود کہیں
تجھ سے راحت میں ہیں حیوان مدینے والے

میں کہوں گا تری رحمت کی کوئی حد ہی نہیں
اس سے کچھ بچ گیا شیطان مدینے والے

پردہ کرکے یہ دکھایا کہ میں پردے میں بھی ہوں۔
پھر بھی ظاہر ہے تو ہر آن مدینے والے۔

کبھی تاذین میں آئی ہیں صدائیں تیری
ہر اقامت میں تری شان مدینے والے۔

ہر اقامت میں مقامِ شہہ والا مضمر
اقتدا میں ترے ارکان مدینے والے۔

کہیں کھڑنے میں تو دکھتا ہے تو جھکنے میں بھی تو
تیرے سجدہ کی عجب شان مدینے والے۔

ہر مصلّی ہے ترا آئینہ ہے تو اس میں
ہے تو آئینہ رحمان مدینے والے۔

دین داری ترا آئینہ جہاں داری ہے
اس میں جلوہ ترا ہر آن مدینے والے۔

تیرے جلوے کی حقیقت کوئی (آج) پوچھے
تجھ سے ظاہر ہوا رحمان مدینے والے۔

(ما) بطونِ احدی ہے (وہ) ظہورِ احمد کا
من ترانی میں ہے پہچان مدینے والے۔

حضرتِ حق کو وہ دیکھے گا جو تجھ کو دیکھے
گر خدا دے ترا عرفان مدینے والے۔

کیا لکھوں نعت تری خامہ مرا رکتا ہے
دفترِ نعت ہے قرآن مدینے والے۔

ہم تو کیا تو بھی نہیں تیری ثنا کا ضامن
حق یہ ہے جمع و قرآن مدینے والے۔

میں نے نوری میں تجھے دیکھ لیا جوں کا توں
رات دن اس کا ہے مذہان مدینے والے۔

اس کو (نوری) ملتا میں تو اور تجھ میں خدا ملتا ہے
یہی آمر کا ہے عرفان مدینے والے۔

(۵۳)

پردہ کرتے بھی ہو اور پردے کے بھی باہر بھی ہو
کیا غضب ہے کہ نہیں باطن و ظاہر بھی ہو۔

چھپنے والے ترے چھپنے کی قسم کھاتا ہوں
چھپنے اور دکھنے میں تجھ سا کوئی ماکر بھی ہو۔

تم کو اب کون سے ارمان میں ڈھونڈوں مولا
تم تو ہر وقت سے اوّل بھی ہو آخر بھی ہو۔

رشتہ داری تو تمہارے ہے کرم پر قائم
باپ میں تم ہو تو پھر صورتِ مادر بھی ہو۔

ہو ہدایت میں اِدھر اور ضلالت میں اُدھر
خود براہیم میں ہو صورتِ آزر بھی ہو۔

بت شکن بن کے نہیں توڑتے ہو بت سارے
بت پرستوں میں بھی مل بیٹھے ہو بت گر تم ہو۔

کوئی مسجد میں تمہیں ڈھونڈتا کعبے میں کوئی
تم تو ہر جائی ہو خود داخلِ مندر بھی ہو۔

ساری خشکی میں ہو تم ساری تری میں تم ہو
پنجِ اقلیم بھی ہو سات سمندر بھی ہو۔

خود فلک بن کے ملک عرش تلک ان کی جھلک
نور بھی تم ہو منوّر بھی منوّر بھی ہو۔

ہے تمہارے ہی قلم ہاتھ میں تم کاتب ہو
تم مقدّر بھی ہو خود بن کے مقدّر بھی ہو۔

تم مقید نہیں جو عقل کے اندر آؤ
تم تو اطلاق کے اطلاق ہو باہر بھی ہو۔

—

صنعتوں میں ہو تم اور صورتِ صانع تم ہو
خود مہارت ہو مہارت میں ہو ماہر بھی ہو۔

—

تم تو دل میں ہو سنانے کی ضرورت کیا ہے۔
جب دعاؤں کو بھی سنتے ہو تو باہر بھی ہو۔

—

کتنے وہ ہیں جو گناہ کرتے ہیں ڈرتے بھی نہیں
ضبر تم کرتے ہو جس حال میں قادر بھی ہو۔

—

کئی گنہگار ہیں ظاہر میں بھلے دکھتے ہیں
ڈھیل تم دیتے ہو جس حال میں ساتر بھی ہو۔

—

کوئی گر ہاتھ اٹھائے جو تمہاری جانب
جھولی بھر دیتے ہو جس حال میں غافر بھی ہو۔

تم جو دینے پہ تلے ہو تو کوئی کیا روکے
لینے والا کوئی موجود ہو یا کافر بھی ہو۔

—

نہ رہا خوف و خطر دونوں جہاں کا مطلق
کیوں کہ تم غافر و راحم بھی ہو ناصر بھی ہو۔

—

میری اب منزلیں تم سے ہی مسنوتی ہیں یقیں
تم نظر ہو مرے منظور ہو ناظر بھی ہو۔

—

بے شعوری میں ہیں ہم شعر کہاں سے لائیں
تم ہی جاں شعر کی ہو شعر بھی شاعر بھی ہو۔

—

ہو جمادات میں تم اور نباتات میں تم
عینِ حیوان بھی ہو طیران میں طائر بھی ہو

گلشنِ دہر میں گل ہو کہیں نکہت بھی ہو
حسنِ گل عشق میں بلبل سے نظارہ بھی ہو

جستانِ جہاں میں جہاں آرا تم ہو
تم شجر میں ہو ثمر میں ہو تو مثمر بھی ہو

سب مضامین میں تم اور زبانوں میں تم
سارے لفظوں کے معانی ہو مصادر بھی ہو

سارے حرفوں میں مقطع ہو یا غیر تقطیع
حرف سے اور وراء غرۂ خاطر بھی ہو

کہیں الہام میں تم اور کہیں بن کے وحی
مصحفِ دین ہو اور عینِ دفاتر بھی ہو

کہیں ترتیل بنے ہو تو کہیں ہو تفسیر
تم ہی قاری ہو متن کے تو مفسر بھی ہو

کہیں فیضان بنے خطبۂ خطباء میں تم
کہیں ہو وعظ میں واعظ کے مقرر بھی ہو

ہاتھ کا کھیل تمہارے جو یہ تقدیر بنی
تم ہی تدبیر میں ہو عینِ مدبر بھی ہو

رحمِ مادر میں جو کھینچی ہے یہ صورت کس نے
تم ہو خالق بھی ہو مالک بھی مصوّر بھی ہو

ذرّہ ذرّہ میں تمہارا ہی ہے جلوہ شاہا
تم مری جان کے اندر بھی ہو باہر بھی ہو۔

—

تم کو میں چھوڑ کے جاؤں تو کہاں جاؤں گا
تم ہی ہو ام میں اور خلق کے عنصر بھی ہو۔

—

جسم میں تم ہو مرے دل میں ہو جانِ جاں ہو
عینِ تصویر بھی ہو اور تصوّر بھی ہو۔

—

میری تفکیر میں خود میں ہی نہیں رہتا ہوں
تم مفکّر ہو مدبّر ہو مفسّر بھی ہو۔

—

میں تو عالم بھی نہیں عاملِ صالح بھی نہیں
اتنا بھی بس ہے مرا سر ترے در پر بھی ہو۔

—

میری باتوں کو سمجھنے کا جگر کس کو ہے
ہاں وہ سمجھے گا جو مومن بھی ہو کافر بھی ہو۔

—

اپنے ایمان کی اصلاح اگر چاہے کوئی
پہلے ایمان کے بابا ذرا کافر بھی ہو۔

—

میری باتوں کی حقیقت کوئی کیا جانے
کون سمجھے اسے کیا بات کہی ہے میں نے
کیوں نہ ہر بات عجب ہو مری نادر بھی ہو۔

—

میں گرا ان کے لئے اور مٹا ان کے لئے
جب انہوں نے ہے اٹھایا تو وہ قادر بھی ہو۔

—

جب حقیقت مری مجھ کو نظر آجاتی ہے
اُس سے بھی بڑھ کے میں بدتر ہوں جو بدتر بھی ہو۔

—

مجھ کو افضل ہی نظر آتا ہے ذرّے ذرّے
کام کی چیز سمجھتا ہوں ہر پتھر بھی ہو۔

ان کی جب ذات پہ جاتی ہیں نگاہیں میری
تب مقابل میں بتاؤ کوئی بہتر بھی ہو۔

کچھ نہیں لایا مگر لایا ہوں نوری کے ترے
ساتھ میں اس کے جو محمد بھی ہو حیدر بھی ہو۔

ان کو بس سامنے کرکے میں کھڑوں پیچھے ہی
بچ ہی جائے گا جو وہ جرم میں نادر بھی ہو۔

بس تمہارے ہی کرم کا ہے بھکاری آمر
کوئی ہو کچھ بھی ہو فاسق بھی ہو فاجر بھی ہو۔

۵۴

مجھے ان کی یاد ہے رات دن مجھے اب انہیں کا خیال ہے
نہ جہاں کی دل میں ہے آرزو نہ کسی سے میرا سوال ہے۔

کوئی مجھ میں دیکھے برا کہے مجھے ان میں دیکھے بھلا کہے
یہ خدا کہوں میں برا ہی ہوں مگر ان کا مجھ میں جمال ہے۔

مجھے دشمنوں نے برا کہا مجھے دوستوں نے بھلا کہا
یہ ہیں دونوں دھوکے میں بے خبر انہیں خود سمجھنا محال ہے۔

کوئی بت میں ہے کوئی خود میں ہے کوئی شد میں ہے کوئی بد میں ہے
بخدا کہوں گا جہاں میں سب اسی میں وتو کا قتال ہے۔

کوئی خود پرستی کا منچلا کوئی بت پرستی میں مبتلا
میں خدا کی کھا کے قسم کہوں نہ یہ وصل ہے نہ وصال ہے۔

کوئی مال کے ہے خیال میں کوئی حسن اور جمال میں
نہ کسی کے پاس یہ رہ سکے (انھیں) (اسے) رات دن کا زوال ہے۔

—

مجھے کیا سمجھتا ہے زاہدا ترے زہد کو میں سمجھ گیا۔
ترے دل میں بس گیا ماسوا یہ زباں خدا کا مقال ہے۔

—

تو نے ترک جس کو ہے کر دیا ترے دل میں اس نے ہے گھر کیا
ترے دل کا چہرہ سے ہے پتہ تجھے حزن اور ملال ہے۔

—

تجھے خوفِ خلق ہے سر بسر تجھے حبِّ حق کی ہے کیا خبر
کوئی نیکی کر لی تو کیا کیا یہ خیالِ خلق وبال ہے۔

—

ترا ڈرنا خوفِ عذاب سے ترا کرنا ذوق ثواب سے
تجھے کیا خبر ہے خدا ہے کیا تجھے ماسوا کا خیال ہے۔

—

تجھے خوف ہے تو ہے نار سے تجھے ذوق ہے تو انار سے
تجھے شوق ہے تو کھجور ہے تجھے حورِ عین کا وصال ہے۔

—

(مجھے) (آ) پوچھ حقیقتیں (تری) نار کی (یا) (انار) کی
مرے یار کی دو تجلیاں وہ جلال ہے (یا) جمال ہے۔

—

یہ جو آیتیں ہیں کتاب کی یا ثواب کی یا عذاب کی
کوئی پڑھ گیا کوئی پڑھ گیا مگر اس نے دی یہ مثال ہے۔

—

ہے انار کہنے میں ایک لفظ تو خیال سیر کرے الگ
کوئی ہر شجر کوئی ہر صدف یہ سمجھ سمجھ کی مجال ہے۔

—

جو ہے ہر شجر اسے درگذر جو ہے ہر صدف وہ ہے دربدر
جو ہے دربدر وہیں کر نظر تو جمالِ حق کا وصال ہے۔

—

انہیں تین منزلیں حسن کی انہیں تین میں ہے نظر لگی
کہیں فوق تک کہیں وسط تک کہیں تحت تک بھی حلال ہے

کہیں فوق تک کی ہیں حلتیں کہیں فوق کی بھی ہیں حرمتیں
کہیں دیکھنے کی مجال ہے کہیں دیکھنا بھی محال ہے

جو ہو طفلِ شیر وہ وسط تک جو ہے وسط تک وہ ہے تحت تک
یہ خودی سے دور رہے تلک مگر اس کے بعد وصال ہے

جو ہے مزدج وہ ہے تحت تک جو ہے تحت تک وہ ہے فوق تک
وہ جو چاہے کرتا ہی جائے گا اسے ہر مزاج سے حلال ہے

تو اِدھر کو آ میں کہوں ذرا یہ مجاز کا ہے مقتضا
تو مفر کو آ میں مرے ساتھ آ اسی آن حق کا وصال ہے

تو جو غیر انس میں دیکھتا وہ مقتم وجہ ہے بولتا
یہ ہے ادنیٰ مرتبہ جان لے یہ وجودِ حق کا ظلال ہے

تو کسی کے سینہ سے جا لگا جو ہو علم سینہ کا منتہیٰ
تو مثالِ طفل چمٹتا جا وہ شراب پی جو حلال ہے

یہ تو مرتبہ رہا وسط کا اسی واسطہ تو بناتا جا
اسی واسطے سے ملے خدا ترا بس اسی میں کمال ہے

وہ جو مرتبہ رہا تحت کا تو ہے فوق تجھ میں ترا خدا
تو خودی سے ہٹ کے خدا کو یا ہی انتہائے وصال ہے

ترا نام لے کے جو تو رہا (اسے جب پکارا تو سن لیا)
کہا آ مرا تو نہ رنج کھا (ترا اب تو ہم کو خیال ہے)

۵۵

۱ دل میں تمہاری یاد ہو لب پہ تمہارا نام ہو
۲ ہر لمحہ دھن یہی رہے صبح ہو یا کہ شام ہو۔

۳ چین اور سکوں میرا جس میں ہو تیرا تذکرہ
تعلیم علم خاص ہو یا وہ بیانِ عام ہو۔

۴ وہ نظم ہو یا نثر ہو یا طول ہو یا مختصر
۵ کچھ بھی ہو کیا بھی ہو مجھے بس ہے تمہارا نام ہو۔

۶ تم جو کھلاؤ کھا لیا تم جو پلاؤ پی لیا
اب میرے ساقیا مجھے تیرے کرم کا جام ہو۔

۷ دنیا کی باتیں اب مجھے بھاتی نہیں ہیں مطلقاً
کچھ بات ان کی جس میں ہو ایسا مجھے کلام ہو۔

سب کی نماز کی ادا کر کے سلام ہو جدا
ہو ان کی نماز میں سدا جس کا نہ پھر سلام ہو۔

زاہد تری نماز میں تو کھو گیا خدا گیا
۲ ایسی نماز کیا کروں جس میں ترا ہی کام ہو۔

میری نماز کی خبر کیا جانے کوئی جو ہے بے خبر
میں ہٹ گیا وہ رہ گئے سجدہ ہو یا قیام ہو۔

۳ اب تک نماز ایک بھی تنہا پڑھی نہیں کبھی
وہ کیا سمجھ سکے مجھے جس کو خیالِ خام ہو۔

۴ اک ہے نمازِ نعبدُ اک ہے نمازِ اعبدُ
جو ہو نمازِ نعبدُ اس میں خدا امام ہو۔

جس میں امام ہو خدا قبلہ ہو اس میں مصطفیٰ
بندے کی جس میں اقتدا قومہ ہو یا قیام ہو۔

—

یہ ہے جماعتِ خدا پڑھتے ہیں اس میں یا خدا
تیری جماعتیں ریاکاریوں کا ہی نام ہو۔

—

جو ہے نمازِ اَعْبُدُ اس میں ہے عبد ہو بہو
بس ہے جنازہ روبرو سجدہ ہے نہ قیام ہو۔

—

جو زندگی کرے عبث ہو کر خدا سے کچھ الگ
وہ زندگی نہیں وہی مردگی یا منام ہو۔

—

ہوں میں بظاہر اِدھر اور میری منزلیں اُدھر
اب مجھ سے ان کا رات دن سن لو جو کچھ پیام ہو۔

—

بیزار ہوں اِدھر سے میں آیا ہوں بس اُدھر سے میں
وہ ذوق کیا ہے بعد میں میں نہ رہوں کلام ہو۔

—

پوچھو جو پوچھنا ہے اب بولوں میں ان کے راز سب
اک دن تو آئے گا یقیں ساقی ہو نہ جام ہو۔

—

روئے گا بعد میں مرے رونے سے کیا ملے تجھے
لینے کا وقت ہے تو لے چھوڑ جو کچھ بھی کام ہو۔

—

یہ زندگی ہے قیمتی اس میں جو کرنا کر وہی
اس کے بدل میں دین لے دنیا فضول کام ہے۔

—

اک لمحہ بھی تو یاد میں یا دل لگا ذات میں
بس اتنا بھی جو کر لیا تو فائز المرام ہو۔

—

تجھ کو نہ ذوق دیں رہا نہ اس کا کچھ یقیں رہا
کرتا ہے تو بھی نام کو چاہتا ہے اپنا نام ہو۔

دل اٹھ گیا جہاں سے اب حجت بھی ختم کر دی سب
میں مٹ گیا تو کیا ہوا میرے میاں کا نام ہو۔

ان سے ہی لو لگائی ہے دھونی یہی رمائی ہے
میری زباں پہ رات دن مولیٰ ترا کلام ہو۔

ہو کوئی ساتھ یا نہ ہو۔ یا کچھ ہو پاس یا نہ ہو
تو ناظمِ نظام ہے تیرا ہی انتظام ہو۔

میں ہوں اصالۃً تراب اپنے (دے) خستہ اور خراب
پر میرے دم سے نام کا تیرا ہی احترام ہو۔

مجھ سا برا کوئی نہیں تجھ سا بھلا کوئی نہیں
اک سانس بھی نہ لے سکوں گر تیرا استقام ہو۔

اک آن میں اندھیر ہو کچھ دور ہو نہ دیر ہو
تیرے وجود و فیض کا اک لمحہ انفصام ہو۔

دل چاہتا ہے اب مرا شاہا تجھی پہ ہو فدا
ہر آن سیکڑوں (دفعہ) تجھ پہ ہی میں ناکام ہو۔

خود کو مٹاتا جاؤں میں تجھ کو دکھاتا جاؤں تو
ہر آن میرا مشغلہ تیرے لئے مدام ہو۔

آنکھوں کا نور تو ہی ہے سارا ظہور تو ہی ہے
ظاہر میں تیرا نام ہو باطن میں تیرا کام ہو۔

ایسے مٹوں کہ ہر زماں میرا پتہ کہیں نہ ہو
اول بھی تیرا نام ہو آخر بھی تیرا کام ہو۔

اک زندگی خدا کی ہے اک زندگی خودی کی ہے
یہ زندگی حلال ہو وہ زندگی حرام ہو۔

ہو امتیاز گر تجھے تو دیکھتا رہے اسے
سب نام کے ہیں مرحلے رحمان ہو یا رام ہو۔

گر تو مجاز سے گذر آئیں حقیقتیں نظر
کعبہ ہو یا ہو بت کدہ مسجد ہو اور مقام ہو۔

اب تو جہاں میں ٹھہر کر دیر و حرم کی سیر کر
ساری خدائی گھوم جا نفس کو دے لگام ہو۔

جب جلوہ ان کا عام ہو دل کی نگاہ کا کام ہو
باطن کا سر جھکاتا جا جب تیرے رب کا گام ہو۔

جب تو نے سر جھکا دیا اٹھنے کا اضطراب کیا
جب وہ اٹھائیں گے تجھے تو سجدۂ تمام ہو۔

اک لمحہ بھی نماز میں خود ہٹ کے ان کو آنے دے
وہ آگئے تو جان لے ایسی نماز تام ہو۔

خود سے بھی بے خبر ہوں میں تم ہو جدھر ادھر ہوں میں
تم میں رہوں اگر رہوں ایسا مجھے مقام ہو۔

جیتا رہوں تو تم سے میں مر جاؤں بھی تو تم سے میں
ورنہ یہ جینا جاگنا میرے لئے حرام ہو۔

میں تو تمہارے ساتھ ہوں چھوڑو نہیں خراب ہوں
میں ہوں تمہارا اک گدا تم خالقِ انام ہو۔

—

میں ہوں گناہوں میں اسیر تم ہو غفور اور قدیر
جس کے کریم تم رہو قید میں کیا غلام ہو۔

—

کھا کر قسم تمہاری وہ کہتا ہے کوئی تم سا ہو۔
تم گر ستو یا نہ ستو اس کا سنانا کام ہو۔

—

خود کو برا ہے جانتا تم کو بھلا ہے مانتا
جو معترف ہو اس کا کیا اس سے انتقام ہو۔

آخر کار دے کے جب نوری پیا کا واسطہ
آخر جہنم اخیر اب نوری پیا کو لالیا
روتے ہوئے کہا شہا میرا کوئی مقام ہو۔

—

اس نے کہا کہ مالکا میرے لئے تو سن دعا
تیرے کرم میں (اے شہا) میرا بھی اک غلام ہو۔

—

تو کہہ دیا تو ہے مرا تیرے لئے سنی دعا
آپ کے واسطے ترا دامن ہی اک مقام ہو۔

—

۴ (۵۲)

۴ اُس وقت سے ہوں دیوانہ ترا جب مجھ کو بنایا بھی نہ گیا
۲ جز اُس کے دو عالم میں کوئی۔ تھا اور بسایا بھی نہ گیا۔

—

میں ساتھ تھا اس کے ایسے وہ ساتھ تھا میرے ایسے
۲ نائم کا سمجھ لو سونا ہے۔ ایسا کہ بھلایا بھی نہ گیا۔

—

۴ معلوم تو سب کچھ ہوتا ہے سونے میں وہ سب کچھ کھوتا ہے
سو جائے بھی تو وہ عالم ہے۔ جاہل تو بنایا بھی نہ گیا۔

—

جب نیند سے فارغ ہوتا ہے خود کو ہی وہ اول پاتا ہے
۴ سمجھو کہ احد اب بن کے اَنا احمد تھا بنایا بھی نہ گیا۔

—

جب خود کو خودی میں دیکھتا تھا اُس دیکھتے کا نام احمد تھا رکھا
۴ بس دیکھتے دیکھتے دونوں تھے جلوہ تو دکھایا بھی نہ گیا۔

—

یکتا جو تھا خود سے قائم تھا دکھتا جو تھا اس سے قائم تھا
۴ وہ شخص رہا یہ عکس رہا ثالث کو تو لایا بھی نہ گیا۔

—

یہ دو ہی تھے بس عالم ہی نہ تھا آدم تو کجا اک دم بھی نہ رکھا
۵ بس کُنتُ نبیًا اس نے کہا آدم تو بنایا بھی نہ گیا۔

—

حق نے کہا کُنتُ کنزًا جب اس نے کہا کُنتُ نبیًا تب
۲ حق کا ہی ھُو ہے بن کے اَنا ایسے جو بنایا بھی نہ گیا۔

—

مُدرِک ہے ھُو تو درک اَنا مولا ہے ھُو تو بندہ اَنا
۲ بس حق سے بنا ہے ایک اَنا آگے تو بنایا بھی نہ گیا۔

—

بندہ ہے ھُو کا تو ہے اَنا مولا ہے اَنا کا تو ہے ھُو
۲ اب چاہے اَنا تو اَنتَ بنے ورنہ تو بنایا بھی نہ گیا۔

—

لَوْلَاکَ لَمَا کی بات نہیں آئے گی سمجھ میں تجھ کو یقیں
بے خاطرِ احمد جانِ یقیں اک ذرّہ بسایا بھی نہ گیا۔

حق مولا ہے احمد ہے بندہ ہم بندۂ احمد وہ مولا
حق نے جو دیا وہ ان سے دیا ورنہ تو دلایا بھی نہ گیا۔

دنیا بھی ملی تو اُن سے ملی اور دولتِ دیں بھی ان سے ملی
حق بھی ہے ملا تو ان سے ملا ورنہ تو دلایا بھی نہ گیا۔

سُن زندگیٔ عالم کیا ہے اور مردگیٔ عالم کیا ہے
سب زندگی حق کی ان سے ملی ورنہ تو چلایا بھی نہ گیا۔

صدقے میں محمدؐ کے ہم کو جو علمِ خدا ہے وہ بھی ملا
جو تجھ سے جدا ہے اس سے یہاں اک رمز تو جانا بھی نہ گیا۔

مطلق ہے ارادہ اللہ کا یا خیر ہو یا ہو شر کی ادا
چاہت میں محمد کی ہے رضا ورنہ کوئی چاہا بھی نہ گیا۔

قدرت ہے خدا کی عالم میں افعال مدح میں اور ذم میں
سانچے میں تو سنت کے ڈھل جا ایسا تو سجایا بھی نہ گیا۔

سُنوائی تو مطلق مولیٰ کی مسموع ہے برا بھی اچھا بھی
سننے میں محمد کے کھو جا ایسا کہ سنایا بھی نہ گیا۔

بے شک ہے خدا کی تجھ میں بصر تو خیر میں آ اور شر سے گذر
جب دیکھ نبی کی ہو کے نظر۔ تب بشر میں تو لایا بھی نہ گیا۔

حق نے ہے یہ دی گفتار تجھے اور اس نے کیا مختار تجھے
جو تابعِ احمد ہو وہ بچا ورنہ تو بچایا بھی نہ گیا۔

جو مالِ وطن میں رہتے ہیں اور خود کی لگن میں رہتے ہیں
ان سے ہے کرایا ترکِ وطن حق سے تو ملایا بھی نہ گیا۔

تو خود سے بھی ہٹ کر رہتا ہے اور ہم سے ہی مل کر جیتا ہے
یوں روتا ہے عالم میں تجھ سا روتا کوئی پایا بھی نہ گیا۔

تو بولا کہ احمد مرسل کو آنکھوں سے ذرا بھی دیکھ تو لوں
تو بولے وہ جلوہ نوری میں دکھتا بھی ہے دیکھا بھی نہ گیا۔

پس دامنِ نوری تھام لیا اور نورِ نبی کا جام لیا
خود سے گیا ان سے ملتا گیا ایسا کہ ملایا بھی نہ گیا۔

اب حال مرا کیا ہے یہ سنو آمر بھی نہیں نوری بھی نہیں
ہے ایک مگر احمد بھی نہیں ایسا کہ نہ آیا بھی نہ گیا۔

(45)

ہری

مجھے یاد ہے تمہاری (مجھے) تم سے لو لگی ہے
کبھی میں سنا رہا ہوں کبھی تم نے خود کہی ہے۔

مجھے رونقیں ہیں تم سے مجھے راحتیں ہیں تم سے
مجھے کیا غرض کسی سے میری تم سے لو لگی ہے۔

میں نے ماسوا کو دیکھا وہاں سر بسر ہے دھوکا
تمہیں جب بھی ہے پکارا مری ہر دعا سنی ہے۔

مری زندگی ہے تم سے مری زندگی میں تم ہو
جو تمہاری یاد میں ہوں یہی ذوقِ زندگی ہے۔

کوئی چاہے زندگی کو کوئی چاہے بندگی کو
میں تمہیں کو چاہتا ہوں یہی میری بندگی ہے۔

کوئی زندگی میں شاداں کوئی بندگی پہ نازاں
مجھے وہ ملے ہیں جب سے مجھے ان کی دُھن لگی ہے۔

—

کوئی خلق میں ہے دانا کوئی خلق سے ہے شاداں
مجھے اُن سے سب ملا ہے مجھے ان سے زندگی ہے۔

—

میں بتاؤں زندگی کیا میں سناؤں مردگی کیا
تو خدا کا ہے تو زندہ یا نہیں تو مردگی ہے۔

—

نہ عبادتیں ہیں آتی نہ ریاضتیں ہیں بھاتی
مجھے ان کی یاد آتی یہی میری بندگی ہے۔

—

تو نماز میں بھی ان کو نہیں پا سکے گا زاہد
یہ نماز بن کے پردہ ترے بیچ میں پڑی ہے۔

—

تو نماز میں کھڑا تو اسی کو گنتا پڑھتا
تری یاد رکعتوں کی ان گنتی میں لگی ہے

—

جو ہے سب کو بھول جاتا وہ خدا کو یاد کرتا
جو امام بن گیا ہے اُسے فکر مقتدی ہے۔

—

مرے حافظا اِدھر آ تو کہے ہے یاد کرتا
تجھے ہزار چھے سو چھ سٹھ کی یہ رٹ تجھے لگی ہے۔

—

تری حافظی بتاؤں تو وہاں کا حفظ کر لے
لَقَدْ وَجَدْتُمْ کی آیت میں سمجھ لے حافظی ہے۔

—

جو تو علم میں پھنسا ہے نہ کچھ تو باخدا ہے
تو جو علم اپنا سمجھا تو یہ عینِ مشرکی ہے۔

—

تجھے حق کہاں ہے ملتا ترے دل میں کیا ہے بستا
کہیں آیتِ محیض اور کہیں بارہ روا کمی ہے۔

کوئی مال کی طلب میں یا کمال کی طلب میں
یہ سلوکِ حق کہاں ہے یہ سلوکِ مطلبی ہے۔

میں نے عالموں کو دیکھا انہیں علم کا ہے دھوکا
انہیں علم کی حقیقت جو نہیں ہے جاہلی ہے۔

مجھے کچھ نہیں ملا ہے مجھے کچھ نہیں گلا ہے
مجھے بس خدا ملا ہے تو بتاؤ کیا کمی ہے۔

ترے دل میں خلق نافع کہیں ضار بن گئی ہے
یہ برائی نہیں ہے یہ تو تیری آزری ہے۔

تو خدا کو چھوڑ دے گا تجھے کچھ نہیں ملے گا
اسے چھوڑنا سمجھ لے یہی راہ کافری ہے۔

تجھے راہِ حق دکھائے چلے اور تجھے چلائے
تو ذرا تو ہم اُس سے مل جا کہ جو آج آدمی ہے۔

یہی راہ راہِ حق ہے یہاں جو ملے وہ حق ہے
یہی راہِ عاشقی ہے یہی راہِ آدمی ہے۔

مری شانِ عاشقانہ مری چال عاجزانہ
میں انہیں کا ہوں دیوانہ یہ ادائے آزری ہے۔

مجھے کیا کسی سے ہونا کوئی لینا ہے نہ دینا
مجھے ان کی ناصری ہے مجھے ان کی رازقی ہے۔

تو ملے گا اس سے جا کر تو یہ راہ حق اختیار
اسی آن تو ملے گا مجھے راہ اب ملی ہے

یہ جہان کے سب مناظر ہیں نظر میں آتے جاتے
مجھے اب تو ان میں مطلق نظر آتی خالق ہے۔

میں گناہوں سے تڑپ کر انہیں جب پکارتا ہوں
تو نظر میں میری ان کی نظر آتی غافر ہے۔

میں کریم ان کو بولوں یا رحیم ان کو بولوں
اسی آن ان کی مجھ کو نظر آتی راحمی ہے۔

میں گناہ ایسے کرتا جنہیں میں چھپا نہ سکتا
مگر ہزار بار ان کی نظر آتی ساتری ہے۔

میں جہان کے مالکوں کو کہیں کب نظر میں لاتا
انہیں آئینوں میں اس کی نظر آتی مالکی ہے۔

یہ حکومتیں جہان کی مجھے کچھ نظر نہ آتیں
مجھے ہر گھڑی انہیں کی نظر آتی حاکمی ہے۔

نہ میں شاعری کے لائق نہ میں شاعروں میں داخل
میں لکھایا جا رہا ہوں یہی میری شاعری ہے۔

میں ہوں منے تو وہ ہیں نائی بس اسی نے ہے بجائی
یہ سمجھ قدم کا گانا تو عدم کی بانسری ہے۔

یہ تعینات عالم کوئی شکل ہو یا آدم
وہی اک حقیقت ان میں یہ لباس ظاہری ہے۔

کوئی شکل پر جھکا ہے کوئی محمل پر رکا ہے
جو یہ شکل ظاہری ہے وہی شان باطنی ہے۔

جہاں خلق کی ہے نسبت وہیں قدرتیں ہیں حق کی
کبھی عجز خلق ظاہر کبھی شانِ قادری ہے

کہیں لحن داؤدی ہے کہیں حسنِ یوسفی ہے
کہیں طور پر کلیمی کہیں مہرِ سامری ہے

کہیں سازِ میں تو ہی کہیں سوز میں تو ہی
میں جہاں جہاں بھی دیکھوں تری شان اک نئی ہے

کہیں بلبلوں کی بولی کہیں قمری اور طوطی
کہیں گفتگو تمہاری بہ زبانِ مادری ہے

کہیں فضل میں کرم میں کہیں رحم میں ہے دھرم میں
یہ تجلّیوں کو بولوں تری شانِ راحمی ہے

کہیں قہر کی تجلی کہیں ہے غضب کی سختی
یہ جہاں جلا بھی دے تو کہوں شانِ عادلی ہے

تجھے ٹکڑے ٹکڑے کر دے تجھے آگ میں جلا دے
تجھے کچھ گلا نہیں ہے تری شانِ مالکی ہے

تجھے جو ملا ملا ہے تجھے تو نے سب دیا ہے
تجھے اس سے بڑھ کے کیا ہے تری دوستی ملی ہے

میں ہوں وہ گناہ کا پتلا کوئی بھی نہیں ہے مجھ سا
مرے ساتھ پھر بھی تو ہے تری بندہ پروری ہے

کوئی میرا کہہ رہا ہے کوئی میں بھی کہہ رہا ہے
انہیں باتوں میں یقیناً ترے ساتھ ہمسری ہے

276

مجھے اب جہاں سے کچھ بھی نہیں واسطہ رہا ہے
میں تجھ کو دیکھتا ہوں مری چشم دل کھلی ہے

یوں ہی منزلوں پہ منزل مرے سامنے ہے آئی
کوئی ٹھہرتی نہیں ہے یوں ہی دم بہ دم چلی ہے

ترا ماسوا ہے فانی ہو نشانی یا مکانی
تری ذات قائمی ہے تری ذات دائمی ہے

جو کہے گا ماسوا سے وہ جئے گا بس خدا سے
گو جہاں میں ہو دیوانہ مگر اس میں عاقلی ہے

مرا راستہ یقیناً مرے نور یا ہے تجھ سے
تجھی راہ میں علی ہے اسی راہ میں نبی ہے

تجھے ڈر نہیں کیا ہے آ مجھے راہ وہ ملی ہے
جہاں پیر ولی علی ہے جہاں حق بھی آ رہا ہے

277

(۵۸)

نہ دیکھے ہوئے جو ہیں دیوانے ان کے اگر دیکھ لیں گے تو کیا کیا کریں گے
خدا اور محمدؐ کے جلوے ہیں سارے ہی دیکھتے ہیں دکھایا کریں گے

کوئی اہل آئے یا نااہل آئے یہ دونوں ہمارے بڑے اب ہیں پالے
جو ہیں اہل ان کو دکھایا کریں گے تو نااہل سے ہم چھپایا کریں گے

بہ بانگ دہل ہم ہیں اعلان کرتے یہ ڈنکے کی چوٹ اب تو اسرار کہیے
کوئی آرہا ہے کوئی جا رہا ہے مگر ہم تو سب کو بلایا کریں گے

قیامت کی دہشت ہمیں کیا ہے زاہد ہے مشہد قیامت خدا اس میں ناظر
خدا اور محمدؐ کو جب دیکھ لیں گے۔ خدا کی قسم ہم تماشہ کریں گے

تجھے خوف دوزخ تجھے ذوق جنت تو دونوں کی خاطر اٹھاتا ہے زحمت
جہنم میں بھی جھونکنے کو وہ آئیں وہیں دید کا غل مچایا کریں گے

جہنم بھی قائم نہیں ہو سکے گی اگر وہ نہ ہوں گے تو وہ بھی نہ ہوگی

۲ جہنم یہی بھی ~~جو نکلے کو وہ آئیں~~

یقیناً ہے ان کا بھی ہونا وہاں پر انہیں دیکھنے ہم بھی جایا کریں گے۔

—

ہو نورِ نظر تم تو عینِ نظر تم تو ناظر میں تم اور منظر میں تم

ہو منظور اب تم ~~ہو~~ اب تم تمہارا ہر اک سو نظارا کریں گے۔

—

۲ کسی کو پکاریں گے کس واسطے ہم تمہارے سوا جتنے ہیں سب عدم

سنو گے بھی تو تم کرو گے بھی تو تم تمہیں کو ہمیشہ پکارا کریں گے۔

—

ہمیں غیر کی یاد آئے بھی کیوں کر نہیں خیر اس میں اگر ہے تو بس شر

تمہیں یاد کرتے ہوئے زندگانی تمہاری قسم ہم گذارا کریں گے۔

—

جو زخمِ جگر ہم نے کھائے ہیں اب تک کہاں وہ کسی کو دکھائے ہیں اب تک

تمہارے ہی رحم و کرم کا ہو مرہم تمہیں کو جگر ہم دکھایا کریں گے۔

—

عجب حال ہے بے دلوں کا تمہارے سنو میرے آقا سنو میرے پیارے

۲ کریں روتے روتے یہ دن سب گذارے کہاں تک دل و جاں گھلایا کریں گے

—

تمہاری محض اک رضا دیکھتے ہیں سزا دیکھتے نہ جزا دیکھتے ہیں

۲ تو بولے ہماری رضا ہے کہ تم کو ہر اک طور سے ہم ستایا کریں گے

—

یہ صبر و رضا کی ہے منزل ہماری محض اک رضا ہو ہماری تمہاری

۲ تو ہم نے کہا مالکا اب تمہاری رضا ہے تو سب ہم گوارا کریں گے۔

—

ہمیں یاد ہے نارِ نمرود کیا تھی نہ معلوم تھا کیا رضا تھی تمہاری

۲ براہیم نے بس رضا پر نظر کی جلائیں گے یا وہ چلایا کریں گے

—

پسر کو تہہِ تیغ جب رکھ دیا تھا نہ معلوم تھا پھر تو آگے میں کیا تھا

۲ لیا جان سب نے نہ لی جان اس نے نہ ماریں گے وہ تو چلایا کریں گے۔

—

تمہارے سے دل لگ گیا ہے ہمارا اسی میں تو اب ہم کریں گے گذارا
تمہیں رات بھر بھی پکارا کریں گے نہ سوئیں گے یوں ہی اجالا کریں گے

اگر سامنے یوں ہی آجاتے مولا وہ کب چھوڑتے تھے جو ہیں ان کے کشتہ
اسی واسطے دیکھتے فوراً ہیں چھپتے وگرنہ یہ سب غل مچایا کریں گے

بھکاری ہیں ہم وہ ہمارے ہیں داتا پجاری ہیں ہم وہ ہمارے ہیں مولا
وہ دینے میں یکتا ہیں سب خلق منگتا جو مانگو وہ دیں گے دلایا کریں گے

ہر اک لینے دینے میں ہے ہاتھ ان کا ہے فیض و کرم ہم پہ دن رات ان کا
غنی ہیں تو وہ ہیں دھنی ہیں تو وہ ہیں چلو نقد دم ان سے سودا کریں گے

بھکاری سے کیا بھیک مانگے گا بابا ذرا شرم کر اور چلا جا چلا جا
تو آ اس کے در پر جو ہے سب کا داتا اسی آستانے سے پایا کریں گے

یہ عالم اگر مل گیا بھی تو کیا ہے (مجھ کو) کہ اندھے کو منظر ملا ہے
چراغ ہدایت جنہیں مل گیا ہے (وہ ہر سمت میں جس) اجالا کریں گے

تو اس سے بھی آگے اگر چاہتا ہے تو آ میں بتاؤں یہاں اک پتہ ہے
جو اُن پر مریں گے وہ اُن سے جئیں گے زمانے کو پھر وہ جلایا کریں گے

میں لینے و دینے کا اک فلسفہ اب سناؤں گا سن لے ذرا آ کے تو بات
جو ان کے نہ دیں گے ان سے ہی لیں گے وہ عالم میں سب کو دلایا کریں گے

تو سب سے گذر کر انہیں پر نظر کر خودی کو بسر کر خدا سے بسر کر
وہ آئینہ تجھ کو بنائیں گے اپنا تجھی میں وہ جلوے دکھایا کریں گے

تجھے اپنا کی سنائی ہے آیت فشمّ میں (لاکر) دکھائی ہے صورت
تو پڑھتا تو ہے دیکھتا کیوں نہیں ہے ادھر آ (ادھر آ) دکھایا کریں گے

تجھے عشق سے ان کے کیا واسطہ ہے تو اب عشقِ دنیا میں خود مبتلا ہے
حقیقت میں ہم عشقِ عشقِ خدا ہے وہ بات اب ہم سنایا کریں گے۔

جو آئینہ میں ہے وہ صورت نہیں ہے بجھانے کی اس میں ضرورت نہیں ہے
اِدھر سے پلٹ کر اُدھر تو نظر کر حقیقت کا جلوہ دکھایا کریں گے۔

یہ عالم ہے ظلِ خداوندِ عالم کوئی شکل ہے دم کوئی شکل بادم
یہ الملال ان کے وہ آمال ان کے حقیقت کا اب ہم تماشہ کریں گے۔

نہ دیکھی ہے دوزخ نہ دیکھی ہے جنت مگر ہم تو تم سے ہی ڈرتے ہیں حضرت
یہ دونوں دکھیں بھی تو ہم کیا کریں گے تمہیں دیکھنے کی تمنا کریں گے۔

وہ جو کر رہے ہیں بھلا کر رہے ہیں سوا ان کے جو ہیں برا کر رہے ہیں
وہ اچھے ہیں سب ان سے سب سے اچھا ہی ہوگا۔ قسم کھا کے بولوں وہ اچھا کریں گے

تو کل کی منزل میں میں نے ہے دیکھا تماشا عجیب و غریب ہر طرح کا
وہ ہاتھوں سے اپنے بجھا کے کہتے ہیں آئیے اگر تم میں آؤ کھلایا کریں گے۔

کبھی رات بھر ان کی ہے یاد آتی اگر نیند آتی بھی تو یوں ہی جاتی
تو کہتے کہ آرام اب ہم سے کر لے ذرا تجھ کو اب ہم سلایا کریں گے

جو روتے ہوئے ان کو میں نے پکارا تو آواز دی اور کہا آجا آجا
کہا ہنس بھی لے میری خاطر تو بابا کہاں تک تجھے ہم رلایا کریں گے۔

گناہوں سے گھبرا کے ان کو پکارا تو فوراً کہا ہائے کیا کر کے آیا
کہا میں گناہ گار خطار تم ہو جو ہے ظرف میں وہ دکھایا کریں گے۔

کہا اس نے کب تک گناہ ہی کرے گا ارے کچھ تو نیکی بتا بھی کرے گا
تو بولا میں جب تک رہوں بد کروں گا وہ جو بھی کریں گے تو اچھا کریں گے۔

مری ذات پیتل تری ذات سونا تو پیتل میں ہرگز گھسو یا گھسو نہ
جو پیتل ہے اس میں ہے بدبو کا پڑنا تو سونا ہے سونا ہی رہتا ہے سونے

—

سنبھلنا ہے تم سے پھسلنا ہے ہم سے سنبھلتے جو ہیں وہ سنبھلتے ہیں تم سے
سنورنے میں ہو یا بگڑنے میں ہو تم ہمیں کو ہر اک دم پکارا کریں گے

—

نہیں ہیں عمل کچھ دکھانے کے قابل - اگر ہیں عمل تو چھپانے کے قابل
مگر ایک ہے جو دکھانے کے قابل تجھے نور یا ہم دکھایا کریں گے

—

اسی پیر خدا جی کہے آمر اب ترا پار بیڑا کیا ہم نے جا اب بس
علی ہوں گے اس دم محمد بھی ہوں گے خدا سے مجھے بس ملایا کریں گے

—

(۵۹)

تمہیں پر رات دن شیدا مرے آقا مرا دل ہے
بہت بے تاب ہوں دردِ جگر ہے حال بسمل ہے

—

کوئی ہو یا نہ ہو تم ہو تمہاری ہی مجھے دھن ہے
تمہارے غیر کا اب تذکرہ بھی سم قاتل ہے

—

مناظر دیکھتا ہوں دم بدم آتے نظر ایسے
نظر میں ہے نہ دل میں ہے نہ کوئی اب مقابل ہے

—

جو رشتے توڑ ڈالے عالم اسباب کے سارے
اسی کی عقل کامل ہے وہی اک مردِ کامل ہے

—

جہاں سے اور جہاں والوں سے مجھ کو واسطہ کیا ہے
کسی کو فکر روزی ہے کوئی مجھ میں مشاغل ہے

—

کسی کو کیا سناؤں اور کوئی کیا سن سکے میری
تمہارے ماسوا میں کون کچھ سننے کے قابل ہے۔

کوئی اعلیٰ ہو یا ادنیٰ کوئی افضل ہو یا ابتر
عدم ہستی ہے ان کی اور ہر اک نوع اس میں شامل ہے۔

جو بحرِ ماسوا ہے اس میں اب ہر دم تلاطم ہے
سکون و امن کا میرے لئے تیرا ہی ساحل ہے۔

کوئی طالب ہے دنیا کا کوئی طالب ہے عقبیٰ کا
میں کس کی ہوں طلب میں دیکھ لو حاضر مرا دل ہے۔

کوئی دیکھے یا نہ دیکھے۔ کوئی مانے یا نہ مانے
تمہیں بولو یہ کاذب ہے یا صادق ہے یا کامل ہے۔

اگر طالب ہے منزل میں تو پھر مطلوب ہوتا ہے
سوا مطلوب کے میں ہوں نہ دل ہے اور نہ منزل ہے۔

کوئی کیا جانے اس عشقِ حقیقی کی منازل کو
وہی معشوق و عشق و عاشق و عینِ منازل ہے۔

وہی ہے عشقِ گل میں تو تقابل میں بنا بلبل
وہی عینِ چمن ہے عینِ گل عینِ عنادل ہے۔

تمہارے فضل کا صدقہ عطا ہو تو بھلا ہوگا
وگرنہ علم ہے ہم میں عمل ہے اور نہ حاصل ہے۔

جہاں تک بھی ملا ہے وہ تمہیں سے ہے تمہارا ہے
سوا رنج و الم کے غیر سے کچھ بھی نہ حاصل ہے۔

تمہارے سامنے مشکل کوئی مشکل نہیں رہتی
سہولت بھی تمہارے غیر کی مشکل ہے مشکل ہے۔

مصیبت سب سے بڑھ کر مانتے ہیں مت کی ہوتی
ہمیں اس کی تمنا ہے کہ یہ بس ان کی سیدھی ہے۔

خودی کیوں اس صفت سے جو ہماری ہے وہ ہم میں ہے
حیاتِ حق کا یہ آئینہ ہے وہ اس میں شامل ہے۔

صفاتِ ناقصہ سب آئینے ہیں سامنے تیرے
جمالِ حق کا جلوہ دیکھ لے تو ان میں داخل ہے۔

کوئی آئینہ آئے سامنے بینا نہ چھوڑے گا
نگاہ کر کے ہی دیکھے گا جو جلوہ بالمقابل ہے۔

کوئی آئینہ ہے جو غیر کو دکھلانے والا ہے
وہ ہے ان کے جن کی بھر پر کچھ تو بادل ہے۔

علاج اس قلتِ بصری کا ہم سے پوچھ لے بابا
لگا تو عینیت کا اس میں سرمہ یا جو کاجل ہے۔

ان آنکھوں سے تجھے کیا واسطہ دل کھول لے بابا
تو جلوہ دیکھ لے خارج میں جو ہے عینِ داخل ہے۔

کوئی آئینہ ہے جو عین کو دکھلانے والا ہے
یہی آئینۂ رخسار ہے جو بالمقابل ہے۔

خودی کو دیکھنا خود ہی سمجھنا ہے تو غافل ہے
انہیں کو دیکھ لے پالے انہیں کو گر تو عاقل ہے۔

بہت آسان کر دیں میری خاطر منزلیں میں نے
جو پھر بھی چل نہ سکتا ہو غبی ہے اور کاہل ہے۔

اک آئینہ اجالے کے لئے اک سندِ اصواتی
اک آئینہ برائے زینت و حسنِ منازل ہے۔

یہ تینوں آئینے کیا ہیں سمجھ لے جان لے بابا
تجھے ہر شعل میں کچھ کام آجائے تو شاغل ہے۔

بس اک علم و ہنر کے ساز و ساماں ہیں جہاں بھر میں
اجالے میں نگاہوں سے سراسر علم نازل ہے۔

جو ہو مانع کچھ کسی کا تو سمجھ جامع کسی کا ہے
جو خارج سے ذکے وہ مستمع اصواتِ داخل ہے۔

جو آئینہ ہے زینت کا سمجھ صنعت کی رفعت کا
یہاں تو ارتقاء ہی ارتقاء منزل بہ منزل ہے۔

تجھے برزائت خمسہ کی کہانی سب سنا ڈالی
ہر اک آئینہ میں ان کا ہی جلوہ اب مقابل ہے۔

جانانہ
ترے سینے سے دل جاتا رہا اب سوئے جاناں تا
تمنائے جہاں کیا ہے اسے جو خود ہی بے دل ہے۔

اگر دل ہے تو ان کا ہے وہ رہتے ہیں یہ جن کا ہے
وہی منزل وہی نازل وہی اب عینِ منزل ہے۔

ذرا انزال کو سمجھو تو پھر ارسال بھی سمجھو
وہی منزل وہی منزل وہی ترسیل بھی مرسل ہے۔

مجھ کو چھوڑ دے تو میں کہیں کا نہ رہوں سکتا

میں اتنا ہی ناکارہ ہوں کہ جتنا ہی تو کامل ہے۔

—

خراب اور خوار ہوں خستہ ہوں جو بھی ہوں تمہارا ہوں

تمہاری اک نظر ہو تو وہ قابل ہے وہ کامل ہے۔

—

مجھے امید ہے تم سے مری اب عید ہے تم سے

تمہاری دید ہی کا اک کنارہ ہے یا ساحل ہے۔

—

بڑی مدت سے در پر ہی کھڑا ہوں کچھ کرم کیجے

نہیں دیکھو جو کرنا ہے تمہارے در کا سائل ہے۔

—

اگر دو یا نہ دو مرضی تمہاری تم تو مالک ہو

مگر اس آستانے سے نہ جائے گا وہ سائل ہے۔

—

کوئی آتا تو تم سے مانگتا ہے اپنے مطلب کو

وہ عاشق ہے نہیں لینے کو دینے کو بنے سائل ہے۔

—

کوئی اب قابلیت مجھ میں باقی ہی نہیں آتا

توسط کے نوری پیا بس ایک قابل ہے۔

—

اسی کے واسطے سے کچھ مری اب سن بھی لے مولا۔

تو بولے آ کر آ یہ بات بس سننے کے قابل ہے۔

—

(۶۰)

اے بندۂ مومن تو اک کام یہاں کر دے
بس خود کو نہاں کر دے اور ان کو عیاں کر دے

تب دیکھنا دکھتا سب اک ہو کے نظر آئے
توحید خداوندی کچھ یوں ہی بیاں کر دے

ایمان کی قوت سے وعدے جو خدا کے ہیں
سب دیکھیں وہاں جا کر تو ان کو یہاں کر دے

جو فکر ہے دنیا کی کر فکر وہ عقبیٰ کی
جو کچھ کہ یہاں رکھا اس کو تو وہاں کر دے

اس عالم فانی میں کیا نام کوئی چاہے
اب ان کے لئے خود کو بے نام و نشاں کر دے

ہے رنج والم میں تو اس عالم فانی کے
تو ان کے لئے خود کو اب محو فغاں کر دے

غفلت کی یہ آوازیں کب تک ترے کانوں میں
اب فاش ذرا تو ہی خود راز اذاں کر دے

کیوں فکر جہاں میں یوں بے تاب و تواں ہے تو
اب قوت ایماں سے تو خود کو جواں کر دے

عالم ہے پریشاں اور حیران جہاں بھر میں
ایمان سے عالم میں تو امن و اماں کر دے

تو سب سے جدا ہو کر راضی بہ رضا ہو کر
خود سے نہیں مولا سے آباد جہاں کر دے

یہ سانس جو چلتی ہے تو جان پگھلتی ہے
اللہ کو اندر اور باہر تو رواں کر دے

ہر آن ہر اک لحظہ تو ذکر ہی کرتا جا
آجائے بہار ان سے تو رنج خزاں کر دے

اسلام کے ایمان کے احسان کے تقوے کے
توحید کے احکام اور آثار رواں کر دے

وحدت کی شراب ایسی ساقی نے پلا ہی دی
اب اپنی نگاہوں سے بے تاب و تواں کر دے

ہر منزلِ سلک میں تو آگے ہی بڑھتا جا
جو چال رواں تیری ہو اس کو رواں کر دے

تو آگے ہی بڑھتا جا پرواز ہی کرتا جا
طیران کی منزل میں خود کو تو پراں کر دے

جائے جو کوئی جائے آئے جو کوئی آئے
تو ترک برائے حق اب کون و مکاں کر دے

تو اس کے لئے مٹ جا اور اس کا گدا بن جا
وہ چاہے تو پھر تجھ کو بس شاہِ زماں کر دے

جو کچھ بھی کیا بس ہے اب تک جو کیا بس ہے
اب ترکِ معاصی تو سب خرد و کلاں کر دے

تو سب سے بڑا عاصی کیسے ہو خدا راضی
اب زندگی یہ ساری مصروفِ فغاں کر دے

کیوں رہ گیا سوئے میں اور زندگی کھونے میں
جو رہ گئی ہے سوچے میں ہر لحظہ واں کر دے

جو پاس ہے اب تیرے یا ساتھ ہے اب تیرے
ان کے ہی حوالے سب بے شک و گماں کر دے

ہر ایک کے دل میں تھا ہر طور سے گھر کرتا
اب اس کے ہی دل میں تو بس ایک مکاں کر دے

تو عینِ وجودی ہے گرچہ کہ تو قیدی ہے
جولاں گہِ عالم میں خود کو بھی رواں کر دے

ہو کر تو فنا خود سے پالے تو بقا اس سے
بے قید زماں کر دے بے قید مکاں کر دے

پھر تیری وہ منزل ہے تو وہ ہے تو وہ تو ہے
اُن کو تو یہاں کر دے خود کو تو وہاں کر دے

آ تری منزل میں ایک نور ہے نوری ہے
اس نورِ نہاں کو تو نوری سے عیاں کر دے

(91)

جو یہ کون و مکاں سارا سامان تمہارا ہے
ہم ہوں تو عجب کیا ہے دشمن بھی تمہارا ہے

آکاش میں دھرتی میں اجرام کی بھرتی میں
ہر بیتی میں رتی میں فیضان تمہارا ہے

اس عالمِ مثلی میں اس عالمِ علوی میں
کہنے کو ہمارا ہے سمجھو تو تمہارا ہے

میرا میں کوئی اکڑا تیرا میں کوئی جھگڑا
میں تو میں کوئی بگڑا بس یوں ہی گذارا ہے

غفلت کی یہ باتیں ہیں سمجھو تو یہ گھاتیں ہیں
میں ہے نہ کوئی تو ہے بس ھُو کا نظارہ ہے

جو آئے ہیں جائیں گے پھر لوٹ نہ آئیں گے
نہ تختِ سلیماں ہے نہ جمشید نہ دارا ہے

اس بحرِ خلائق میں ہر آن تلاطم ہے
ہے خلق میں طغیانی خالق ہی کنارا ہے

قسمت بھی بدل جائے بگڑی مری بن جائے
اب سنبھالیا گر تیرا بس ایک اشارا ہے

سب چھوڑ بھی دیں مجھ کو گر توڑ بھی دیں مجھ کو
کچھ بھی نہیں بگڑے گا گر تیرا سہارا ہے

کیا بچھو کو کمی بتلا سب تیرے ہیں تو مولیٰ
اپنا بھی نہیں اپنا تو ایک ہمارا ہے

غیروں نے تو چھوڑا ہے اپنوں کا بھی چھوڑا ہے
دکھ درد کا دریا ہے ساحل نہ کنارا ہے

یہ جسم بھی اب مجھ کو ہر طرح ستاتا ہے
تم چاہو تو اچھا ہو بیمار تمہارا ہے

مخلوق یہی چاہتی میں اس کو بھی کچھ چاہوں
ان میں سے کسی کو بھی کیا میں نے پکارا ہے

تم نے تو مری ہر دم ہر بات سنی مولا
جس وقت دکھا دل ہے اور تم کو پکارا ہے

تجھ کو کوئی سنتا ہے یا کوئی نہیں سنتا
میں تیرا ہر آہٹ میں سنتا ہوں نقارا ہے

آواز کو ہر جا میں اک وعظ سمجھتا ہوں
یا اس میں ندارت ہے یا اس میں بشارا ہے

قدرت ہے تو حق کی ہے قوت ہے تو حق کی ہے
جو ماسوائے حق ہے بے بس ہے بچارا ہے

جو حق کا نہیں ہوتا وہ اپنا کہاں ہوتا
جو ان کا ہے وہ اپنا ہر طور پیارا ہے

پلکوں کو بچھاؤں میں آنکھوں میں بساؤں میں
جو حق کا پیارا ہے آنکھوں کا وہ تارا ہے

اب بھیک بھی مولا سے مانگیں گے تو یوں مانگیں
وہ دے جو محمد کا صدقہ ہے اتارا ہے

اب تک تو پلے یوں ہی امید ہے ہو یوں ہی
یعنے کہ محمدؐ کے صدقے میں گذارا ہے

لولاک لما کہہ کر حق نے یہ بتایا ہے
۲ ان کے ہی لئے سارے عالم کو سنوارا ہے۔

جن کو بھی پکارا ہے ناموں سے پکارا ہے
۲ اوصافِ حمیدہ سے بس تجھ کو پکارا ہے۔

ہے خلق پہ حق فائز اور خلق یہ تم فائز
وہ تختِ خدائی ہے یہ تخت تمہارا ہے۔

ان کو بھی سمجھتا ہوں خود کو بھی سمجھتا ہوں
۲ ہر نفع تمہارا ہے اور اپنا خسارا ہے۔

تم توڑ بھی سکتے ہو اور جوڑ بھی سکتے ہو
۲ کیا اس کو بھی توڑو گے جو بندہ تمہارا ہے۔

ہر آن و ہر اک لحظہ تم سے ہی ہے یہ زندہ
۲ محتاجِ محض بندہ ہر بار تمہارا ہے۔

مت دیکھ عمل میرے قابل یہ ہیں کب تیرے
۲ اک بندۂ بے کس یہ سرکار تمہارا ہے۔

سو بار برا ہوں میں اک بار بھلا کر دو
۲ میں در کا بھکاری ہوں دربار تمہارا ہے۔

یہ جسم تمہارا ہے یہ دل بھی تمہارا ہے
یہ جان تمہاری ہے گھر بار تمہارا ہے۔

اک گھر مرا کیا گھر ہے ہر گھر کا سر و ساماں
۲ چھوٹے سے بڑے تک کا دربار تمہارا ہے۔

یہ ارض و سما کیا ہے یہ کون و مکاں کیا ہے
۲ مختار ہو مالک ہو جو بھی ہے تمہارا ہے۔

یہ عالمِ ظاہر کیا وہ عالمِ باطن کیا
۲ ہے نام کا اک دھوکا فی الواقع تمہارا ہے۔

احباب نے پوچھا تھا آخر میں کہا کیا تھا
۲ تو بولے مرا بھی تو اس کو ہی پکارا ہے۔

بس خاطرِ مولیٰ ہے مرتے ہوئے بولا ہے۔
۲ تم راضی اگر ہو تو مرنا بھی گوارا ہے۔

لوگوں نے کہا اس میں کیا خاک بھلائی تھی
مگر اس کو پکارا بھی کیا خاک پکارا ہے

ہر گز نہ یہ بہتر تھا پتھر سے بھی بدتر تھا
تو بولے وہ جو بھی تھا جیسا تھا ہمارا ہے

مرتے ہوئے بھی اس نے کب مجھ کو بھلایا تھا
مجھ سے تھا پیار اس کو وہ میرا پیارا ہے

لوگوں نے نہ سمجھا تھا جب ہی تو ستایا تھا
جو اس پہ مصیبت ہو کب ہم کو گوارا ہے

وہ دیکھتا تھا ہم کو ہم دیکھتے تھے اس کو
بس ترچھی نگاہوں سے دونوں کا نظارا ہے

کچھ کام بھی آتے تھے کچھ تھے جو ستاتے تھے
بازی تھی اسی کو بس جیتا بھی ہے ہارا ہے

نوری کے توسط سے اس نے یہ سنی میری
اور بولے کہ اے آمی (جان) اب تو ہمارا ہے

(۶۲)

تمہاری راہ کی تخریب بھی تعمیر ہوتی ہے
یقیناً ہو کے رہتی ہے مگر تاخیر ہوتی ہے

تری ہر بات بابا گر خدائی بات ہو جائے
بتاؤں کیا اثر ہوتا ہے کیا تاثیر ہوتی ہے

جگر ہل جاتے ہیں اور دل دہل جاتے ہیں باتوں سے
خدا کے ساتھ ہو کر جب تری تقریر ہوتی ہے

بظاہر کان تک تقریر کا سامان ہوتا ہے
اسی آن دل کی دنیا میں عجب تنویر ہوتی ہے

کوئی اک مرتبہ بھولے سے بھی گر تجھ کو سن لے گا
ہر اک سے پوچھتا ہوگا کدھر تقریر ہوتی ہے

بظاہر لفظ ہوتے ہیں حقیقت اور ہوتی ہے
یہی بس تیر ہوتے ہیں یہی شمشیر ہوتی ہے

اثر کہنے میں ہوتا ہے تو پھر لکھنے میں بھی ہوتا
مگر قاری الگ ہوتا الگ تحریر ہوتی ہے

سمجھا ہو کو یوں سمجھو کتابت کو بھی کاتب کو
وہ صورت بندگی کی اور یہ تصویر ہوتی ہے۔

—

بتاؤں کیا نہ ہوگا ساتھ تیرے جب خدا ہوگا
بھلا تدبیر کیا شئی ہے کہ جب تقدیر ہوتی ہے۔

—

وہی ہوتا ہے جو تقدیر میں لکھا ہوا ہوتا
تو پھر کوشش وہی کیا کس لئے تدبیر ہوتی ہے۔

—

سمجھ کاتب کو اور اس کی کتابت کو ذرا اس جا
سمجھ لکھنے سے پہلے ذہن میں تقدیر ہوتی ہے۔

—

قلم مجبور ہے داخل میں داخل ہو نہیں سکتا
قلم خارج میں آتا ہے کہ جب تحریر ہوتی ہے۔

—

قلم مجبور بھی کچھ ہے تو پھر مختار بھی کچھ ہے
محض مجبورِ مطلق سے کہاں تدبیر ہوتی ہے۔

—

سمجھ کاتب خدا ہے اور کتابت ماسوا اللہ ہے
قلم انسان کی نسبت تو پھر تحریر ہوتی ہے

—

سمجھ مابین کاتب اور کتابت چار باتیں ہیں
اک اندر تین باہر جب کبھی تحریر ہوتی ہے۔

—

ادھو کو علم ادھو کاغذ قلم ہے اور سیاہی ہے
کبھی توہین ان کی اور کبھی توقیر ہوتی ہے۔

—

کبھی ہے جہل کاتب کا کبھی سامانِ خارج کا
یہ چاروں نسبتیں رہتی ہیں جب تحریر ہوتی ہے۔

—

برائی تری جانب سے بھلائی حق کی جانب سے
تو اپنے کو بتا جب بھی کوئی تدبیر ہوتی ہے۔

—

برے سے جو بھی ہوگا وہ برا ہوگا سمجھ بابا
جو ہے خیر محض اس سے بھلی تدبیر ہوتی ہے۔

—

بڑائی خلق میں کب ہے بڑا ہے تو خدا ہی ہے
اذانوں اور نمازوں میں یہی تکبیر ہوتی ہے

—

میں قرآں کھولتا ہوں تو خدا کچھ کھول دیتا ہے
خدا جانے میں کیا ہوتا ہوں جب تفکیر ہوتی ہے۔

—

برائی تم سے ہوتی ہے مگر خالق کی جانب سے
برائی تم سے ہوتی ہے جب تدبیر ہوتی ہے۔

اسی کو سامنے رکھتا ہوں محفل میں جب آتا ہوں
میں خود سے کچھ نہیں کہتا ہوں جب تفسیر ہوتی ہے۔

کوئی مجھ کو سمجھتا ہے کوئی اس کو سمجھتا ہے
انہیں دو رنگیوں میں اب مری تشہیر ہوتی ہے۔

بھلا بولوں تو سمجھو مجھ پہ اس کا فضل قائم ہے
بشر ہوں اور بڑا ہوں اس لئے تقصیر ہوتی ہے۔

یہ دنیا خواب ہے بابا ذرا ہوشیار تو ہو جا
جزا ہو یا سزا بن کر وہاں تعبیر ہوتی ہے۔

تجھے بیدار کرنے کو نبی ہیں اور ولی بھی ہیں
اسی مقصد کی خاطر رات دن تذکیر ہوتی ہے۔

کوئی دنیا کوئی عقبیٰ کوئی مولیٰ کا طالب ہے
یہی تحنیث اور تانیث اور تذکیر ہوتی ہے۔

جہاں کو دیکھتا ہوں تو محض رنجیدہ ہوتا ہے
توجہ خلق کی ہر اک کو دامن گیر ہوتی ہے۔

ترے الطاف سب پر عام ہیں تو سب کو چاہتا ہے
تری غفلت کی جو ہے کافری دل گیر ہوتی ہے

ہر اک ذرہ ہے شیریں معرفت کا دفتر عالی
سمجھ ہی لیتا ہوں تعریف یا تنکیر ہوتی ہے۔

کسے بولوں کہ حالت کیا ہے اب سمجھے بھی کیا کوئی
بظاہر درد ہوتا ہے کوئی تسخیر ہوتی ہے۔

حرارت غیر طبعی ہے مگر پھر بھی مؤثر ہے
اسی خاطر طبیعت میں مری تسخیر ہوتی ہے۔

دوا کیا کر سکے کوئی طبیبو راہ لو اپنی
مرے باطن سے اب ظاہر میں کچھ تاثیر ہوتی ہے۔

میں روتا ہوں تڑپتا ہوں پریشان حال ہوتا ہوں
مجھے اک مسکراہٹ ان کی بس اکسیر ہوتی ہے۔

کبھی وہ مسکرا دیتے کبھی خاموش ہو جاتے
یوں ہی ہوتی نذارت اور یوں ہی تبشیر ہوتی ہے۔

سمجھ میں آگیا اپنا نہیں جو بھی ہے ان کا ہے
حوالے ان کے کرتا ہوں اگر تطہیر ہوتی ہے۔

امیں ہوں یا ہوں خائن تم سمجھ لو تم سے کیا مجھ کو
مجھے عزت ہے تم سے خود سے بس تحقیر ہوتی ہے۔

خدا کا ہو گیا جو ہے خدائی اس کی ہوتی ہے
یہی ہے راز پنہانی یہی تسخیر ہوتی ہے۔

تجھے ایمان ہے لانا تو پھر کچھ کفر بھی کرنا
یہی توحید ہے جو حاصل تکفیر ہوتی ہے۔

ہر اک فیضان کا کفران کر تو ایک ہونے تک
اسی اک نور تک جا جس سے جبہ ہر تنویر ہوتی ہے۔

مٹا آمر تو نوری ہے رہا نوری تو احمد ہے
(دکھا) ملا احمد تو واحد ہے یہی تفسیر ہوتی ہے۔

(۶۳)

اسرے عمل کا نہ معلوم کیا صلہ ہوگا۔ جہنمی بھی کوئی مجھ سے کیا برا ہوگا
عمل پہ کچھ نہیں دارومدار رحمت کا۔ تمہارے فضل و کرم سے مرا بھلا ہوگا
عمل سے زندگی بنتی بھی ہے بگڑتی بھی۔ برا عمل بھی کرم سے ترے بھلا ہوگا
ملا جو کچھ ہے وہ ان کے کرم کا صدقہ ہے۔ وگرنہ (ہم جیسے) فقیروں کا حال کیا ہوگا
زمیں بنائی تو لاکھوں کرم کئے اس نے۔ بتاؤ آج تلک اس کے کیا کیا ہوگا
دخول اس میں ہے دانہ خروج میں کھانا۔ تو دانے دانے پہ رازق نے کیا کیا ہوگا
زمیں سے آئے شجر اور شجر سے آئے ثمر۔ اگر نہ ہوں یہ شجر اور ثمر تو کیا ہوگا
زمیں سے آئیں نباتات کھائیں حیوانات۔ اُگے نہیں تو یہ حیوان جائے کیا ہوگا
بنائے اس نے ہیں حیوان بھی تری خاطر۔ نہ ہوں تو یہ ترے کھانے میں کیا مزا ہوگا
جماد اور نبات اور سارے حیوانات۔ بغیر ان کے ذرا سوچ کیا سے کیا ہوگا
زمیں کو گر وہ ہٹا لے تو تو کہاں ٹھہرے۔ قدم بھی رکھنے کا یارا مقام کیا ہوگا
زمیں سے پانی اگر سلب ہو گیا تو بتا۔ قسم خدا کی کوئی قطرہ بھی پیا ہوگا
طہارتیں تجھے حاصل بھی ہوں تو کیسی۔ جنابتوں سے کوئی غسل بھی کیا ہوگا
مدارِ زندگی ظاہر میں بس ہوا پر ہے۔ یہ رُک گئی تو کوئی لمحہ بھی جیا ہوگا
یہ چار ہیں جو عناصر خدا سے ہیں ناطر۔ بغیر ان کے ملا تو نہیں خلا ہوگا

ہر ایک جسم کے ناصر ہیں عناصر تیرے — انہیں کا حکم واثر تجھ پہ برملا ہوگا

بڑے کوئی تو ہے گر میں گھٹے کوئی کردی — انہیں سے خشکی تری کا بھی معاملہ ہوگا

یہ چاروں ہونا مگر اعتدال میں ہونا — وگرنہ حال برا ہوگا یا ترا ہوگا

انہیں سمجھ لے شریعت کو اور طریقت کو — حقیقت اور معارف میں پختہ ہوگا

کوئی بڑھے یا گھٹے یا ہٹے تو تو یہ سمجھ — بھلا نہ ہوگا یقیناً ترا برا ہوگا

بنائے اس نے نہ ہوتے یہ آسمان ستارے — بغیر حکمت کے یہ گھر کتنا بدنما ہوگا

اگر نہ ہوتا سنسر دور بین تارے جلے گا کیا وہ جو مخلوق کا دیا ہوگا

اندھیرا ہوتا اندھیری میں ٹھوکریں کھاتے — نہ رکھ سکے گا کوئی اور نہ دیکھتا ہوگا

ذرا تو خود پہ نگاہ کرکے بھی سمجھ بابا — بدل دے صورت بشری تو حال کیا ہوگا

دو انکھیں دیں ہیں مگر کام تو ہے ایک ان کا — جبیں پہ ایک نگاہ دی تو کیا برا ہوگا

ہے ناک ایک مگر دو نہیں لگائی ہیں — ذرا تو سوچ یہ دو ہوں تو کیا برا ہوگا

نہ دی ہے دم تجھے گر ایک تجھ کو دے دیگا — قسم خدا کی تو بندر سے جا ملا ہوگا

زیادتی ہو کمی ہو یا کچھ ملا ہی نہ ہو — برا نہیں ہے بھلا مان تو بھلا ہوگا

مصیبتوں پہ مصیبت جو آرہی ہے تجھے — بلاوجہ تو نہیں تو نے کچھ کیا ہوگا

اگر ہے دل ترا رنجیدہ تو سمجھ بابا — کسی کے دل کو تو بے شک دکھا دیا ہوگا

تو ماتحت سے اگر صدمہ پا رہا ہے تو — خدا کے رنج کا سامان کر دیا ہوگا

کسی کے سامنے کچھ پیر ہی دراز کرے — وہ کتنا طیش میں آئے گا جو بڑا ہوگا

بنائے دور نہیں ساتھ تیرے رہتا ہے — وہ دیکھتا ہی ہے جو تو نے کچھ کیا ہوگا

اگر تو خدمت مخلوق میں ہی داخل ہے — ادب یہ ہوگا کہ خدمت میں تو بڑا ہوگا

خدا ہو سامنے اور پیر بھی دراز کرے — مقام رب کو سمجھ لے میاں بھلا ہوگا

مقام خلق میں تعظیم ہے کھڑا ہونا — مقام حق کا ادب اس سے بھی سوا ہوگا

ادب یہی ہے خدا کا خدا کے سامنے بس — نہ ہوگا عبد جو ہوگا وہ بس خدا ہوگا

خدا سے ہوگا وہ خود سے تو کچھ نہیں ہوگا — جئے گا سب کو جلائے گا خود مرا ہوگا

دیکھے گا اور دکھائے گا اپنے مولیٰ کو — خدا سے دکھتا دکھاتا ہو خود چھپا ہوگا

جدھر وہ ہوگا ادھر کیا نہ ہوگا تم بولو — خدائی ہوگی یقیناً ادھر خدا ہوگا

جہاں میں کوئی مقام اس کو کیا پسند آتا — خدائی ہوگی اسی کی وہ با خدا ہوگا

ترا ترا بھی نہیں میں نہیں تو تو بھی نہیں — اسی کا ہوگا وہ ہوگا تو بس تیرا ہوگا

نہیں ہے کوئی سوا اس کے اب وہی وہ ہے — جو اس سے ہوگا وہ نوری پیا ہوگا

ہزار بار برائی کی میں نے کوشش کی — ترا کرم جسے بچائے وہی تو کب برا ہوگا

جہاں نے میرا ہر اک طور سے برا چاہا — خدا کے فضل سے آخر کہاں برا ہوگا

۴۵ (۶۴)

۴ تری یاد میں اب کھویا گیا ہوں مرا ہو یا تیرا پتہ ہے تو تو ہے
ملا ہو کسی کو کوئی وہ جو چاہے مگر مجھ کو اب تک ملا ہے تو تو ہے

نگاہیں مری کیا کسی پر اٹھیں گی نظر میں کوئی شے مری کیا بسے گی
یہ عالم نگاہوں سے سب چھپ گیا ہے نظر میں کوئی ہر ملا ہے تو تو ہے

۳ سنائی میں مسموع ہے ہر بات تیری خدائی میں موجود ہے ذات تیری
حقیقت میں شنوا تری ذات مولیٰ جہاں میں اگر کچھ سنا ہے تو تو ہے

نہ خواہش جہاں کی نہ اس جسم و جاں کی تمنا نہیں ہے یہاں کی وہاں کی
حقیقت میں شنوا اگر خود وہ پوچھے بتا کیا طلب ہے کہوں قسمیہ مدعا ہے تو تو ہے

۴ اگر معترض مجھ سے پوچھے کہ بابا زباں تیری کہتی ہے تو کب ہے ایسا؟
تو ہے زندگی عیش و عشرت میں کرتا بظاہر خدا پر خدا ہے تو تو ہے

کہوں تجھ کو میری بتا کیا خبر ہے قسم ہے خدا کی خدا با خبر ہے
۴ مرا جینا مرنا بقا کس لئے ہے بس اس راز سے لا پتہ ہے تو تو ہے

تری یاد ہوتی تو میں بھی نہ ہوتا تو پھر یاد کرنے میں ہے کون ہوتا
۴ جو ہے بھولتا وہ کہاں ذکر کرتا قسم ہے تری گر کیا ہے تو تو ہے

اگر ماسوا میں کوئی جینا ہوتا تو تو اپنے میت کیوں ہے کہتا
۴ ہر اک مرنے جینے میں بس یہ پتہ ہے مرا ہے تو بندہ جیا ہے تو تو ہے

اگرچہ کہ لینے میں دینے میں تو ہے مگر دیتا ہے پر تو لیتا نہیں ہے
۴ لیا ہے تو بندہ دیا ہے تو مولیٰ لیا سب نے تجھ سے دیا ہے تو تو ہے

مرا مال لیا ہے مرا جسم لیا ہے مرا دل بھی لیا ہے مری جان لیا ہے
یہ سب تیرے جلوے تو جلوہ نما ہے ہر اک شے میں ملا ہے تو تو ہے

مری زندگی کے ہر اک حلقے میں خوشی کے ہر اک نغمے میں
اگر جان بھی ہو مری نرغرے میں رگِ جاں سے میری لگا ہے تو تو ہے

مرا مال چھوٹے مرا جسم چھوٹے اعزاء بھی چھوٹیں اقارب بھی چھوٹے
۴ مجھے کیا خطر جب کہ تو ساتھ میں ہے جدا جو نہ ہو وہ خدا ہے تو تو ہے

یہ رشتے ہیں جھوٹے یہ ناتے ہیں جھوٹے حقیقت میں سب دوست و احباب جھوٹے
تری ذات سچی ترا رشتہ سچا تجھے اب کوئی آسرا ہے تو تو ہے

کوئی مجھ کو پوچھے یا نہ مجھ کو پوچھے مجھے اس کی پروا نہیں اب کسی سے
کوئی بے خبر مجھ کو کیا پوچھ لگا بصیر و خبیر اب مرا ہے تو تو ہے

میں خود بے خبر ہوں مری حالتوں سے تو واقف ہے مخلوق کی سب حدوں سے
مری ہر مصیبت میں کام آنے والا مجھے ایسا مولیٰ ملا ہے تو تو ہے۔

عدم اور قدم کا مقابل میں نقشہ رکھوں دیکھتا اور سمجھتا چلا جا
خلا ہے تو بندہ ملا ہے تو مولیٰ انہیں دو میں بس بر ملا ہے تو تو ہے

کوئی نیکیوں کی جزا پا رہا ہے بدی کی کوئی (اب) سزا پا رہا ہے
جزا اور سزا سے مجھے واسطہ کیا مری زندگی کا صلہ ہے تو تو ہے۔

بھلا کس کو بولوں برا کس کو بولوں ہر اک عمل کو کہاں تک میں تولوں
زباں گر میں کھولوں تو دو لفظ بولوں برا ہوں تو میں ہوں بھلا ہے تو تو ہے

عدم چھپنے والا قدم دیکھنے والا انہیں میں کرو تم نظر کا نظارہ
بس اتنا کہوں تم اسی سے سمجھ لو چھپا ہوں تو میں ہوں دکھا ہے تو تو ہے

ہر اک خود کو زندہ سمجھتا ہے ناداں مگر موت سے ہے پریشان حیران
مرا دین و ایماں مرا ہے یہ عرفاں مرا ہوں تو میں ہوں جیا ہے تو تو ہے

مجھے مار دے یا مجھے زندہ کر دے تباہ حال کر دے یا خوش حال کر دے
رضا بر قضا میں یہی دیکھتا ہوں مری کیا رضا ہے رضا ہے تو تو ہے۔

خدا جانے سے پوچھے رضا تیری کیا ہے بتا مجھ سے آخر تو کیا مانگتا ہے
مجھے پوچھنا کیا ہے تو جانتا ہے قسم کیا کے بولوں رضا ہے تو تو ہے۔

فنا اور بقا کی تجلی میں ہر دم ظہورِ خدا ہے سمجھ لے تو اک دم
بگڑنے میں بننے میں ہر وقت ہر دم بگڑتا ہے بندہ بنا ہے تو تو ہے۔

بہاروں کا چرچے خزاؤں کا دورہ ہر اک میں سمجھ لے خدا کا ظہورہ
ہر اک پتے پتے میں اس کا پتہ ہے سکھا ہے تو میں ہوں برا ہے تو تو ہے

تو آبادیوں میں یا ویرانیوں میں یا ہوشادیوں میں یا بربادیوں میں
بگڑنے اجڑنے میں میں ہوں ہمیشہ سنورنے میں تو ہے بنا ہے تو تو ہے۔

جوانی میں حسن و جمال آرہا ہے بڑھاپے میں کیوں پھر زوال آرہا ہے
یہ ان کی نشانی یہ تیری نشانی جوانی میں گر خوشنما ہے تو تو ہے۔

خوشی بھی سمجھ لے غمی بھی سمجھ لے یہ حزن و ملال حقیقی سمجھ لے
خوشی ان کا جلوہ غمی تیرا بلوا ادائے خدا پر فدا ہے تو تو ہے۔

کوئی جھومتا ہے کوئی اونگھتا ہے کوئی سو رہا ہے کوئی جاگتا ہے
جو اونگھے وہ سوئے جو سوئے وہ کھوئے یہ بندہ ہے بس جاگتا ہے تو تو ہے۔

کوئی جی رہا ہے کوئی مر رہا ہے خبر بھی ہے تجھ کو یہ کیا ہو رہا ہے
تو تو ہے

جو جینے میں دکھتا ہے مولیٰ ترا ہے جیا ہے تو وہ ہے مرا ہے تو تو ہے

ھُوَ کوئی بولے اَنَا کوئی بولے اَنَا اور اَنْتَ کوئی دونوں چھوڑے
مگر فی الحقیقت یہ تینوں ہی بے شک ھُوَ ہو یا اَنْتَ اَنَا ہے تو تو ہے

عروجی نزولی مراقب تو ہو کر ذرا سیر کر لے میاں عین ہو کر
اَنَا ہی ہے ھُوَ اَنْتَ اَنَا ہے اَنَا ہی ھُوَ ہے ھُوَ ہے تو تو ہے

یہ نقطے ہیں جتنے تو اوسط سمجھ لے عدم تھے عدم ہی کے ہوں گے حوالے
عدم میری ہستی قدم تیری ہستی ہر اک ابتدا انتہا ہے تو تو ہے

ہے بیمار نالاں معالج پریشاں کوئی اس سے حیراں یا انگشت بہ دنداں
ہے تاثیر تجھ میں تاثر ہے سب میں دوا ہے تو تو ہے شفا ہے تو تو ہے

ہر اک شئے یہاں کی کبھی کام کرتی کبھی ہو کے ناکام بدنام کرتی
اثر خالق شئے میں ہر وقت باقی دعا ہے تو تو ہے دوا ہے تو تو ہے

اگر کھانا کھانے میں تھی بھوک جاتی اگر پانی پینے میں تھی پیاس جاتی
تو جوع کیوں مسلسل مجھے یوں ستاتی مرے چین کی اب غذا ہے تو تو ہے

اگر نیند لاتی سکون و دوا ہی تو پھر زندگی کچھ ضرورت ہی کیا تھی
ادھر سے سلا کر ادھر کو جگا کر توانا و تازہ کیا ہے تو تو ہے

یہ شمس و قمر اور فلک بھر کے تارے چراغوں کی ضو اور منور منارے
یہ بے نور ہی ہیں حقیقت میں سارے زمین آسمان کی ضیاء ہے تو تو ہے

مری اب تو ہر دم بھنور میں ہے کشتی نہ معلوم بچتی یا خود غرق ہوتی
تو ہر آن و لحظہ مرے ساتھ رہتا مری ناؤ کا ناخدا ہے تو تو ہے

جہاں تک خدائی بسی ہے خدائی وہاں تک محمدؐ کی اب مصطفائی
اس آئینۂ مصطفائی میں ہر جا مری آنکھ میں گر بسا ہے تو تو ہے

امیدوں پہ مخلوق کا اب گذر ہے اسی واسطے گھومتی در بدر ہے
مجھے ان سے کچھ واسطہ ہی نہیں ہے مری ہر فلاح کی رجاء ہے تو تو ہے

ہر اک منزل قصد کی انتہا ہے پہنچ کر بھی آگے کو کرتا نگاہ ہے
حقیقت میں ہر انتہاء ابتداء ہے حقیقی حد منتہا ہے تو تو ہے

ترقی جہان میں کہاں ہو رہی ہے ابھی تک مکمل کہاں ہو گئی ہے
جہاں کی ترقی جہاں کو مبارک مرے واسطے ارتقاء ہے تو تو ہے

میں غیر تو کیوں یہ سب دیکھتے ہیں جو دیکھا تو پھر منہ یہ کیوں موڑتے ہیں
سمجھ لو کسی کو یہ سب ڈھونڈتے ہیں حقیقت میں بس اشتہا ہے تو تو ہے

کوئی لینے دینے تلک چاہتا ہے کوئی حسن کل اک جھلک چاہتا ہے
یہ سب بے وفا ہیں وفا طلب ہے ان میں مرے پاس بس اک وفا ہے تو تو ہے

جدھر بھی میں غیر خدا دیکھتا ہوں یقیناً میں ظلمت کدہ دیکھتا ہوں
تو گھبرا کے سوئے خدا دیکھتا ہوں۔ مرے قلب و روح کی جلا ہے تو تو ہے

کسی کو کوئی واسطہ ہے بتاتا صبا کو سناتا ہوا کو بلاتا
ہر اک واسطے میں تجھے جب ہوں پاتا ہوا ہے تو تو ہے صبا ہے تو تو ہے

کوئی مانگتا ہے ہدایت کو تیری کوئی چاہتا ہے ضلالت سے دوری
ہے تیری دھیری میں دیری بھی دوری مرے واسطے ہر عطا بس ھدیٰ ہے تو تو ہے

سوا تیرے عالم نظر آتا خالی کسی کو بھی میں نے نہ پایا ہے مالی
ہر ایک سینہ ڈالی ثمر سے ہے خالی ہرا ہے تو تو ہے بھرا ہے تو تو ہے

زمین آسمان کے تلاطم ملیں بھی یہ ارض و سماء کے خزانے ملیں بھی
مرے دل کی حیرانی ان سے بڑھے گی سکون دل و جاں غنا ہے تو تو ہے

کوئی سُر کو دیکھے کوئی تال دیکھے کوئی سوز دیکھے کوئی ساز دیکھے
توافق میں آواز اور ساز دیکھے سماع میں مری جاں غنا ہے تو تو ہے

کوئی نار بولے کوئی نور بولے یا انگور بولے کوئی حور بولے
جلالی جمالی تجلی ہے تیری حقیقت میں جلوہ نما ہے تو تو ہے

تصوف ہو یا صوفی باصفا ہو کوئی ترکیہ تصفیہ تجلیہ ہو
مصفی مزکی مجلی ہو کوئی مگر فی الحقیقت صفا ہے تو تو ہے

کوئی تختۂ غسل پر لیٹتا ہے تو بندہ ہے پورا ہی ماسوا ہے
سوا اس کے جو تھا یا ہم تم میں ہو ہے وہ جلوہ نما جا بجا ہے تو تو ہے

کوئی زندہ بیٹھا کوئی مردہ لیٹا وجود خدا دونوں کو ہے لپیٹا
اِدھر عبد دکھتا اُدھر رب ہے دکھتا وجوداً ہر اک میں ملا ہے تو تو ہے

وجوداً اِدھر بھی اُدھر بھی ہے مولیٰ مگر فرق ہے مرتبے کا
یہ سڑتا ہے مکھتا یہ بنتا سنورتا بڑا مرتبہ اور بڑا ہے تو تو ہے

سمجھ اس کو دوزخ سمجھ اس کو جنت وجوداً ہیں دونوں لوف میرے حضرت
سراسر یہ حسرت سراسر یہ فرحت سزا میں تو میں ہوں جزا ہے تو تو ہے

کوئی آری ہے یا آمر ہے کوئی کمالوں میں یکتا اگر ہے کوئی نوری
یہ سب کچھ سمجھ لو ہیں اجزائے جملہ خبر مصطفیٰ مبتدا ہے تو تو ہے

۶۵

اب زندگی میں رات دن تیرا ہی تذکرہ کروں
میرا تو کچھ نہیں رہا تجھ پہ ترا خدا کروں

تو ہی بتا کہ مالکا بے بس ہوں بے نوا ہوں میں
گر تو کرائے تو کروں ورنہ بتا میں کیا کروں

کیا میں عبادتیں کروں کیا میں ریاضتیں کروں
اب تک تو کچھ ہوا نہیں آگے کہا کروں

تجھ سے ہوا تو کیا ہوا اتنا کہوں برا ہوا
تجھ سے ہوا بھلا ہوا مجھ سے بتا میں کیا کروں

کیا میں بتاؤں ہاتھ میں قوت نہیں ہے ذات میں
غیروں کی اب ہے بخت کیا اپنا بھی کیا بھلا کروں

تجھ کو سمجھ کے باخدا کہتے ہیں سب تو کردعا
کیا منہ دکھاؤں میں تجھے کیا ہوں جو میں دعا کروں

اتنا ہی بولتا ہوں میں تو بھیجتا ہے کیوں انہیں
گر بھیجتا ہے تو انہیں کردے بھلا میں کیا کروں

ہوں میں بھکاری ذات میں رکھتا ہوں تجھ کو ساتھ میں
تجھ سے ہی مانگ مانگ کر لیتا رہوں دیا کروں

ہوں میں فقیر تو غنی تجھ سا کوئی نہیں دھنی
تیرے ہی در کی بھیک سے جیتا ہوں اور جیا کروں

ایسی نماز کیا پڑھوں جس میں ترا پتہ نہ ہو
جس میں نہ تو ملے تجھے ایسی نماز کیا کروں

~~ایسی نماز کیا~~ ہر نام کو بھلا دیا اجسام کو مٹا دیا
سب کو گدا کہا کروں رب کو خدا کہا کروں

ہو کر گدا بھی ہیں جدا ہوں میں گدا جو ہے فدا
کچھ نہ کروں تو نہ کروں لیکن خدا خدا کروں

اچھا اپنا گناہ گار ہوں ہر طرح شرمسار ہوں
منہ کیا چھپاؤں ان سے میں ایسا ہوں خود چھپا کروں

میرا کہوں تو جرم سب آئیں گے تب حساب میں
میرا یا تیرا کیوں کہوں میں بھی نہیں کہا کروں

کچھ ہیں حقوق نفس کے کچھ ہیں حقوق غیر کے
میرا یا تیرا گر کہوں دونوں کے حق کو کیا کروں

گر سب کے حق ادا کئے تو خلق کے ادا کئے
جینے تلک یہ خوش رہیں کب تک انہیں دیا کروں

حق العباد ہی میں یوں تو پھنس گیا وہ پھنس گیا
حق خدا کو چھوڑ کر کے انہیں میں کیا کروں

ترک ادا میں ہے عذاب گر ہے ادا تو ہے حساب
اک نسخہ ہے نجات کا آ تجھ کو میں عطا کروں

تیرا و میرا چھوڑ دے میں بولنا بھی چھوڑ دے
حق خود کہے گا واہ میاں کس کو سزا دیا کروں

مرنے کا خوف بھی گیا جینے کا شوق بھی گیا
خود سے فنا ہوا کروں اُن سے بقا لیا کروں

اک زندگی نئی ملی لیکن خودی نہیں ملی
ہاتھوں سے ان کے اب مجھے جو بھی ملے لیا کروں

کھانے میں پینے میں مجھے جو ذوق ہے وہ ہے کیسے
ان سے ہی کھا لیا کروں ان سے ہی پی لیا کروں

روزہ رکھا تو کیا کیا کھانے سے پینے سے رکا
شہوت سے رک کے کہہ دیا اپنی صفت فنا کروں

افطار میں وہ آگئے بولے ذرا تو کھا بھی لے
کب تک میں بھوکا پیاسا یوں تجھ کو بتا رکھا کروں

پھر رات میں اٹھا دیا اَلْاَنَ بَاشِرُوْا کہا
اور بولے کب تلک میاں تم دونوں کو جدا کروں

میں نے کہا یہ رکنا اور کرنا مرے لئے نہیں
تیرے لئے رکا کروں تیرے لئے کیا کروں

دینے پہ آگیا تو میں اس نے کہا تو سب نہ دینے
چالیس میں تو ایک دے اتنا ہی بس لیا کروں

اس کے سوا بھی دینے کا میں نے ارادہ جب کیا
مِمَّا رَزَقْنَا کہہ دیا اس میں سے کچھ لیا کروں

326

حج کے لئے ارادہ جب میں نے کیا تو کہہ دیا
تجھ پر کہاں یہ بوجھ ہے بس یوں ہی میں ملا کروں

حج کوئی کرتا بیت کا اور کوئی رب بیت کا
میرا تو گھر ہے تیرا دل اس میں ہی میں رہا کروں

میں نے کہا کہ مالکا گر تو نہ مجھ سے ہو خفا
تیرا نظارہ رات دن یوں ہی میں ہر ملا کروں

تو بولے تو جدھر بھی جا میں ہی ملوں گا جا بجا
سب سے چھپوں بھی تو چھپوں لیکن تجھے دکھا کروں

جو مانگتا ہے مانگ لے جو بھی ہے وہ سنا مجھے
اب دل میں آگیا مرے تیری دعا سنا کروں

تو بولا مالکا مرے دل میں نہیں ہوا ترے
تیری رضا کی رات دن بس ایک ہی دعا کروں

تیری الاپی راگ ہے تب سے لگی یہ آگ ہے
کوئی بجھائے کیا اسے بس یوں ہی میں جلا کروں

اک مرغ بھی جہاں میں جب مالک کے واسطے کٹا
تو کہتے چیز ہوگیا اتنا بھی نہ کیا کروں

دل کی پکار ہے یہی داروسدار ہے یہی
تیرے لئے جیا کروں تیرے لئے مرا کروں

نوری سے لے کے نور کو دیکھا تو کر لیا حضور کو
اس آئینہ میں آمر آ ہر لمحہ میں دکھا کروں

(۶۶) p

تجھ سے جو چیز ہے ملی ایسی کہیں ملی نہیں
اب زندگی ہے زندگی پہلے کی زندگی نہیں۔

آنکھوں سے پھیر کے سا قیا دل میں وہ تیر آ لگا۔
تجھ جیسی اب کسی کی بھی یہ نیم بسملی نہیں۔

وہ مئی پلائی ہے مجھے آنکھوں کو اب نہ کچھ دکھے
صورت کسی کی آج تک تیرے سوا دکھی نہیں

حسن و جمال لے کے سب ہر صورت آ رہی ہے اب
نام خدا کسی پہ اب میری نظر اٹھی نہیں

ہر بات تیری ساقیا قول خدا یا مصطفیٰ
ایسی تلی بجی ہوئی ہم نے کہیں سنی نہیں

ہر بات تیری کیا ہی دل کو میرے لگ گئی
تیرے سوا کسی کی بھی دل کو میرے لگی نہیں۔

ایسی شراب پی ہی لی جس سے خودی نہیں ابھی
مستی تو ایک رہ گئی ہستی مری رہی نہیں

ظلمت کدے میں دہر کے نوری نے شمع دی مجھے
جلتی ہے رات دن مگر اب تک ذرا (ذری) نہیں

ہر بات تیری بات ہے ہر قول تیرا قول ہے
وہ کونسی ہے بات جو تیری کہی سنی نہیں

اب تیرے ماسوا سے میں کیا اس سکوں ذرا ملتا
چوٹی کی بات بھی رہے پر رغبت دلی نہیں

دینے کو علم اب مجھے ہے کیا جو کوئی دے سکے
تیری طرف سے علم جب ملتا ہے تو کمی نہیں

خود سے تو کچھ نہیں ہوں میں تجھ سے تو کیا نہیں ہوں میں
تجھ سے ہے میری آبرو لیکن ذرا میری نہیں (ری ذری)

بن مانگے جب مجھے ملا مانگا تو کیا نہیں ملا
مخلوق سے تو آج تک جھولی مری بھری نہیں

تجھ کو جو ہو سہر گیا اس کا چمن اجڑ گیا
ساری زمین جل گئی کچھ بھی ہری بھری نہیں

ہوں لاکھ مال و دولتیں ہر طرح کی بہولتیں
کھا کر کہوں قسم تری ایسی تو ابتری نہیں

جو راہ میں تری رہا گر حال اس کا ہو تباہ
شاہوں کے بھی نصیب میں ایسی تو بہتری نہیں

معشوق کے سوا کوئی مقصد بھی دل میں آ گیا
یہ ادائے تاجری یہ کوئی عاشقی نہیں۔

پردے میں دین کے کوئی دنیا کو جو طلب کرے
اس کو لہوں میں آزری یہ تو برا ہی ہیں

عین وجود ہو گیا ماہی میں غرق ہو گیا
مرکب کے واسطے مرے خشکی نہیں تری نہیں

کس پیر کو ہو مرا مرکب بھی غرق ہو گیا
اس نے کہا کہ اب تلک تجھ سے دوئی گئی نہیں

بولا کہاں رہوں بتا اس نے کہا تو مجھ میں آ
سارا جہاں وجود ہے تیری رائی نہیں

شاعر کو داد کی طلب مجھ کو جناب کی طلب
اس لئے یاد رکھ لو تم یہ میری شاعری نہیں

اک شعر بھی لکھوں نہیں خود سے کبھی کہوں نہیں
یہ میری قائلی نہیں یہ میری کاہلی نہیں

واعظ ہے نام چاہتا خود کا مقام چاہتا
خود سے نہیں میں بولتا یہ میری واعظی نہیں

کیا میں کہوں میں کیا کروں اک لمحہ بھی نہ جی سکوں
قوت نہیں ہے ذات میں یہ میری فاعلی نہیں

کھائے کسی کا ہر گھڑی گائے کسی کا گر کوئی
اس کو سمجھ لے کافری یہ راہ شاکری نہیں

کیا شکر کر سکوں ترا آداب شکر کچھ بتا
تیرے کرائے کر سکوں مجھ کو تو آگہی نہیں

گمراہیوں میں میں رہا جو بھی کیا برا کیا
بندہ تو ہوں ترا مگر کی میں نے بندگی نہیں

مانگے بھی دیا مجھے مانگے تو بھی دیا مجھے
زندگی تو ہوئی بسر بندگی کچھ ہوئی نہیں

ان کو پکارنے لگا کرکے میں آہ اور بکا
میرے لئے مرے خدا کیا تیری غافری نہیں

تو بولے رو رہا ہے کیوں تو جو ہے میں جو ہوں ہوں
یہ جرم میری ذات کی عادت کوئی نئی نہیں

آدم کو جب بنا دیا سجدہ طلب کرا دیا
جنت میں تک بھجا دیا کی اس نے گرفتری نہیں

آدم کی ہر صفت سے سب حصہ ملے گا پھر تو بچ
گر نہ ملے تو ہے ملک ورنہ تو آدمی نہیں

سجدۂ غیر حق سمجھ ابلیس رک گیا تھا جب
توحید ہو کسی کی یہ حق کو تو یہ بھلی نہیں

وہ نیکیاں پسند نہیں جن میں ہو کبر اور منی
نحن نسبح کی بھی مطلق ندا بھلی نہیں

نیکی ہوئی تو بھول جا اپنی بدی کو گھور جا
فضل و کرم یہ بھول جا ورنہ کوئی بری نہیں

کوئی نبی ملک نہیں میرا نبی بشر نہیں
اس سے خطا ہوئی نہیں لائق ہمسری نہیں

ہر اک مرض کی ہے دوا نہ ہو دوا تو ہے دعا

وہ کونسی خطا بتا توبہ سے جو چھوٹتی نہیں

آج کو میں بتاؤں گا کیا راز ہے گناہ کا
مستغفری تری نہیں تو ان کی غافری نہیں

غافر تو ہیں ضرور وہ کیوں کر کریں ظہور وہ
شانِ طبیبی کیا دکھے بیماری گر بڑی نہیں

کتنے گناہ کر دئے پر بھی خبر کہاں کسے
کیا تیرے ساتھ رات دن یہ ان کی ساتری نہیں

مخلوق کو خدا کو بھی یوں ہی دکھاؤں دیکھ جا
بدنام اس نے کر دیا اس نے بدی کی ہی نہیں

ہے کون تجھ کو پالتا اس کو بھی اب سمجھ لے جا
دیکھی خطا تو رزق کیا بند اس کی رازقی نہیں

ایسے خدا کو چھوڑ کر جاتا ہے کیوں تو در بدر
اے بے خبر ذرا سنبھل کیا تیری غافلی نہیں

مجھ میں نہیں ہے کچھ صفت جس سے بنوں بناؤں اب
نوری کا فیض ہے تو ہے فیضانِ آمری نہیں

آمر ہے مثل آئینہ نوری پیا ہے حق نما
صورت جو تجھ میں دکھ رہی حق کی ہے یہ مری نہیں

(۶۷) شمعِ حقیقت

اس شمعۂ وحدت کا میں بن گیا پروانہ
پروا نہیں جلنے کی ایسا ہوں میں دیوانہ

تو بولے سمجھ لے بھی میں کون ہوں تو کیا ہے
تو ذاتِ حدیثانہ میں ذاتِ قدیمانہ

اک عشقِ حقیقی ہے اک عشقِ مجازی ہے
بے سمجھے قدم رکھنا بن جانا ہے دیوانہ

اس عشقِ مجازی میں عاشق کو ہیں صدمے
معشوق ہے در خانہ عاشق کا ہے ویرانہ

معشوق کا کیا جاتا عاشق ہی گذر جاتا
پوچھا بھی نہیں اس نے کیا ہو گیا دیوانہ

جو آگ لگی تھی سب عاشق میں جلی تھی بس
معشوق کہاں سمجھے عاشق کا یہ جل جانا

اس راز نہ سمجھو تم اس عشقِ حقیقی کو
معشوق مقدم ہے عاشق نے یہ کیا جانا

تم شمع کو بھی سمجھو پروانے کو بھی سمجھو
پہلے سے جلی شمع بعد آیا ہے پروانہ

عشق ان میں مقدم ہے اور تجھ میں موخر ہے
جلنا ہے تو اس کا ہے کیا جل گیا پروانہ

وہ چاہتا ہے تجھ کو تو چاہتا کب اس کو
معلوم بھی کیا اس کے اندازِ عاشقانہ

ہر منزلِ عالم میں وہ تیرا محافظ ہے
ہے ساتھ ساتھ تیرے آبادی یا ویرانہ

عالم تھا وہ جب تیرا [illegible] کا
اس بحث کو سمجھنا ہے شانِ عارفانہ

پالا تھا اس نے تجھ کو اس وقت سے سمجھ تو
کہتے ازل ہیں جس کو بے ابتدا زمانہ

باتیں بھی کی ہیں تجھ سے کہہ کر اَلَسْتُ خود نے
قرآن ہے میاں یہ کیا کر سکے بہانہ

تیری بھی گفتگو ہے قالُوا بَلیٰ سے ثابت
تو نے کہا شَہِدْنَا یہ شانِ شاہدانہ

اُس منزلِ ازل سے کی پرورش ہے اس نے
وہ شانِ عالمانہ تو حالِ جاہلانہ

آدمؑ سے لے کے اس دم تیرا ہی ہے وہ ہمدم
ہر مرتبۂ پدری ہر بارِ مادرانہ

تو صلبِ پدر میں تھا وہ تیرا محافظ تھا
خود باپ تھا کیا چاہتا شہوت کا تھا مستانہ

جس قطرہ پہ لانا تھا اس کو وہ بچاتا تھا
اس کو ہی سہاتی ہے سب شانِ حکیمانہ

اک قطرہ ادھر نکلا فوراً تو ہوا گندہ
گندے کو اٹھایا ہے باوصفِ طاہرانہ

اس رحم کے پانی میں تصویر بنانے میں
کیا کیا نہ کیا ہوگا اس شانِ خالقانہ

کیا حال ترا واں تھا ماں جانتی نہ بابا
وابستۂ حالت تھی وہ شانِ رازقانہ

تو جانتا بھی کیا تھا احسانِ خدا کیا تھا
اک منزلِ تاریکی اک جلوۂ نورانہ

ظلمت کدۂ عبدی اور شمعِ ربانی
وہ شمع تو جلتی تھی کیا تو بھی تھا پروانہ

تو کیا تھا تری ماں بھی غافل ترا بابا بھی
صورت گرِ زن تھی یا صورت مردانہ

اَحْبَبْتُ کہا کس نے تو نے یا کہا اُس نے
کیا بات کہی ظالم میں بن گیا پروانہ

دشمن تھی تری ماں بھی دشمن ترا بابا بھی
چاہت کے خلاف ان کے مولود کا ہو جانا

اس واسطے ہی اس نے پردے میں بنایا تھا
قربان تجھ پہ عالم او شانِ ساترانہ

آیا بھی تو غافل تھا ایسا کہ تو جاہل تھا
روزی کے لئے کھولی آغوشِ مادرانہ

اب تک تو بتا دے تو وہ چاہتا ہے یا تو
کیا سمجھے گا تو اُن کے الطافِ کریمانہ۔

اس عالمِ طفلی سے اس عالم
غافل رہا بچپن میں تھوکیں میں تو دیوانہ

گر اس کو پکارا ہے کس وقت پکارا ہے
مطلب کو پکارا ہے مطلب کا ہے دیوانہ

کس سال میں آیا ہے کس حال میں آیا ہے
گر اس پہ نظر کر لے ہو جائے تو فرزانہ

کشتی میں تجھے نوح کی اس نے ہی اٹھایا تھا
ہر جنگ میں آفت میں تھی شانِ حفیظانہ

تو بھول گدا اس کو [illegible] تجھ کو کہاں بھولا
ہے شانِ کریمانہ ہر حالِ مجرمانہ

جب چاہے تو آ اندر مسجد کے کھلے ہیں در
پھرتا ہے تو در در پر انداز فقیرانہ

پھر بھی وہ اذانوں میں تجھ کو ہی بلاتا ہے
آ تجھ سے ملوں میں بھی پابندِ پنجگانہ

آتا نہیں تو بولا اک بار جمعہ میں آ
اصلاح تری کر دوں میں درشانِ خطیبانہ

ہفتے میں نہیں آتا سالوں میں ہی آتا جا
عیدوں میں گلے مل لوں در حالِ رفیقانہ

یا زندگی میں ساری اک مرتبہ حج کو آ
آ گھر میں ملوں تجھ سے در صورتِ مہمانہ

پھر بھی نہیں آیا تو میں نے کہا پھر مجھ کو
آنکھوں ہی سے آنکھوں میں ملتا جا ناظرانہ

ہرگز نہ ملا مجھ سے تو میں نے کہا اس سے
آ دل میں ہی مل جاؤں دل بھی ہے مرا خانہ

اس پر بھی نہ تو آیا مجھ کو بھی نہ بلوایا
کیا اس کو ہی کہتے ہیں انداز عاشقانہ

اک مصرع کہا تو نے کیا بات کہی تو نے
اس شمعِ وحدت کا میں بن گیا پروانہ

بس میں نے کہا اپنے [illegible]
میں بندۂ بے سامان اور آپ ہیں مولانا

ان کو ہی کرم آیا تو بولے وہ کیا مصرع
اس شمعِ وحدت کا میں بن گیا پروانہ

تو بولے احد میں ہوں وحدت میں انا احمد
میں ہے تو وہ احمد ہے وہ بن گیا پروانہ

آ تجھ کو بتا دوں میں اس راہِ ہدیٰ کو میں
ہے تجھ کو خدا ملنا گر چہ ہے تو دیوانہ

نوری میں فنا ہو کر احمد میں فنا ہونا
وہ ہوگا فنا فی اللہ یہ چالِ سالکانہ

بس اتنا ہی کر لینا اور ان سے ہی مل لینا
آ مر تو مزے لے گا در حالِ عاشقانہ۔

مصیبت بھی تری خاطر مجھے راحت ہی ہوتی ہے
مگر راحت بھی تیرے غیر سے آفت ہی ہوتی ہے

کبھی میں رنج میں رہتا اگر تو یاد آتا
اگرچہ رنج ہوتا ہے مگر زحمت ہی ہوتی ہے

خدا کے واسطے جب میں ذلیل و خوار ہوتا ہوں
کوئی کچھ بول لے لیکن مری عزت ہی ہوتی ہے۔

میں جتنا راہِ حق میں چھپتا جاتا مٹتا جاتا ہوں
مگر ہر آن رحمت ہی رحمت ہی ہوتی ہے

میں ان کے واسطے سب کو ہٹاتا دور کرتا ہوں
مری ہر طور سے ہر دل میں اب رغبت ہی ہوتی ہے

مزین ہو کے دنیا سامنے ہر وقت آتی ہے
مجھے رغبت تو کیا ہوتی مگر نفرت ہی ہوتی ہے

جہاں کی زینتیں آتی ہیں پردہ بن کے جب حق کا
مجھے ان زینتوں سے مطلقاً وحشت ہی ہوتی ہے۔

جہاں بھی جا رہا ہوں ان کی خاطر جا رہا ہوں میں
مری ہر سمت میں اک شان اور شوکت ہی ہوتی ہے

خدا کے واسطے مخلوق سے ملتا ملاتا ہوں
حقیقت میں مری فرقت نہیں فرقت ہی ہوتی ہے۔

خدا کے واسطے لڑتا ہوں اور ان سے بگڑتا ہوں
مگر ان کے دلوں میں اب مری چاہت ہی ہوتی ہے

بظاہر چھوڑ دیتے ہیں یا رشتہ توڑ دیتے ہیں
مگر حق سے مری ہر سمت نفرت ہی ہوتی ہے

تمہارے غیر سے ہر وقت نیا صدمہ ہی ہوتا ہے
تمہارے ساتھ ہوتا ہوں تو بس رحمت ہی ہوتی ہے۔

رہِ حق میں بھی جب خلق آ رہی ہے تو مصیبت ہے
تمہارے فضل سے بچتے مگر زحمت ہی ہوتی ہے۔

جہاں کی آفتوں میں ہر گھڑی میں غور کرتا ہوں
ہر اک آفت میں داخل آپ کی رافت ہی ہوتی ہے

ہر اک حالت میں رحمت اور نفرت ساتھ ہوتی ہے
سنی ہو یا سنائی ہو سبھی حالت ہی ہوتی ہے

بنا کر اپنا کا آئینہ مخلوق کو دیکھو
ہر اک شئی میں اسی کی دلکش صورت ہی ہوتی ہے

وجودِ حق کا جب تم کو پتہ لگ جائے تو سمجھو
ہر اک شئی میں خدا کی ہر گھڑی وصلت ہی ہوتی ہے۔

جو ناممکن ہے اس کو آ ادھر تو کر سکے ممکن
مگر آنے میں تیرے رات دن حرکت ہی ہوتی ہے

تو صورت کو بدلنا چاہتا ہے غیر ممکن ہے
بگڑنے اور بننے میں محض سیرت ہی ہوتی ہے

بنا کر صورتِ انسان کو حق نے پھینک ڈالا ہے
ردِ دنیا کی زد میں بس یہی صورت ہی ہوتی ہے

جو مستی ہے وہ صورت نہیں سیرت ہی تیری

شرافت صورۃً کچھ بھی نہیں سیرت ہی ہوتی ہے

طلب حق کی اگر پیدا کسی صورت کی ہو جائے

مذکر ہے اگرچہ صورۃً عورت ہی ہوتی ہے

خدا کو چھوڑ کر ساری خدائی کو کما لے بھی

حقیقت میں تری حالت پہ اک حسرت ہی ہوتی ہے۔

اگر دولت مجھے آتی ہے تو میں تنگ ہوتا ہوں

نکلتی ہے [illegible]

خودی کو اور خدا کو نہ سمجھ کر لاکھ بھی سمجھے

یہ عقل و حکمت و دانش نہیں غفلت ہی ہوتی ہے

خدا والوں نے کیا رکھا لٹا دی زندگی ساری

بظاہر دیکھنے میں عیش اور عشرت ہی ہوتی ہے

وہ راہب بھی نہیں ہوتے زن و فرزند بھی رکھتے

توجہ اور ہوتی ظاہراً شہوت ہی ہوتی ہے۔

جمالی شان اس کی دیکھتے ہیں زن کی صورت میں

مگر پہلو میں ان کے ظاہراً عورت ہی ہوتی ہے

شہود حق میں جب گھلتے ہیں تو وہ گھورتے بھی ہیں

نگاہوں کے مقابل کیا کریں صورت ہی ہوتی ہے۔

جسے بھی چاہتے ہیں وہ اسی کے واسطے چاہتے

نہ یہ صورت طلب ہوتی نہ یہ صورت ہی ہوتی ہے

پہنتے بھی ہیں کھاتے بھی ہیں پیتے بھی ہیں وہ سب کچھ

کسی میں دل نہیں ہوتا عجب حالت ہی ہوتی ہے۔

جہاں والے بھی اُن جیسی ہی سب کچھ زندگی کرتے

نہ یہ چاہت ہی ہوتی اور نہ یہ خصلت ہی ہوتی ہے

یہ مت سمجھو سمجھ دینا سے کچھ وسعت ملی بھی ہے

یہ آتی ہے تو جانے تک بڑی زحمت ہی ہوتی ہے۔

نکل جاتی ہے تو ایسے کہ جیسے میل نکلا ہے

طبیعت ہلکی ہوتی ہے اور اک فرحت ہی ہوتی ہے

یہ دنیا [illegible]

یہ جب بالکل نکل جاتی ہے تو فرصت ہی ہوتی ہے۔

یہ مال آتا ہے اور جاتا ہے تو اک مشق ہوتی ہے

اسی کا اس کو دینے کی مجھے عادت ہی ہوتی ہے

اگر دیتا کسی کو ہوں تو وہ قسمت کا لیتا ہے

مری قسمت کا کیا جاتا مگر برکت ہی ہوتی ہے۔

مری تبلیغ کیا ہوتی تو وہ قسمت کا لیتا ہے

مری قسمت کا کیا جاتا مگر برکت ہی ہوتی ہے۔

مری تبلیغ کیا ہوتی ہدایت حق سے ہوتی ہے

مری تبلیغ بیٹھے بٹھائے مفت میں مدحت ہی ہوتی ہے

خدا کے واسطے گزرے جو [illegible]

قسم کھا کر کہوں [illegible]

مثال شمع و پروانہ جل جل کے روشنی سب کو دیتے ہیں
کیوں کہ زندگی ان کی محض دعوت ہی ہوتی ہے

مقابل میں کوئی ان کی کرے نقالی بھی آکر
ہدایت تو نہیں ہوتی مگر نوت ہی ہوتی ہے۔

کوئی ہیں اہل حق اور کوئی ہیں باطل کے دلدادہ
اسے ادھر رغبت ہی ہوتی اور ادھر نفرت ہی ہوتی ہے۔

کوئی اپنے [illegible] راہ [illegible]

اسے مطلوب کچھ ہوتا نہیں سروت ہی ہوتی ہے

ترے ہی واسطے مولیٰ مٹا ہوں تو مرا ہو جا
سوا تیرے جدھر جاؤں اُدھر آفت ہی ہوتی ہے۔

[illegible]

بڑی مشکل سے نوری ہاتھ آیا تو خدا آیا
اسی سے جو ملے آسودہ بس دولت ہی ہوتی ہے

[illegible]

کسی کا عین حق ہونا حقیقت اس کو کہتے ہیں
جو ہے اس کو ہی ہے کہنا صداقت اس کو کہتے ہیں

نہیں کو گر نہیں بولے اگر ہے کو ہی ہے بولے
یہی ہے دین صادق اور وحدت اس کو کہتے ہیں

اگر ہے کو نہیں بولے نہیں کو پھر جو ہے بولے
تو اس کو کفر کہتے اور شراکت اس کو کہتے ہیں

حقیقت شرک کی اور کفر کی تو جان لے بابا
نہ ہونے پر جو باتیں ہیں نزاکت اس کو کہتے ہیں

کہیں قولی کہیں فعلی کہیں منوی نجاست ہے
سمجھا بجھا جا بابا طہارت اس کو کہتے ہیں۔

سمندر دھو دیا کوزے میں میں نے تیری خاطر اب
اسی کو راہ حق کہتے شریعت اس کو کہتے ہیں

مگر منوی طہارت کا تعلق دل سے ہوتا ہے
یہ دل جس راہ میں سدھے طریقت اس کو کہتے ہیں

یہ خوف و نخم حسد خواہش یہ کبر و عجب کیا کیا ہیں
یہ دل کی ہے خرابی اور کدورت اس کو کہتے ہیں

طہارت نوح کی میں نے نو شعروں میں لکھ دی ہے
کوئی سمجھانے والا ہو ضرورت اس کو کہتے ہیں

یہاں تک میرا تیرا سب نکل کر ہو گیا اس کا
مگر میں میں تو کیا کہنا انیت اس کو کہتے ہیں

۲ انہیں پہچان لے یا باطنیت اس کو کہتے ہیں۔

۲ شریعت اور طریقت اور حقیقت معرفت یہ

بلا حاصل یہ چاروں مرتبہ عین ہدایت ہیں

۲ یہ حاصل ہوتے ہی سمجھو کرامت اس کو کہتے ہیں

۱ نبیؐ سے بس علیؑ آئے علیؑ سے سب ولی آئے

ہمیشہ سلسلہ اہل طریقت اس کو کہتے ہیں۔

خیانت اس کو کہتے ہیں امانت اس کو کہتے ہیں۔

مرا اور تیرا اہل حق بھی کہتے ہیں ضرورت پر

اضافت خلق کی حق کی اصالت اس کو کہتے ہیں

ہمیشہ حق کو حاضر اور ناظر جو سمجھتے ہیں

خودی مٹ کر خدا دکھنا شہادت اس کو کہتے ہیں۔

کو کر اللہ دیکھیں

۲ خدا کے واسطے چاہنا نہ چاہنا دونوں جائز ہیں

عداوت [illegible]

۲ تو جس کا ہے لیا اس کو چھپانا اور بتانا کیا

رذالت اس کو کہتے ہیں شرافت اس کو کہتے ہیں

لگن دل کی زیادہ خلق سے ہو گی یا خالق سے

۲ کثافت اس کو کہتے ہیں لطافت اس کو کہتے ہیں۔

۲ ترا دل بات میں حق کی اثر ہے گا یا نہ ہے گا

۲ سعادت اس کو کہتے ہیں شقاوت اس کو کہتے ہیں۔

[illegible]

[illegible] اس کو کہتے ہیں قساوت اس کو کہتے ہیں۔

نظر میں خلق رہ جائے یا اس میں حق نظر آئے

بصارت اس کو کہتے اور بصیرت اس کو کہتے ہیں

۲ خدا کے واسطے اچھوں کو بھی دے اور بروں کو بھی

سخاوت اس کو کہتے اور [illegible]

ذرا تا جابروں کو تو ہیبا تا جاہلوں کو تو

ندارت اس کو کہتے اور بشارت اس کو کہتے ہیں۔

۲ تجلی جمالی اور جلالی کا اثر کیا ہے

برودت اس کو کہتے ہیں۔ اور حرارت اس کو کہتے ہیں

۲ اک آئینہ ہے شیطانی اک آئینہ ہے رحمانی

ضلالت اس کو کہتے اور ہدایت اس کو کہتے ہیں

کوئی حق کی طلب میں ہے کسی میں حق نمائی ہے

ارادت اس کو کہتے اور مشیخت اس کو کہتے ہیں

کوئی ہے طالب مولیٰ کوئی ہے جانب بندہ

۲ طہارت اس کو کہتے ہیں اور جنابت اس کو کہتے ہیں

۲ تجلی پر کوئی الحمد کہتا اور کوئی رکتا

سخاوت اس کو کہتے اور بخالت اس کو کہتے ہیں

محامد ہیں خدا کے واسطے سارے مراتب ہیں

ستائش خود کی بر پائے حماقت آشکارا ہے

خطیب ایسا [illegible]

امامت ہو تو ایسی ہو خطابت اس کو کہتے ہیں۔

ارادت میں جو آئے وہ طلب میں حق سے رہ جائے

بلا مانگے جو ملتی ہے خلافت اس کو کہتے ہیں

خلافت ملتے ہی خود کی ستائش میں جو لگ جائے

شرافت یہ نہیں بابا رذالت اس کو کہتے ہیں۔

اگر بنتا ہے بگڑے کام کو تو مٹانا بنا

تو اہل اللہ ترقی کی علامت اس کو کہتے ہیں

چھپا دیتا ہے دانہ خاک میں خود کو مٹا دیتا

نئی اک زندگی پاتا زراعت اس کو کہتے ہیں۔

برائی خود کی جیسے منہ کی بد بو خود کو کیا آتی

کراہت خود کی جو سمجھے کراہت اس کو کہتے ہیں۔

برابر ہو نہیں سکتا برابر ہونا چاہتا ہے

[illegible]

نبوت تو نبیؐ کی تھی عبادت تو سبھی کو تھی

کہا پیچھے رہو میرے اطاعت اس کو کہتے ہیں۔

تجھے اک اتباع کا دھوکا ہے اس کے سوا کیا ہے

تجھے پیچھے چھپا دیگی امامت اس کو کہتے ہیں۔

مکانا اور زمانا تو برابر ہو نہیں سکتا

اسی میں ٹھوکریں کھانا جہالت اس کو کہتے ہیں۔

تو گر ان عادتوں کو چھوڑ دے تو تجھ سا کوئی بھی

نہ اعلیٰ ہے نہ ارذل ہے بلاغت اس کو کہتے ہیں

تجھے فطرت نے جو کچھ دے دیا تجھ کو مبارک ہو

بجا مصرف اگر ہو تو فضیلت اس کو کہتے ہیں۔

تجھے تو دیکھ لے اب تک مرے رہبر کے آگے میں

غلامانہ ادا میں ہوں سعادت اس کو کہتے ہیں

[illegible] کوئی رکھائے دین میں لا کر

یہ بغیاً بینھم ہے اور بغاوت اس کو کہتے ہیں

کوئی اس واقعہ سے خوش ہوا تو صاف یہ سمجھو

ابھی بچپن ہے اس کا اور شرارت اس کو کہتے ہیں

کوئی افسوس کرکے خود سنبھل جائے تو یہ سمجھو

حفاظت اس کو کہتے ہیں براءت اس کو کہتے ہیں

طریقت میں یہ لڑنا اور جھگڑنا کیا سمجھتا ہے

یہ بادانی سراسر ہے حماقت اس کو کہتے ہیں

خدا کو پوجنا کیا ہے اسی کو دیکھنا کیا ہے

عبادت اس کو کہتے ہیں قرابت اس کو کہتے ہیں۔

جہاں میں ذرہ ذرہ حق نما ہو حق رساں بھی ہو

فصاحت اس کو کہتے اور تلاوت اس کو کہتے ہیں

ہر اک شئی کی اس کی بقا کے لئے
قرأت اس کو کہتے ہیں اور تلاوت اس کو کہتے ہیں

یہ قرآن حق کی بابت اس کو کہتے ہیں
خدا کو جیتا کیا ہے اسی کو دیکھنا کیا ہے
عبادت اس کو کہتے ہیں ولایت اس کو کہتے ہیں۔

جہاں میں ذرہ ذرہ حق نما

خودی کو بھی حوالے کر سہولت اس کو کہتے ہیں

تری مرضی نہیں اس کی رضا میں تو فنا ہو جا
سیاست اور ریاست اور حکومت اس کو کہتے ہیں

خودی کو دور کرنے کی ہمیشہ سوچ میں رہ جا
مشقت اس کو کہتے ہیں ریاضت اس کو کہتے ہیں

تجھے آئے جہاں پر جس [illegible]

یہ ہے میدان نوری اور حمایت اس کو کہتے ہیں

—x—

348

(20)

بظاہر جی رہا ہوں فی الحقیقت مر رہا ہوں میں
مرا خود سے مگر ان سے یقیناً جی رہا ہوں میں

مجھے ہر جا نہیں دنیا ہے انہیں بیتاب دیکھا ہے
اسی باعث انہیں پر رات دن اب مر رہا ہوں میں

میں آئینہ ہوں ان کا دیکھنے والو مجھے دیکھو
یقیناً انہیا کا آئینہ ہوں حق نما ہوں میں

دکھوں میں تو چھپے مولیٰ چھپوں میں تو دکھے مولیٰ

کٹے لکڑا تو دکھتا ہے کٹے بکرا تو بکتا ہے
یہ کیوں انسان چھپتا اس کا اب دیتا پتہ ہوں میں

یہ میں کہہ کر خودی کو سامنے لاتا خدا کو خود چھپا دیتا
وہ مرنے پر چھپایا جائے گا اور خود چھپا ہوں میں

وہ چھپ کر خاک سے پھر خاک ہو کر مٹ ہی جاتا ہے
میں مر کر اور چھپ کر اور مٹ کر بر ملا ہوں میں

یہ کل احیاء کی منزل ہے کہ جس میں جی رہا ہوں میں

جہاں کی زندگی حیوانیت کے ماسوا کیا ہے
یہ مرنے اور جینے سے یقیناً بچ گیا ہوں میں۔

نہ مولیٰ ہوں کہ جیسے میں سمجھتا ہوں اسے مولا

جمادات و نباتات اور حیوانات پہ قابو ہے

اگر انسان ہوں تو فرشتوں اور خداؤں میں

فنا میری بقا اس کی ملی مجھ کو بقا اس کی

فنا ہوتے ہوئے بھی آج تک عینِ بقا ہوں میں

وہ مارے یا جلائے بس انہیں کا ہو گیا ہوں میں

یہ مت دیکھو کہ میں کیا کر رہا ہوں کیا نہ کرتا ہوں

کرائے ان کے کرتا ہوں رکائے رک گیا ہوں میں

یہ مت پوچھو میاں کب سو گئے اور کب اٹھو گے تم

اٹھائے ان کے اٹھتا ہوں سلائے سو گیا ہوں میں

مجھے اب پوچھتے ہیں آپ کیوں دکھتے نہیں کیا ہے

دکھائے ان کے دکھتا ہوں چھپائے چھپ گیا ہوں میں

نہ اپنوں نے مجھے سمجھا نہ غیروں نے مجھے دیکھا

خدا ہی جانتا ہے رہ گیا ہوں یا گیا ہوں میں

مری منزل کو منزل میں بھی رہ کر دیکھتے کب ہیں

تقاضوں میں بشر کے مل رہا ہوں دکھ رہا ہوں میں

نہیں کھانے میں پینے میں کہیں لینے میں دینے میں

نہیں رہنے میں بسنے میں انہیں جیسا دکھا ہوں میں

کوئی لیتے ہوئے خوش ہے کوئی دیتے ہوئے کچھ ہے

انہیں دونوں سے ہٹ کر دیکھ لے جو کچھ رہا ہوں میں

کوئی آتا ہے لینے کو کوئی آتا ہے دینے کو

حقیقت میں انہیں کا دین ہے ان کا گدا ہوں میں

نصیحت جب میں کرتا ہوں برا لگتا ہے سامع کو

برا لگتا ہے اسی کو سمجھتا ہوں جو مبتلا ہوں میں

بھلا خود کو سمجھنا وصف ابلیسی ہے اے بابا

ظلمنا کہہ کے آدم نے کہا تھا خود برا ہوں میں

ادائے آدمی حق کو پسند آئی گئی آخر

کہا تیرے لئے رحم و کرم پر آ گیا ہوں میں

گناہ کی اصل دیکھو یا تو نجوت ہے یا شہوت ہے

تکبّر سے کہا آدم برا ہے اور بھلا میں

نہ احساسِ گناہ اس کو نہ اقرارِ گناہ اس کو

خدا کو کب پسند آتا کہے کوئی بھلا ہوں میں۔

گناہ آدم کا شہوت سے تھا احساسِ گناہ بھی تھا

اسے توفیقِ توبہ دی کہا جب خود برا ہوں میں

اگر خودی گناہ ہے تو ہے تو برا اور خدا بھی
عزازیلی گناہ تو ہے برا اور خود بھلا ہوں میں

سمجھ اس

خدائی کا کیا دعویٰ بھلا ہوں اور برا ہوں میں

مرا ملنا یا کٹنا دونوں ان کے واسطے سب ہے
بہت آسان ہے کٹنا بہت سوں سے کٹا ہوں میں

ملوں تو ذمہ داری ہے کٹوں تو سبکساری ہے
برائے من ملا ہوں اور برائے حق کٹا ہوں میں

ہدایت ہاتھ میں اس کے ضلالت ساتھ میں میرے
حوالے اس کے سب کو کر کے اب بس چل رہا ہوں میں

مجھے امید کیا ان سے مرے مابعد کیا ہوگا
مری موجودگی میں یہ ستم جب سہہ رہا ہوں میں

میں چاہتا ہوں کہ تم سب نیک ہو کر ایک ہو جاؤ
اسی کے واسطے ہو جاؤ جس کا ہو گیا ہوں میں

خدا شاہد ہے تم سے کچھ طلب مجھ کو نہیں باقی
اسی کا ہو گیا ہوں اور اسی میں کھو گیا ہوں میں

مجھے اب رات دن سودا ہے تو ان کا ہی سودا ہے
خودی کی خود سزا ہوں اور خدا کی خود جزا ہوں میں

میں ان دونوں سے ہٹ کر ڈھونڈتا ان کی رضا ہوں میں

مرا مسلک نرالا ہے مری حسرت نرالی ہے
خدا ہی پیر خدا ہی پیر خدا ہوں میں

کوئی پوچھے طلب میں رات دن کس کی لگا ہے تو
خدا ہی کی خدا ہی کی خدا ہی کی لگا ہوں میں

خدا پوچھے مجھے لے کر کرے گا کیا بتا بابا
مرا کرنا ہی کیا ہوگا بقا تو ہے فنا ہوں میں

خدا سے مانگنے والے خدا سے مانگتا کیا ہے
خدا ہی کو خدا ہی کو خدا کو مانگتا ہوں میں

تو بولے مجھ سے مجھ کو مانگنا کیسے مناسب ہے
کیا دلہن ہی کو بولے گا مجھے خود مانگتا ہوں میں

طلب دلہن کی کرتا ہے تو دلہن سے نہیں کرتا
تو دلہن والوں سے کہتا ہے تم سے مانگتا ہوں میں

اسی طرح وہ دلہا کو طلب دلہا سے کب کرتی
سمجھ لے میرے طالب اب طریقہ دے رہا ہوں میں

خدا کو مانگنا ہے مصطفیٰ سے مانگ لے بابا
انہیں کے واسطے سے دکھ رہا ہوں مل رہا ہوں میں

محمدؐ سے اگر ملنا ہو تو ملنا علیؓ سے ہے

ملا ہوں تو علی سے ہو کے احمدؐ سے ملا ہوں میں

مگر اب تو علیؓ نے بھی کیا پردہ ہے حائل ہے
تو فیضانِ علیؓ ہی اب ولی سے دے رہا ہوں میں

خدا کو مانگنے والا تجھے کچھ بھی نہیں ملتا
محمدؐ سے جو مانگا اس کو بے شک مل چکا ہوں میں

علامہ رضؒ انگنے میں مصطفیٰؐ ۔۔۔ ۔۔۔

ولی سے مرتضیٰؓ اور مصطفیٰؐ اور مل رہا ہوں میں

ولی چابی علیؓ ہے در محمدؐ گھر خدا اندر
انہیں طور و طریقوں سے ملا جس کو ملا ہوں میں

بلا چابی کے آنا مطلقاً جائز نہیں رکھا
چابی نسبت شیخی اسی سے کھل رہا ہوں میں

سمجھ چابی ہے نوری اور قرآں قفلِ ہے اس کا
تو آ اس سے کھولے جا کھلوں گا اور کھلا ہوں میں

—x—

(۷۱) رضا بر قضا

کیا تجھ کو کمی ہوگی میرا جو خدا ہوگا
شاہد ہے بڑا ہوگا ان کا یہ گدا ہوگا

دنیا کی ضرورت کیا عقبیٰ کی بھی حاجت کیا
جب ہوگا خدا کا میں اور ان کا خدا ہوگا

جو بندہ ہوتا ہے کچھ اپنا نہ رکھا ہے
جو بھی ہے رکھا حق کی خاطر ہی رکھا ہوگا

دیتا ہو یا لیتا ہو دونوں میں بھرم رکھنا
جو بھی ہے کیا اس نے للہ کیا ہوگا۔

لڑتا ہو یا ملتا ہو تم اس سے نہ کچھ بگڑو
للہ ملا ہوگا للہ لڑا ہوگا

روتا ہوا ہنستا ہے ہنستا ہوا روتا ہے
یہ اس کا ہے دیوانہ ایسے ہی کیا ہوگا۔

جس سے بھی محبت کی للہ محبت کی
اعراض کیا بھی تو للہ کیا ہوگا۔

المختصر اب اس کا احوال سمجھ لو تم
للہ جیا ہوگا للہ مرا ہوگا

مخلوق کی کچھ اس کو پروا ہی نہیں ہوتی
اک بار جدا ہو تو سو بار جدا ہوگا

جب ذاتِ عدم میں ہے بے طوری و بے دادی
جو ہوگا سمجھ کر ہوں کچھ بھی نہ گلا ہوگا

میرے لئے ساماں سب ہے ذات قدم میں اب
کیا کیا نہ مرا ہوگا جب میرا خدا ہوگا

گر میرا خدا ہوگا حالت میں کیا ہوگی
ہر آن و ہر اک لحظہ اک حال نیا ہوگا

دیکھو نہیں اس کو تم دنیا کی نگاہوں سے
جیسا جو کوئی دیکھے ویسا ہی دکھا ہوگا

آنکھوں پہ ہر اک کی اب عینک ہے ہر اک رنگ کی
جس رنگ کی عینک ہو ویسا ہی دکھا ہوگا

نبیوں نے بھی دیکھا بندوں نے بھی دیکھا
کیا اس کو دکھا ہوگا جو ان کو دکھا ہوگا

اس کو تھا بشر دکھتا ان کو تھا نبی دکھتا
جن کو تھے نبی دکھتے حق ان کو دکھا ہوگا

اک بدنما آئینہ اک خوش نما آئینہ
صورت تو بھلی ہی ہے آئینہ برا ہوگا

صورت بھی ولی کی اب دو رخ سے دکھتی ہے
جو جس طرح دیکھے گا ویسا ہی دکھا ہوگا

اک وہ ہے جو خود میں ہے اک وہ ہے جو خدا میں ہے
بے شک یہ برا ہوگا بے شک وہ بھلا ہوگا

عالم ہے پریشانی حیرانی میں یہ کہتا
آئندہ کا کیا ہوگا کیسا ہوگا کیا ہوگا۔

میں ہنستے ہوئے کہتا جو حال ہے اب میرا
وہ ساتھ ہے جب سے کیوں میرا برا ہوگا

آنا تو میں ڈرتا ہوتا روتا ہوں لرزتا ہوں
تو چھوڑ اگر دے گا کیا حال میرا ہوگا

جو بھی ہیں مجھے چاہتے کیسے یہ مجھے چاہتے
تو نے میری چاہت کا ساماں کیا ہوگا

دیتا ہوں تو آتے ہیں لیتے ہیں تو جاتے ہیں
جو بھی ہے دیا ان کو تجھ سے ہی لیا ہوگا

دشمن بھی ہیں تو ڈرتے نزدیک نہیں آتے
تخویف کا ساماں سب تو نے ہی کیا ہوگا

گر سامنے آتے ہیں تو کاٹتے جاتے ہیں
مجھ سے کوئی کیا ڈرتا تجھ سے ہی ڈرا ہوگا

عالم بھی اگر آئے خود کو وہ بسر جائے
باتوں کو مری تو نے وہ رنگ دیا ہوگا

کیسا مزا مولا ہے کیا کہہ سکوں وہ کیا ہے
اب تک وہ مری خاطر کیا کیا نہ کیا ہوگا

اک دور تھا کوئی بھی مجھ کو نہ سمجھتا تھا
میں بھی نہ سمجھتا تھا کیا حال مرا ہوگا

جاہل تھا جہالت میں بے کار کہالت میں
اک بار بھی نام اس کا میں نے نہ لیا ہوگا۔

کیا فضل و کرم ہوگا کیا شان تری ہوگی
بے کار و بیکس کا جب ساتھ دیا ہوگا۔

ہم سے تو خدا ہی کچھ [illegible]
اک بندہ ہے کس سے ہوگا بھی تو کیا ہوگا

کچھ بھی نہ ہوا اب تک کچھ ہو بھی نہیں سکتا
اس نے ہی کیا سب کچھ اس کا ہی کیا ہوگا۔

وہ خیر محض داتا تو شر محض داتا
ہے خیر کہاں تجھ میں ہوگا تو برا ہوگا۔

جو خیر ہوا ہے وہ تیرا نہیں اس کا
تیرا تو نہیں ہوگا تجھ سے ہی ہوا ہوگا۔

رہنے سے ترے اس کا کچھ بھی نہ بھلا ہوتا
جانے سے ترے اس کا کچھ بھی نہ برا ہوگا

عالم سے دکھا دل تھا اور ان کو پکارا تھا
بولا مرے مولا اب کچھ میں نے کہا ہوگا

تو بولے کہ او بابا کچھ صبر ہی کرتا جا
اب تک تو مری خاطر کیا کیا نہ سہا ہوگا

مخلوق ستاتی ہے جب دل تیرا دکھاتی ہے
کچھ ہو یا نہ ہو تجھ کو تیرا تو خدا ہوگا۔

اس سے بھی کوئی بڑھ کر کیا میں تجھ کو بتا دوں
تو بندہ خدا کا ہوگا اور تیرا خدا ہوگا۔

(۴۱) دکھ درد میں آفت میں ہر طرح مصیبت میں
رہنا ہی ہے اس کو جو راضی بہ رضا ہوگا۔

(۴۲) تو بولا مرے آقا اتنا ہی ہوں میں اچھا
مرتا ہوں اسی خاطر راضی تو ذرا ہوگا۔

(۴۳) بولے تجھے ہمت کیا اس راہ پہ کھڑنے کی
لاکھوں میں بھی مشکل سے اک آدھ کھڑا ہوگا

(۴۴) تو بولا وہ اک بھی اب خود سے ہے کہاں کھڑا
تم نے ہی کھڑا یا ہے تو وہ بھی کھڑا ہوگا

(۴۵) میں خود نہیں کھڑ سکتا اور کچھ نہیں کر سکتا (۴۶) مرضی تری اک ہوگی میری تو نہیں ہوگی
تم چاہو تو بے شک یہ راضی بہ رضا ہوگا۔ خاموش زباں ہوگی اور دست بہ دعا ہوگا

(۴۷) مانگے بھی تو کیا مانگے چاہے بھی تو کیا چاہے (۴۸) خاموش زباں بھی ہے اور دل کا مکاں بھی ہے
ہوگا تو وہی ہوگا جو چاہے خدا ہوگا۔ مرضی سے خدا ہی کے ہر فعل ادا ہوگا۔

(۴۹) احباب نے پوچھا یہ حال خموشی کیا
کچھ بول بتا بھی دے کچھ ہم کو پتہ ہوگا

(۵۰) بولا کہ مری چاہت خود بن گئی ہے آفت
وہ چاہے گا تو اس کا تم کو بھی پتہ ہوگا

(۵۱) بولے ترا منشا کیا مرضی تری بتلا کیا
بولا مرا منشا اب منشائے خدا ہوگا

(۵۲) بولے ترا آخر کو کیا ہوگا نتیجہ اب
بولا میں نتیجہ اب جو چاہے خدا ہوگا۔

معلوم ہے ہم کو بھی جو چاہے وہی ہوتا
کچھ تو بھی بتا آخر کیا حال ترا ہوگا۔

میرا ہے تیرا ہے یہ ہاں نہ کوئی تو ہے
اس کا بھی نہیں وہ ہے ہوگا تو خدا ہوگا

بولے تری منزل کیا آگے ترا مقصد کیا
بولا یہ جو کچھ بھی ہوا ہوگا تو خدا ہوگا۔

بولے تو وصیت کر مابعد ترے کیا ہو
بولا کہ جو ہوتا ہے ہوگا تو خدا ہوگا۔

اول بھی خدا ہی تھا آخر بھی خدا ہوگا
بولا کہ جو اول تھا آخر وہ خدا ہوگا۔

بولے کہ ادھر سے تو جائے گا کدھر اب تو
آنا ہوا جانا ہو ہوگا تو خدا ہوگا۔

بولے ذرا آ کر اب نوری کے کہہ دے
کیا ہو حال ترا ہے اب کیا حال ترا ہوگا۔

بولا کہ جو ہونا ہے وہ ہو کے ہی رہتا
میں ہے نہ کوئی تو ہے جو ہے وہ ہو ہوگا۔

سیر فی الوجود

جدھر دیکھو ادھر جلوہ نما اللہ ہی اللہ ہے
زمیں اور آسماں سارا بنا اللہ ہی اللہ ہے۔

مرے ساقی نے جب پردہ دوئی کا چاک کر ڈالا
اسی دم سامنے جو آگیا اللہ ہی اللہ ہے

نہ ساقی ہے نہ ساغر ہے نہ مئی ہے اور نہ مئی خانہ
یہ اوہام جہاں فانی، بقا اللہ ہی اللہ ہے

نہ مسجد ہے نہ کعبہ ہے نہ بت ہے اور نہ بت خانہ
ہر اک صورت میں اب جلوہ نما اللہ ہی اللہ ہے

زمیں ساری سما سارے اور یہ شمس و قمر تارے
اٹھے جب نام کے پردے رہا اللہ ہی اللہ ہے۔

یہ اجسام زمیں سارے و اجرام فلک سارے
یہ سب ہیں نام کے دھوکے رہا اللہ ہی اللہ ہے

زمینی ہو سمائی ہو یا مافی البحر ماہی ہو
ہر اک میں ہر طرح سے برملا اللہ ہی اللہ ہے

جہاں کا یہ تماشا کیا یہ دکھتا کیا دکھاتا کیا
یہ سارا دیکھتا دکھتا مرا اللہ ہی اللہ ہے۔

کثافت کی لطافت کی نجاست کی نزاکت کی
ہر اک چادر کو اوڑھے آگیا اللہ ہی اللہ ہے۔

کوئی منزل ہے ظلمانی کوئی منزل ہے نورانی
ہر اک ظلمت کدہ کی خود جلا اللہ ہی اللہ ہے

دعا اللہ ہی اللہ ہے دوا اللہ ہی اللہ ہے

مریض ڈھونڈتے کیا ہو طبیب اچھے کیا ہو
دوا اللہ ہے شفا اللہ ہے

فقیرو! در بدر جاتے ہو کیوں اِدھر اُدھر آؤ
سخا اللہ ہی اللہ ہے عطا اللہ ہی اللہ ہے۔

مدار صحت و امراض کو آب و ہوا کہتے
قسم کھا کر کہوں آب و ہوا اللہ ہی اللہ ہے۔

فضا کی کیفیت کیا ہے ہوا کی ماہیت کیا ہے
فضا اللہ ہی اللہ ہے ہوا اللہ ہی اللہ ہے۔

ہر اک لینے میں دینے میں خدا ہے کیوں نہیں ملتا
دیا اللہ ہی اللہ ہے لیا اللہ ہی اللہ ہے:

دئے میں شان وحدت ہے لئے میں شان کثرت ہے
دیا اللہ لیا اللہ جزا اللہ ہی اللہ ہے۔

جہاں والو تمہیں جو کچھ ملا تم کو مبارک ہو
مجھے اب تک ملا ہے تو ملا اللہ ہی اللہ ہے

خدا کی ذات کیا ہے اور یہ ذات ما ہی کیا ہے
نہیں ہو کر ہے بندہ جو ہوا اللہ ہی اللہ ہے۔

نہیں ہو کر بھی ہونا کیا ہے بس اس کو سمجھ لینا
بس اک عدم اضافی کے سوا اللہ ہی اللہ ہے۔

یہ جسم و قلب و روح کیا ہے بشر میں ہو بہو کیا ہے
اسی صورت میں اب صورت نما اللہ ہی اللہ ہے۔

زمین میں بھی دیکھے گا اور سما میں بھی دیکھے گا وہ
مگر صورت میں انسان کی کیا اللہ ہی اللہ ہے۔

جمادات و نباتات اور حیوانوں میں سب دیکھو
مگر تصویر آدم میں سجا اللہ ہی اللہ ہے۔

موالید ثلاثہ میں اور ابعاد ثلاثہ میں
وجوداً ہر طرف میں دکھ رہا اللہ ہی اللہ ہے۔

مگر انسان کا جو مرتبہ ہے غیر کو کب ہے؟
اسی میں ہر جگہ ہر مرتبہ اللہ ہی اللہ ہے۔

ہر اک شئی واسطے تیرے مگر تو واسطے کس کے
تری اس زندگی کا مدعا اللہ ہی اللہ ہے۔

تکلم میں خطابت میں یا تعلیم و تعلم میں
ہر اک منزل میں اب ماوشما اللہ ہی اللہ ہے۔

ضمیروں کی غیابت میں خطابت میں تکلم میں
محدد میں جنس میں ہر مرتبہ اللہ ہی اللہ ہے۔

ھُوَ میں اور ھُمَا میں اور ھُمْ میں اور ھُنَّ میں بھی
ھُمَا اور ھُنَّ اَنْتَ اَنْتُمَا اللہ ہی اللہ ہے۔

اور اَنْتُمْ میں بھی اَنْتَ اَنْتُمَا اَنْتُنَّ اور نحن
تو پھر واحد تکلم میں اَنَا اللہ ہی اللہ ہے۔

ھو آفاق میں [illegible] حضوری میں آنا جانا
بس آفاق اور انفس میں رہا اللہ ہی اللہ ہے۔

تکلم میں [illegible] اور آنے میں خود آنا بتانا
تکلم [illegible] بس ھو اللہ ہی اللہ ہے۔

وجوداً بحث سب ہوتی ہے اطلاقی طریقہ پر
تو ہر ذرہ کو کہنا ہے روا اللہ ہی اللہ ہے۔

مراتب عبد و رب کے کچھ یہاں دیکھے نہیں جاتے
وجودی سیر میں شاہ و گدا اللہ ہی اللہ ہے

ظہور و غیب کی سرحد میں جب وہ سیر کرتا ہے
دکھا اللہ ہی اللہ ہے چھپا اللہ ہی اللہ ہے۔

اسی میں خیر اور شر کو مِن اللہ تجھے دیکھ لے بابا
برا کیا ہے سمجھ لے پھر بھلا اللہ ہی اللہ ہے۔

وجودِ حق سوا ذرہ برآمد ہو نہیں سکتا
وجوداً خیر و شر میں ہر ملا اللہ ہی اللہ ہے۔

وجودِ حق ہی بلائے گا وہی پھر لے کے جائے گا
ہر اک کے ساتھ آیا اور گیا اللہ ہی اللہ ہے۔

وجودِ حق ظہورِ وصفِ ناقص کو بھی شامل ہے
مرا بھی تو سمجھ لے اور جیا اللہ ہی اللہ ہے۔

یہ عورت کیا یہ بچے کیا جواں ہیں کیا یہ بوڑھے کیا
ہر اک میں ہر طرح جو کچھ رہا اللہ ہی اللہ ہے۔

یہ منزل کیا یہ مقصد کیا سفر کیا اور اقامت کیا
جو مخفی تھا وہی ظاہر ہوا اللہ ہی اللہ ہے۔

یہ لیلیٰ ہو یا مجنوں اور یہ عاشق ہو یا مزراہد
خود اپنے عشق میں خود مبتلا اللہ ہی اللہ ہے

کہاں کی جنگ ہے اور پھر کہاں کی فتح و نصرت ہے
خودی سے خود لڑا اور خود ملا اللہ ہی اللہ ہے۔

کہاں کا قتل اور قاتل کہاں مقتول اور وارث
کیا بھی مثلِ قاتل اور چھپا اللہ ہی اللہ ہے۔

شہر کر لیا ہے شر کیا ہے ہر اک میں کر نظر لیا ہے
ہرا پھولا پھلا اور خود بھرا اللہ ہی اللہ ہے۔

کھلانا ہو تو ایسا ہو پلانا ہو تو ایسا ہو
خود ہی کھانا خود ہی پانی بنا اللہ ہی اللہ ہے

کہاں مذبوح کہاں ذابح وجوداً کون ہے تابع
وجوداً دونوں میں کاٹا کٹا اللہ ہی اللہ ہے۔

جدھر دیکھو اُدھر آنا ہے یا جانا نظر آتا
بس اب اک بحر و بر میں گھومتا اللہ ہی اللہ ہے

سماعِ خوانی کے اب اسرار کچھ یوں ہی سنا دوں میں
وہی گویا وہی باجا بجا اللہ ہی اللہ ہے۔

یہاں کی کیا حقیقت ہے خبر کیا زاہد اتجھ کو
یہاں سنتا سناتا جھومتا اللہ ہی اللہ ہے۔

نہ قابو روے پر ہے اور نہ ہنسے پر جا کر ہے
وہی روتا رلاتا اور ہنسا اللہ ہی اللہ ہے۔

ہر اک چھوٹے سے لے کر ہر بڑے تک اس کا جلوہ ہے
مگر اللہ اکبر وہ بڑا اللہ ہی اللہ ہے۔

خدا دکھتا نہیں میں مگر پورا نہیں دکھتا
علی حسب مراتب جو دکھا اللہ ہی اللہ ہے۔

کہیں بالفعل ہو کر ہے کہیں ہو [illegible]
کہیں راضی کہیں بے ارتضا اللہ ہی اللہ ہے۔

کہیں پستی سے پستی میں کہیں خاصی بلندی میں
تنزل اور عروجی ارتقاء اللہ ہی اللہ ہے

کہیں منفک کہیں مدغم کہیں کچھ ہو کہیں کچھ کم
مگر پورے کا پورا مصطفیٰ اللہ ہی اللہ ہے۔

سمجھ عالم ہے معقولی وجود حق ہے محسوسی
[illegible] اللہ ہی اللہ ہے

یہ ساری کائنات حق سمجھ لو ایک جملہ ہے
خبر جس کی محمد مبتدا اللہ ہی اللہ ہے۔

وجود آسیر کرتے دور تک کیوں آلیا آخر
یہ بس تیرے لئے نوری پیا اللہ ہی اللہ ہے

۱ تیرا ساتھ رہنا مرا وضو تری یاد رہنا نماز ہے
۲ نہ کبھی رہوں گا میں بے وضو نہ قضا کبھی یہ نماز ہے۔

۱ مجھے پاک کرنے میں زاہدا اگر آب ہے تو حساب ہے
جسے آب کرتا ہے پاک وہ تو سمجھ لے بول و براز ہے
میں بغیر پانی کے کر سکوں تو جو کام پانی سے کرتا ہے۔
۲ یہ تیمم آ کے بتا دیا جو بغیر آب جواز ہے۔

مرا آب زاہد وہ ہے خدا کیا بغیر اس کے کوئی رہا
۲ ترا جو وضو ہے وہ جا سکا نہ جا سکا یہ نماز ہے
اگر آب میں یہ کمال ہے کہ نجاستوں کا زوال ہے
مجھے کیا وہ پاک نہ کر سکے مرے ساتھ بندہ نواز ہے۔

کوئی فخر کرتا ہے مال پر کسی کو ہے فخر جمال پر
مجھے فخر ہے کہ تو ساتھ ہے تری ذات پر مجھے ناز ہے
جو کسی کو فکر معاش ہے کسی کو فکر معاد اب
مجھے کیا کمی مجھے کیا نہیں مرے ساتھ بندہ نواز ہے۔

مرے دل کے حال کو کیا کوئی جو نہ مجھ سا ہے وہ سمجھ سکے
[illegible] رہا ہے مجھ سے مرے قلب میں جو گداز ہے

۲ کوئی ذات اس کے سوا نہیں یا عدم کی ہے یا قدم کی ہے
میں سراپا عجز و نیاز ہوں تو سراپا ناز ہی ناز ہے۔

کوئی بے خبر ہے یہ پوچھتا کہ سماع میں گانا بجانا کیا
۲ اسے کیا خبر مرے سوز کی اسے دکھتا جو ہے وہ ساز ہے

ہماری مار میں ہم خود بھلائے جاتے ہیں
کبھی ہنسائے کبھی خود رلائے جاتے ہیں۔

خبر نہیں ہے کہ کیا ہو رہا ہے عالم میں
فرشتوں آئیں خبر تمہاری ہر اک کو سنائے جاتے ہیں۔

مٹے ہیں خاک ہوئی تو پھر دیکھیں کیوں کر
مٹے ہوئے بھی تو ان کو دکھائے جاتے ہیں۔

کبھی بھی آنے نہ جانے کی کچھ رہی ہمت
مگر کہ کسی طرح لائے جاتے ہیں

ہمیشہ حق ہی کو ڈنکے کی چوٹ کہتے ہیں
اگرچہ تلخ ہے پر بھی بلائے جاتے ہیں۔

مصیبتوں ہی میں رہتے ہیں رات دن اب ہم
نہیں جو دیکھ لیا مسکرائے جاتے ہیں۔

ذرا سی بے رخی تم سے جو دیکھ لیتے ہیں
تڑپ کے روتے ہیں اور بلبلائے جاتے ہیں۔

تو بولے ہم ہی میاں اب سنبھالے جاتے ہیں۔

کہا جو تم نہ سنبھالو تو کون ہے ہم کو
تمہارے صدقے میں بچتے بچائے جاتے ہیں۔

قسم ہے آج تلک ہم نے جو بھی کھایا ہے
تمہارے صدقے میں کھاتے کھلائے جاتے ہیں

ہے حرام کسی کا تو حرام ہے ہے حلال کسی کا تو حلال ہے

۲ یہ خیالِ خلق حرام ہے ہے حلال اس سے جو باز ہے۔

رہا معنی وجد میں پائے کا ہے جو حال لیلیٰ کا
مرا حال لیا ہو ذرا بتا وہ ملے جو قابلِ ناز ہے

یہ حقیقتیں میں بتاؤں گا تو اُدھر سے ہٹ کے اِدھر کو آ
تجھے آج تک بھی ہے کیا پتہ یہ مقام راز و نیاز ہے۔

۳ یہاں جو بھی آ گیا بچ گیا وہ ہر اک طرح سے سنور گیا
بتو نہ آیا ان کو جبر ہی لیا یہاں یہ نصیب کس کا ہے

وہ جو گر کے حق کے لئے مٹا وہ گرا نہیں وہ مٹا نہیں
جو خدا کے واسطے جھکا وہ جھکا نہیں وہ نماز ہے۔

جو ہے خیر اس سے تو راضی ہے بتا کیوں تو شر سے بھی
۴ تری ہر ادا نے ہے دل لیا تو عجیب فتنہ طراز ہے

تری کیا صفت ہو مرے خدا تری ہر ادا پہ ہوں میں فدا
کہیں نغزوی کی ادا میں تو کہیں بن کے مشکل ایاز ہے۔

کہیں اغنیاء کی وہ ناز ہیں ہے یہ ماجرا
۲ کہیں بن کے عجز و نیاز ہے یا ادائے بندہ نواز

مجھے اک ولی سے علیؓ ملے جو علیؓ ملے تو نبیؐ ملے
جو نبیؐ ملے تو خدا ملا یہی فیضِ شاہِ حجاز ہے۔

تیرے نور میں جو میں گم ہوا میں نوری بن کے
کہا آمنا یہیں ٹھہر جا ارسلہ تو دراز ہے

گناہ ہی کرتا ہوں نیکی تو کبھی نہیں میں نے
خطا کو بھی مری نیکی بنائے جاتے ہیں۔

حقیقت نہ پڑھی ہے [illegible]

کرم سے اپنے نمازی بنائے جاتے ہیں۔

کسی نے خواب میں مجھ کو بزرگ دیکھ لیا
دکھا تو میں نہیں مجھ کو دکھائے جاتے ہیں۔

کبھی نہ بھوکا رہا اور [illegible] تک نہیں پیاسا
طلب سے پہلے کھلائے پلائے جاتے ہیں

بھی تو پالا ہیں میرے ساتھ جتنے ہیں۔
مری طرف سے دئے اور دلائے جاتے ہیں

کوئی نہ پھول کو سونگھے اگر نہ بو ہوگی
جو بو گئی تو ابھی دم پھنکائے جاتے ہیں۔

مہک تمہاری ہے مجھ میں مگر میں بدبو ہوں
تمہاری وجہ سے ملتے ملائے جاتے ہیں۔

کبھی کبھی کوئی مل جاتے ہیں تو پوچھتے ہیں
کہا کیا آپ نے چھپے چھپائے جاتے ہیں

تو کہتا ہوں کہ چھپا طالبان دنیا سے
طلب میں حق کی تو ملتے ملائے جاتے ہیں۔

خدا کے واسطے ہم کو جو دیکھنا چاہیں
انہیں تو ہر جگہ دکھتے دکھائے جاتے ہیں۔

رکے ہیں کام جہاں کے مگر ہمارے ہیں
کسی کسی نہ طرح سے کرائے جاتے ہیں۔

[illegible] کام [illegible] زمانے تک ہم سے
سنانا بند کیا تو لکھائے جاتے ہیں۔

مری زبان تھی گویا تو سب رہے خاموش
لکھا تو اپنی زبانیں ہلائے جاتے ہیں۔

زبان کا کام ہے کہنا قلم کا ہے لکھنا
یہ کیوں قلم کی حفاظت کرائے جاتے ہیں

زبان نے شور کیا اپنے کہنے کا سب میں
قلم خموش ہے پڑھتے پڑھائے جاتے ہیں۔

خموش ہوں میں مثال قلم خدا کے لئے
تو مجھ سے آج وہ لکھتے لکھائے جاتے ہیں

ہوا میں بات گئی اور ختم ہوکے رہی
حفاظتوں کے لئے اب لکھائے جاتے ہیں۔

یہاں سے بات سمجھ لو میاں ہوا کی بھی
ہوا میں جو ہیں وہ تنکے اڑائے جاتے ہیں

ہوا سے رک کے جو رہتا ہے وہ سنبھلتا ہے
ہوا سے بکتے ہوئے اب رکھائے جاتے ہیں۔

ہوا بغیر تو شعلے بھی جل نہیں سکتے
زیادتی سے بھڑکتے بجھائے جاتے ہیں۔

سمجھ لو دنیا بھی ہوتا ہے دین کی خاطر
دنیا دی سے یہ رستے بھلائے جاتے ہیں۔

کرم ہے ان کا دنیا بھی دن تو کیسے دی
انہیں کے واسطے لیتے دلائے جاتے ہیں۔

جہاں کو دکھتا جو ہے وہ ہمیں نہیں دکھتا
چھپا کے سب سے وہ جلوہ دکھائے جاتے ہیں۔

گرے ہیں ایسے کہ اٹھنا بھی ہم نہیں چاہتے
[illegible] ہاتھوں سے اب ہم اٹھائے جاتے ہیں

اگر ہیں لیٹے تو اٹھنے کی کیا طلب ہم کو
یہاں تلک کہ وہ آکر بٹھائے جاتے ہیں۔

جہاں بھی بیٹھے گے کام کیا ہے اٹھنے کا
وہ آکے ہاتھ پکڑتے اٹھائے جاتے ہیں۔

بگڑتے ہیں تو بگڑے ہوئے دیکھتے ہیں انہیں
تو کہتے ساتھ چلو ہم چلائے جاتے ہیں۔

[illegible] بیٹھے [illegible] روٹھے ہوں یا [illegible]
خودی سے کچھ نہیں ان سے کرائے جاتے ہیں

جگانا کام انہیں کا سلانا بھی ان کا
جگائے جاتے ہیں وہ پھر سلائے جاتے ہیں۔

نہ خود ہی مر سکے کوئی نہ جی سکے کوئی
انہیں کے مارے مرے اور جلائے جاتے

ہر ایک کہ گزرتا ہے تو سمجھ لو تم
ادھر سے یوں ہی ادھر کو بلائے جاتے ہیں۔

جہاں میں ہیں چین و سکوں اور کہاں ہے اطمینان
کسی طرح سے بھی یہ دن گذارے جاتے ہیں

سمجھتے لوگ ہیں ہم زندگی کے لطف میں ہیں
انہیں خبر ہے کیا جو ہم جلائے جاتے ہیں۔

نظر نگاہ میں یار ہے میرا انہیں ہیں اب اعتبار
جگر کے زخم اسی کو دکھائے جاتے ہیں

نئے وہ دیکھ لیتے ہیں تو زخم مار کر کھاتے ہیں
نئے طرح سے نئے زخم کھائے جاتے ہیں۔

مثال شمع سمجھ لو یہ زندگی ساری
جلی ہے اور اسے ہم جلائے جاتے ہیں۔

پگھل پگھل کے یہ جاتی عدم کی سرحد میں
خبر نہیں اسے کب وہ بجھائے جاتے ہیں۔

کوئی بھی شمع کو جاتا ہے تو جلاتا ہے
اسی طرح سے جلایا جلائے جاتے ہیں۔

کبھی بھی دل مرا مخلوق سے رہا ٹھنڈا
یہ اپنے ہوں یا پرائے ستائے جاتے ہیں۔

تو بولے میں تو تمہارے ساتھ ہوں مرے بابا
ستانے دے یہ کہاں تک ستائے جاتے ہیں

انہوں نے چھوڑا نہیں آج تک کسی کو بھی
مرے تو ہیں وہ کسم ہی پہلے جاتے ہیں۔

قسم بہاروں کی تم کو یہ چھوڑ کر ہر دم
ہے رنج اس کا کہ تم کو ہیں سنائے جاتے ہیں۔
حلاف کرتے ہیں اور کرائے جاتے ہیں۔

تو بولے جانے دے کس کس کا صدمہ اٹھائے گا
انہیں تو چھوڑ کے آ ہم بلائے جاتے ہیں

پلٹ کے دیکھا نہیں ہم نے بھ کو کیا نہ لیا
کرم کا دریا تجھی پر بہائے جاتے ہیں۔

مقام تیرا عدم تھا قدم سے ہم نے تجھے
سنوارا اور ہمیشہ سنوارے جاتے ہیں۔

کوئی نہ پوچھنے والا تھا تجھ کو عالم میں
ترے قدم پہ یہ سر اب جھکائے جاتے ہیں۔

ہمارے فضل و کرم کو سمجھتا جا اے بابا
تجھے جو درجہ بدرجہ چڑھائے جاتے ہیں۔

تجھی پہ فضل نہیں مختصر کیا ہم نے
رنگے گئے ہیں جو تیرے پکارے جاتے ہیں۔

جدھر بھی صورت و سیرت میں نیک آئے نظر
بغیر جانے بھی تیرے بتائے جاتے ہیں۔

وہ کام غیرت مشکل سے بھی جو ہو نہ سکا
وہی ہماری طرف سے وہ ہم اب کرائے جاتے ہیں۔

تو بولا، الکاب کچھ ہے تو ذرا بولو
تری اداؤں سے ہم خوش کرائے جاتے ہیں

بھائی
تو بولا پوچھ لے لوگوں سے وہ پتہ دے گا
ہماری قربانیاں اس میں دکھائے جاتے ہیں۔

اسی دم آ کے میں قدموں پہ گر کے رونے لگا
اٹھاتے ہیں مجھے اور مسکرائے جاتے ہیں۔

تو فتویٰ مل گیا حق کی رضا کا آپ کو
ادھر علی و نبی بھی خدا مسکرائے جاتے ہیں۔

—x—

اگر دنیا و ما فیہا ترے ہوں بھی تو کیا ہوتا
پریشاں زندگی سے ہوکے کیا آزاد ہوتا

[illegible] زندگی دنیا طلب کرنے میں کھو ڈالی
طلب کرتے ہیں عقبیٰ کے سامان کچھ کر لیا ہوتا

یہاں کا گھر بنا تا کیا یہاں کا زر جما تا کیا
یہاں سے لے کے جانے کا کوئی رستہ کیا ہوتا

جدھر دیکھو اُدھر حیران ہے انساں پریشاں ہے
[illegible] ہے اس کو ملا ہوتا

سر اسباب جہاں پر رات اور دن ہے نظر رکھتا
کم از کم مثلِ حیواں بھی تو کل کچھ بھلا ہوتا

تو کہتا ہے پریشاں بال بچوں کے لئے ہوں میں
یہ بچے اس کے بھی ہوتے پریشاں کب ہوا ہوتا

بنا تا گھر ہے تو بنیاد کو مضبوط کر تا ہے
بنایا گھر جو ٹہنی پر بتا پل کو گرا ہوتا

[illegible] ہر ذرہ کا داتا ہے
جیا ہوتا یا مرا ہوتا کام ہی میں بس لگا ہوتا

مگر تو اشرفِ عالم ہے تیرا خود ہے کیا عالم
مقابل میں بھی حیواں کے ذرا تو آگیا ہوتا۔

جس کتے کو ہر دم ہانکتے اور دور کرتے ہیں
وہ جاتا ہی نہیں در سے جو لقمہ کھا لیا ہوتا

تو کھاتا اس کا ہے اور اس کے [illegible]
سگِ درکاشی تو اک ملکہ اس کا بن گیا ہوتا

کبوتر دیکھ لے جس گھر کا کھاتا اور پیتا ہے
اسی میں رہتا ہر دم گر جیا ہوتا مرا ہوتا

جلایا دھوپ میں پر نوچ کر یا پر کو بس بس کر
[illegible] اڑ گیا ہوتا۔

ہزاروں بار اس کو پھر ڈراتا اور اڑاتا ہے
نہیں جاتا کسی کے گھر جو اس سے بھی بھلا ہوتا

بلا جانے مصیبت میں شکایت حق کی کرتا ہے
مصیبت ٹل نہیں جاتی تھی ذرا تو کچھ رکا ہوتا۔

خدا کے کام میں تیرا لگدر کچھ بھی نہیں بابا
بجائے فکر روزی [illegible]
پکا کر کھا رہا گھوڑا پکانا اس کو کب آتا
یہ انساں سے نہ ملتا تو یہ پکواں کب ملا ہوتا

جو تجھ سے ہو نہیں سکتا خدا سے کیوں نہیں ہوتا
تو گھوڑے کی صفت میں بھی ذرا حق سے ملا ہوتا

تلاشِ رزق میں جو فکر کرتا رات دن رہتا
تلاشِ یار میں اک لمحہ بھی کتنا بھلا ہوتا

ستائش خود کی سنتا ہے اسی پر پل جاتا ہے۔
بجائے خود کے اس کی حمد کرتا کیا بھلا ہوتا۔

ہر اک نعمت پہ تو شیدا مگر منعم کو کیوں بھولا
بجائے نعمتِ حق کے خدا ہی کا ہوا ہوتا

تجھے عورت کے ملنے سے بتا جب ہے سکوں ملتا
یوں ہی تو جان لے مولا سے ملتا کیا ہوا ہوتا۔

جو چاہت اب تجھے زن کی یا فرزند کی لگی رہتی
تو اس میں سے ذرا بھی اس کو چاہتا با خدا ہوتا

تجھے دنیا کمانے اور جمانے کی جو دھن رہتی
یہی تو دین میں کرتا تو کیا سے کیا ہوا ہوتا

کہیں خوش بو سے خوش ہوتا تو گل کا نام لیتا ہے
بجائے گل کے خالق کو سمجھتا تو بھلا ہوتا

ثمر کی لذتوں سے پوچھتا ہے نام پھل کا تو
اسی وقت نامِ خالق لے لیا ہوتا تو کیا ہوتا۔

کسی صنعت کو دیکھا تو کہا کس نے بنایا ہے
نہیں الحمد للہ کہہ دیا ہوتا تو کیا ہوتا

ہوا بچہ تو دیکھا اور کہا کیسا ہے پیارا ہے
اسی دم شکرِ حق کرتا بتا کتنا بھلا ہوتا

شفا حق سے ہوئی تو پھر دوا کیا اور اطبا کیا
شفا ہی کی خوشی میں سجدہ کرتے گر گیا ہوتا

اُسی سجدے میں کیفیت بھی ہوتی ذوق بھی ہوتا
ہزاروں سجدوں سے بہتر ایک سجدہ ہو گیا ہوتا۔

کسی کے سر سے سایہ اٹھ گیا تو کیوں تو گھبراتا
اٹھایا جس نے ہے وہ خود ہی سایہ بن گیا ہوتا

گیا جب باپ دنیا سے رہے بے باپ کے بچے
پسر مادر نہیں مرتے پدر جب مر گیا ہوتا

نہ ماں پالے گی تجھ کو اور نہ بابا پال سکتا ہے
پریشاں تو نہ ہوتا گر تجھے اس کا پتہ ہوتا

جسے جو رزق دینا ہے اسے دینا برابر ہے
اگر تجھ سے نہیں تو وہ کسی سے بھی دیا ہوتا

محض اک تری نسبت ہے مگر تو کچھ نہیں دیتا
بجائے چڑچڑانے کے تو ہر دم خوش ہوا ہوتا۔

سمجھتا ہے کہ تو اپنا بھی کو دیتا جاتا ہے
سوا مقسوم کے کس نے دیا ہوتا لیا ہوتا

خدا دیتا کھلاتا ہے سمجھ لیتا فدا ہوتا۔

جو لیتا ہے یا کھاتا ہے کہاں دیتا کھلاتا ہے۔
جو لیتا اور کھاتا ہے یقیناً یہ گدا ہوتا۔

میاں حق کے کھلانے کو ذرا بھی تو سمجھ لیتا
یہ زندگی میں کتنا کتنا مزا ہوتا۔

ہر اک نسبت بنی پردہ کھڑی ہے سامنے حق کے
اٹھاتا گر یہ پردہ دیکھ کر اس پر فدا ہوتا۔

بدلتی رزق کی نسبت مگر رازق کہاں بدلا
بدلتا عبد ہوتا نہ بدلتا وہ خدا ہوتا۔

فنا فی اللہ اسے کہتے بقا باللہ اسے کہتے
فنا اس کے لئے ہوتا تو پھر عین بقا ہوتا۔

فنا فی اللہ کی سرحد میں جو ہوتا ہے وہ کیا ہوتا
خدا سے سب وہ کرتا گر خودی سے خود مرا ہوتا

وہ خود کو ہر دم و ہر آن سمجھتا ہے کس وے جاں
خودی میں خود کو مردہ دیکھتا گر چہ جیا ہوتا۔

خودی کی خود نفی کرتا خدا کو ساتھ میں رکھتا
حقیقت میں وہ کچھ ہوتا مگر یہ بھی گدا ہوتا

فنا کر دے میاں خود کو فنا ہونے سے پہلے تو
بہت کچھ کر کے دیکھا دیکھ اس میں بھی تو کیا ہوتا۔

ہر اک کو خوش کیا اب تک مگر کرتا تھا خوش کس کو
اسے خوش کرنے میں مرتا بھی تو تیرا بھلا ہوتا

جہاں دعوت کی چاہے تو ہے مدعو اور خدا داعی
محض داعی کا ہونا [illegible] کیا ہوتا

جہاں کو چھوڑ دے بابا کہاں یہ لے کے جاتا ہے
کوئی بھی ساتھ کیا ہوتا اگر ہو تو خدا ہوتا۔

اسی کی دھن میں رہ جا اور اسی کا دھیان رکھتا جا
جو چاہے گا خدا ہوگا کوئی چاہے بھی کیا ہوتا۔

جہاں سے مطلقاً میں نے توجہ پھیر لی ایسی
تصور ہی نہیں اب کیا بھلا ہوتا برا ہوتا۔

بھلا ہو یا برا ہو کچھ بھی ہو اس کے لئے ہوگا
جو کچھ اس کے لئے ہوتا یقیناً وہ بھلا ہوتا۔

مجھے مرضی میں آمر اس کی اب جینا ہے یا مرنا
اسی باعث میں تھامے دامن نوری پیا ہوتا

(76)

کہیں رو کے کہیں سے ہنسے کہیں منہ دکھا کے چھپا لیا
کہیں بھیجتے ہی سدا رہے کہیں بیچ سے ہی بلا لیا

ہے جہاں کا دار و مدار تو ترے بن خزاں ہے بہار تو
کہیں منہ دکھا کے ہنسا لیا کہیں منہ چھپا کے رلا لیا

کہیں اتنی دیر تلک رہے کوئی سمجھے یا نہ سمجھ سکے
کہیں آتے ہی ہوا ہی جا یہ نہ ہو بات کا ڈر بتا لیا

مری بے کلی کی کلی رہی نہ ہی کھل سکی نہ ثمر بنی
گویا شاخ پر بھی نہ رہ سکی تو خزاں نے اس کو گرا لیا

تری شان ہی کا کمال تھا وہ کلی تھی گل کا جمال تھا
وہ چمک دمک تو تری ہی تھی جسے تو نے چاہا دکھا لیا

اسی آئینے میں تو تم ہی تھے مجھے دیکھتے ہوئے دیکھتے تھے
تھا ہمارے چین کا آئینہ ہوا کیا جو تم نے ہٹا لیا

بلا مانگنے کے جو تھا ملا یہ سمجھتے تھے ہمیں دے دیا
کیا میں نے کیا ترے مال کا جو دیا تھا اس کو اٹھا لیا

اگر قضا تو بجھانا کیا تھا بلانا کیا
یوں ہی لینے پر تھی نہ ہی شمع چین سے جل سکی تجھے کیا ملا جو بجھا لیا

ترے پاس ہر طرح ہے کمی بجھے کیا کمی تجھے کیا نہیں
مری بھول سے تجھے کیا ملے تجھے دے نے کیوں تو اٹھا لیا

میں زمین پر بھی تو بوجھ تھا تجھے لے لیا تو بھلا ہی تھا
تو کسی کی گود کی ہور کو ملا کیا تجھے جو اٹھا لیا

کہا کس سے گفتگو ہے تری تو کسے خطاب ہے کر رہا
مری ذات کیا تری ذات کیا میں نے سب دیا ہی ہے کیا لیا

تو عدم تھا میں نے وجود سے تجھے سرفراز ہے کر دیا
ترے پاس کیا ہے جو دے سکے تو نے کیا دیا میں نے کیا لیا

مرا کام دین ہی دین ہے ترا کام لین ہی لین ہے
میں نے ہر طرح سے تجھے دیا ذرا سوچ بھی میں نے کیا لیا

نہیں لمحہ بھر کے لئے بھی میں اسے گود میں بھی دیا تو کیا
نہیں والدین بنا دیا بھلا تم سے میں نے ہے کیا لیا

مرے ہاتھوں کی وہ بنائی تھی میں نے جان اپنی ہی ڈالی تھی
میں کھلاتا ہی پلاتا تھا تو نے منہ نام کما لیا

مرے فعل ہی میں ہے سب دوا تری منتوں میں ہے کیا رکھا
تجھے مستحق مرے اجر کا یہ کرم نہیں جو بنا لیا۔

ترے پاس آتیں زحمتیں مرے پاس رحمتیں تھیں
تری گود سے مری گود میں کیا برا ہوا جو اٹھا لیا

تری آنکھ [illegible]
اسے درد و دکھ سے جدا کیا مرے پاس اس کو سلا لیا

تری گفتگو تو عجیب تھی گویا جاہلی کی دلیل تھی
بڑی بات تھی کہ رضا کو بھی جو سنبھل سنبھل کے سنبھالیا

کرے کیا یہ دردی ہے صدا ترے بزم کی ہے یہی فضا
تو [illegible] اپنا بھو بنا لیا

تو جہاں بھی ہے مری نرہتا ترے ساتھ ہی ہے مرا خدا
مرے ہاتھ سے تو نکل گئے اب مرے دل میں گھر ہے بنا لیا

مرا دل تو حق کا مکان ہے وہاں جلوہ اس کا ہر آن ہے
وہاں آئی تو میں سمجھ گیا مرے رب نے تجھ کو بلا لیا

اسی آن نوری پیا ملا کہا آ مرا یہ ہوا ہے کیا
کہا میں نے تیرے ہی فیض سے [illegible]

(77)

پریشاں ہو نہ بندے ہر طرح اللہ کافی ہے
سبب فانی مسبب ہر دم و ہر آن باقی ہے۔

تری کوتاہیوں کی تھی سزا جو دربدر بھٹکا
ارے ناداں وہ اقرب از رگِ جاں تیرا ساقی ہے

تو جتنا غیر سے کہتا بتا حق سے کہاں کہتا
دعا کرتا ہے تو بھی رسم و عادت ہی کا داعی ہے۔

تجھے لینے میں جتنا دوق ہے اس کو ہے دینے میں
تجھے لینے نہیں آتا تو پھر کیوں اس کا شاکی ہے

اسی کا ساز و ساماں ہے اسی کا سب یہ فیضاں ہے
جو اُس کے غیر کا یا (اپنا) خود کا سمجھے گا وہ باغی ہے۔

ہٹا عالم کو نظروں سے مٹا سب ذہن کے نقشے
وہی اب (تو) قلبِ مومن کے لئے بس ایک ہادی ہے

تجھے اب عزم کرنا ہے ان پر ٹھہر جانا ہے
نہ تو قادر ہے فاعل ہے نہ عامل ہے نہ ساعی ہے۔

سمندر میں نہیں تنگی مگر ہے ظرف کی تنگی
مسبّب سب میں عالی ہے سبب کم ظرف پاتی ہے

کچل دے ظرف کو اپنے سنبل دے قلب کو اپنے
اتر جا بحر میں اس کے تو پھر پاکی ہی پاکی ہے۔

اترنے سے میاں پہلے ذرا تو ناپ لیجے
مزاجِ بحر ڈوبوں کو ڈبانے کا بھی عادی ہے۔

وہ ہادی قلبِ مومن کا مضلل ہے قلبِ فاسق کا
جسے تقویٰ ہے وہ تیرے وہ ڈوبے گا جو طاغی ہے۔

تجھے جب تیرنا آتا نہیں تو تھام لے اس کو
بچائے گا ترے کام وہ جو اندر سے ملاح ہے۔

حقیقت میں یہ عالم خود پریشاں اور حیراں ہے
وجودِ حق کے آگے ذات عادی ہاتھ خالی ہے۔

غنی ہے تو خدا ہی ہے دھنی ہے تو خدا ہی ہے
خدا ادھار پیسے لے کے ان کو دے میاں یہ کام عالی ہے

بلایا اب تلک لینے کو اب دینے کو بلاتا ہوں
سمجھ جائے تو آسان ہے وگرنہ بات بھاری ہے۔

ارے ناداں مرے ساقی کو تو نے کیا سمجھ رکھا
وہ کُن فیکوں کا مالک ہے جو ہر آں میرا حامی ہے

اسے رکھتے ہوئے تجھ کو تری حاجت ہی کیا ٹھہری
کمینے بھاگتا کیا ہے ادھر آ گر تو خالی ہے۔

تری حالت سے واقف ہوں اگر چاہوں تو سب کہہ دوں
خموشی ظلِ ستاری ہے اور اک پردہ داری ہے

خدا کی بات تجھ کو کیا سمجھ میں آئے گی غافل
تجھے عورت ہے پیاری اور تو دولت کا پجاری ہے۔

مرا جو ساتھ دیتے ہیں وہ بس ایمان والے ہیں
اگرچہ ہاتھ خالی ہیں مگر اللہ والی ہے۔

اسے رو رو کے میں نے جب پکارا تو کہا آ کر
مرا ہے وہ جو نوری ہے نہیں اس کا جو ناری ہے۔

غفلت سے نکل کچھ کام بھی کر ہونا جو نہ تھا وہ ہو بھی گیا
اس زندگی کا سب سرمایہ کھونا جو نہ تھا وہ کھو بھی گیا

~~اس زندگی کا سب سرمایہ کھونا جو نہ تھا وہ کھو بھی~~

اس عالم فانی میں بابا رہنے کی نہیں ہے کوئی جگہ
بے گھر بھی گیا بے زر بھی گیا جو صاحب زر تھا وہ بھی گیا

اس زندگی کے اوراق الٹ اور دیکھ لیا کیا ہے اب تک
غفلت کے تو دن غفلت میں کٹے ہوشیار ہوا تو سو بھی گیا۔

دارا نہ راحت [illegible]

جو فرش پہ آیا وہ بھی گیا جو صاحب تخت تھا وہ بھی گیا

دنیا سے برے بھی جاتے ہیں اچھے بھی گذر ہی جاتے ہیں
فرعون گیا تو جانے دو موسیٰ جو نبی تھا وہ بھی گیا۔

یہاں
خوش حال کوئی جیتا ہے یہاں بدحال کوئی دکھتا ہے
دیکھو تو جہاں کو چھوڑ کے اب بس یہ بھی گیا اور وہ بھی گیا

بدکار ہی کیا دکھ پاتے ہیں دکھ درد میں نیکوکار بھی ہیں
تقدیر میں جو کچھ لکھا ہے ہوگا بھی وہی اور ہو بھی گیا۔

معلوم ہوا اس دنیا کی ہر چیز خدا نے طے کر دی
مقسوم ہی کا ہے جو بھی رہا مقسوم ہی میں تھا جو بھی گیا

گر تجھ کو ذرا ایمان بھی ہے تو حق کا یہاں مہمان ہی ہے
تو فکر کیا ناکام رہا سوچا بھی نہ تھا وہ ہو بھی گیا۔

اب فکر جہاں کی چھوڑ دے اور سبب عالم توڑ بھی دے
انسان کا سامان کیوں نہ بنے حیوان کا سامان ہو بھی گیا

رزاق جہاں نے دست بے دشمن کو بھی اپنے رد نہ کیا
کیا اس کو نکالے گا ظالم جو اس کا یقیناً ہو بھی گیا

(دکھتا)
غافل ہے تو غفلت میں تجھ کو ان کا جو کرم ہے کیا دکھتا
ان سے ہی سبھی کچھ ہوتا ہے ان سے ہی ہوا جو ہو بھی گیا

دنیا کو بنانا چھوڑ بھی دے دنیا تو بنائی حق کی ہے
داتا کو تو موافق کر لے جا تھوڑا بہت سب ہو گیا

(۱۹)
خواہش بھی رہی کوشش بھی رہی دن رات دعائیں ہوتی رہیں
حسرت تری یوں دل میں ہی جو چاہا نہ تھا وہ ہو بھی گیا

اس مسلک عالم میں بابا راضی بہ رضا ہو کر رہ جا
ہونے دے اسے جو ہونا ہے جانے دے اسے اب جو بھی گیا۔

آ تجھ کو بتا دوں یوں ہی ذرا تقدیر ہے کیا تدبیر ہے کیا
مرضئ خدا تقدیر میاں تدبیر جو تابع ہو بھی گیا۔

اک آئینہ میں بندہ دکھتا اک آئینہ میں مولا دکھتا
اس آئینہ میں حق دکھتا ہے دینے پہ جو فائز ہو بھی گیا۔

جو راہ خدا میں دیتا ہے راضی بہ رضا بھی رہتا ہے
لے کر ہی نکلتا ہے وہ گدا اس در پہ یقیناً جو بھی گیا

خالی ہی وہ ہوتا جاتا ہے رب اس کو تو بھرتا جاتا ہے
دینے کے مزے اس سے پوچھو جو دینے کا عادی ہو بھی گیا

ہر مال یہاں کا فانی ہے زر مال تلک بھی فانی ہے
حاتم ہی سے کیا جاتا ہے میاں قارون بنا تھا تو بھی گیا

نام اُس کا بھی ہے اور اس کا بھی دونوں بھی گے اور ذلت بھی
اک نام پہ رحمت ہوتی ہے اک مرجب لعنت ہو بھی گیا۔

کرتا ہے عبادت تو کیا ہے ذمہ سے تو فارغ ہوتا ہے
خیرات نہیں تیری نسبت سے رب ذمہ سے فارغ ہو بھی گیا

جو فرق ہے انسان حیوان میں وہ مال کے رکھنے دینے کا
جو دیتا نہیں وہ حیوان ہے گو لاکھ وہ انسان ہو بھی گیا۔

دن رات عبادت میں ہے ملک بہتر ہے خدا کے پاس بشر
خیرات میں آدم آگے ہے تو عفو گناہ سب ہو بھی گیا

لینے کی اگر حاجت ہے تجھے دینے کی ذرا عادت تو کرے
خود کا ہو یا نہ ہو اوروں کا جو چاہا وہ اب تک ہو بھی گیا۔

تجھ سے یہ خلیل نوں اب کیا ہو نہیں سکتا ارے بندے
کیا شان ہے تیری اے آذر کرتا بھی نہیں پیدا ہو بھی گیا۔

غم نہ کر وحشت نہ کھا فضل خدا ہو جائے گا
سب سے پھر جا (کٹ جا) اس کا ہو جا (قائم) خدا ہو جائے گا

چھوٹنے والا ہے عالم چھوڑ دے بابا اسے
دو نہ تک دن تجھ سے یہ سب خود جدا ہو جائے گا

سب سے باتیں کر کے دیکھا کیا ملا یہ تو بتا
سب سے کٹ کر حق سے باتیں کر بھلا ہو جائے گا

سننے والا منتظر ہے تو سناتا ہی نہیں
خود ہو جائے گا [illegible]

اب تلک دنیا و مافیہا پہ تو مرتا رہا
سب جدا ہو جائیں گے تو بھی جدا ہو جائے گا

تیرا خالق تیرا مالک تیرا رازق تیرا رب
ہے رگِ جاں سے لگا کیا وہ جدا ہو جائے گا

سب تجھے چاہتے ہیں (چاہیں گے) جب تک تجھ سے کچھ ملتا رہے
انقطاعِ فیض پر عالم جدا ہو جائے گا۔

پھول ہے سب کو بھلا جب تک ہے اس میں رنگ و بو
جب ہٹے گی (جائے گی) رنگ و بو تو گل برا ہو جائے گا

تو ہے مثلِ گل خیال بھی ہے حق کی رزق تو
جب بنے گی حق کی تو گل غنا ہو جائے گا

گر تجھے چاہتی ہے بیوی تو سجھ لے کس لئے
فضل حق سے ہے بھلا ورنہ برا ہو جائے گا

تیرے بچے تیرے کیسے تو نے کیا پیدا کیا
ایک لمحہ سوچ لے گا تو فدا ہو جائے گا

ماں بنی ہے دودھ کو کیا وہ بناتی ہے بتا
کیا تری اس بندگی سے حق ادا ہو جائے گا

کھانے والے کھا رہا ہے سچ بتا کیا کھائے گا
گر وہ پیدا نہ کرے بھوکوں فنا ہو جائے گا

پینے والے آب صافی کے ذرا مجھ کو بتا
تو کہاں سے لائے پانی گر خلا ہو جائے گا

دلتیں اپنی سبھی اور عزتیں اس کی سبھی
اس کا ہے تو بھلا ورنہ برا ہو جائے گا

جو ہے حق کا حق ہے اس کا حق ہے جس کا اس کا سب
اک (یہ) کہ اک دن ہاں میاں یہ فیصلہ ہو جائے گا

میں قسم کھا کر کہوں گا خلق مجھ کو کر لی ہیں
تو اگر چاہے یقیناً مالکا ہو جائے گا

خلق کی نسبت سے تیری اور دوری ہی سہی
تیری قدرت میں کمی کیا قادرا ہو جائے گا

تیرا کچھ کم ہو نہ جائے گا مرا بن جائے گا
حکم کن میری طرف گر ربنا ہو جائے گا

کون ہے تیرے سوا کس سے کہوں تو ہی بتا
اک عنایت ہو تو میرا مدعا ہو جائے گا

مانتا ہوں میں نہیں لائق جو میری (وہ) سنے
آپ سے اک لفظ کافی مصطفیٰ ہو جائے گا

تھے صحابہؓ حق کی مرضی کو نبیؐ میں دیکھتے
ناخوشی میں تھے سمجھتے رب خفا ہو جائے گا

جب نبیؐ نے کر لیا پردہ تو (میرا) اک آئینہ
ہے فلک جس سے خدا خود رونما ہو جائے گا

اس لئے آیا کہ مرنا اور جینا ہے یہی
مجھ سے راضی کیا مرا نوری پیا ہو جائے گا

۸۰

مرے حال زار پہ اے خدا ترا فضل ہوتا ہی جائے گا
کوئی ساتھ ہو کہ نہ ہو مرے ترا آسرا تو بر آئے گا

مجھے ہے یقین کہ یہ خلق سب مجھے چھوڑ کر ہی رہے گی بس
مرے ساتھ ساتھ تو ہی رہا مرے ساتھ ساتھ تو آئے گا

کوئی زندگی میں ہے خود بخود کوئی مال دزر پہ ہے مر رہا
کوئی اب کٹا کوئی تب کٹا ہے یقین یہ ہوتا ہی جائے گا

مجھے ذات خلق کا ہے پتہ کہ ہمیشہ عیب جہاں کی ہے یہ غذا
جو خدا کی یاد میں ہے سدا اسے اطمینان ہی آئے گا

تو خدا کی راہ سے ہٹ گیا نہ سمجھ ذرا بھی تو بچ گیا
ذرا ٹھہر جا تھوڑی دیر ہے کہ نتیجہ سامنے آئے گا

میں ہوں حق کے واسطے جب کھڑا تو نہیں ملے گی سزا جزا
جو مری سنے گا وہ خوش رہے یا نہیں تو رونا ہی جائے گا

میں جو راہ میں تری آگیا مجھے امتحاں میں نہ رکھ ذرا
میں بگڑتا ہوں مری ذات میں ہاں بنوں گا گر تو بنائے گا

مجھے عزم ہے نہ ہی جزم ہے نہ ہی ضبط ہے نہ وقار ہے
تو نے ہر طرح سے بچا لیا تو ہی ہر طرح سے بچائے گا

مرے خالقا مرے مالکا مرے رازقا مرے قادرا
تو نہ دے تو پھر ذرا یہ بتا کوئی ہے جو دیتا بھی جائے گا۔

تو کریم ہے تو رحیم ہے تو غنی ہے اور حمید ہے
مجھے ہے یقین مرے مالکا تو ہی دے گا اور دلائے گا

تری عزتوں کی قسم مجھے ترے حکمتوں کی قسم مجھے
ترے در سے ہٹ کے ترا گدا کسی اور در پہ نہ جائے گا

تو نے آج تک بھی دیا مجھے کسی کام سے کسی نام سے
انہیں پر دیا ہے مجاز کو جو اٹھائے گا تجھے پائے گا

مجھے تنگ کر دیا عشق نے کہیں جذب نے کہیں کیف نے
مرے سینے پھاڑ دوں گا حجاب تو تو کہاں چھپے گا چھپائے گا

مری دل لگی ہے تجھی سے اب تری ہر خوشی میں خوشی ہے اب
ترے ماسوا میں ہے کیا رکھا مرا دل کسی پہ نہ جائے گا۔

میں رہوں لٹوں یا جیوں مروں مجھے اس سے واسطہ کچھ نہیں
میاں تم ملے تو ہے سب ملا کوئی کیا ملے گا ملائے گا

مری زندگی تری دید ہے تجھے دیکھنا مری عید ہے
ترے غیر میں یہ نہیں ادا تو وہ کیا دکھے گا دکھائے گا

میں حقیر مشت تراب ہوں کہوں کہ خانہ خراب ہوں
مجھے جو بھی تو نے بنا دیا کوئی ہے جو ایسا بنائے گا

مجھے پالنا ترا کام ہے میں جیوں تو تیرا ہی نام ہے
کہ جو کھا رہا ہے وہ عبد ہے وہ کہاں کسی کو کھلائے گا۔

مجھ جیسے بد سے پیر بار کرم اب تک جو کھلا ہے لیا بولوں
کرتا ہوں برا اور ہوں میں برا پھر فضل خدا ہے کیا بولوں

ہوتا نہیں مجھ سے غیر کوئی اور شر کی تو کوئی حد نہیں ہے
پھر رحم و کرم اُن کا مجھ پر اوروں سے سوا ہے کیا بولوں

ہر آن و ہر اک لحظہ مجھ پر ہے فضل و کرم کی بارش اب
احسان ہی احسان ان کا اب مجھ پر جو ہوا ہے کیا بولوں۔

ہر علم و ہنر سے خالی ہوں اور ذات میں بالکل عاری ہوں
پھر میری ہی نسبت سے آقا یہ جو دو سخا ہے کیا بولوں

جو جس کے بھی قابل ہوتا ہے پاتا ہے وگرنہ کھوتا ہے
ناقابلِ مطلق ہوتے ہوئے مجھ کو جو ملا ہے کیا بولوں

اتنا تو کہوں ہر آن ہم تیرے ہیں کرم میرے ہیں ستم
اس حالت ناگفتہ بہ پر پھر بھی جو عطا ہے کیا بولوں

سنتا ہے وہی اور سنتا ہے ہر آن کی دعا کو شام و سحر
اُس کے سوا اس کے بندوں سے کہنا ہی خطا ہے کیا بولوں

تو کہتا ہے وہ ہے میرا خدا میں اس کا گدا ہوں اس پہ فدا
پھر غیروں کے در پر کیوں سائل بن کر جو کھڑا ہے کیا بولوں

مجھ جیسے بد سے پیر بار کرم اب تک جو کھلا ہے لیا بولوں

مرا درد تو ہے دوا بھی تو ترا غنا کا نشان ہے

مجھے نیند آئے گی کس طرح جو گزرنے ہے رات

مری دوستی ہے اسی سے اب جو نہ کھاتا ہو نہ پیتا ہو

بھلا کھانے پینے پہ دوستو مرا دل بھی کس طرح جائے گا۔

میں ہمیشہ ساتھ میں اس کے ہوں جسے اب تلک کوئی نہ

جو نہ کھاتا ہو نہ ہی پیتا ہو نہ میاں ہو بیوی ہی رکھتا ہو
نہ ولد ہو اس کو نہ وہ ولد نہ ہی کفو کوئی بھی پائے گا

مجھے سابقہ ہے اسی سے اب مرے ساتھ ساتھ وہی رہے

مجھے پوچھو مت کہ تو کیا ہے اب کہاں آئے گا کہاں جائے گا

میں نے ایک رُخ تو بتا دیا مجھے اس میں پائے گا لاپتہ
مرا دوسرا ہے پتہ مجھے سنگِ در تو نوری کا پائے گا

درِ خانقاہ پہ تو آ مرا بڑی مدتوں سے ہے کیوں کھڑا
میں یہ چاہتا ہوں مرے پیا ترے دل میں گھر بنا جائے گا

جب سارا ترے ہے تیرا ملنا جانا کیا کہنا ترے ہے

جب سب میں ہے اور سب ہے تجھ میں جدا ہے کیا بولوں

جب تیرا ہے ہاتھ میں سارا

جاتا ہے مدعا تو اے بابا جب تجھ میں دوا ہے کیا بولوں

ہے دست خدا میں ساری شفا اور دست اطبا میں ہے دعا

کیا تجھ میں شفا کی تنگی ہے جب تجھ میں خدا ہے کیا بولوں

آ تجھ کو بتاؤں رازِ نہاں جاتا ہے کہاں آ سب ہے یہاں

اللہ ہے جہاں بس سب ہے وہاں کیا چیز جدا ہے کیا بولوں

بات اسی ہے اس کو پایا ہے پھر اس میں سبھی کچھ پانا ہے

آفاق میں وہ ہے بن کے ھُو انفس میں انا ہے کیا بولوں

وہ کام جو دولت سے نہ ہوا اور صاحب ثروت سے نہ ہوا

ہم جیسے فقیروں سے دیکھو اب تک جو ہوا ہے کیا بولوں

سامان نہیں رکھتے ہیں مگر ہم خالق سامان رکھتے ہیں

اب ہم سے بھلا کیا ہو نہ سکے اور کیا نہ ہوا ہے کیا بولوں

یہ وہ ہے فقیری سن لے میاں شاہوں سے بھی اونچے ہم ہیں یہاں

اس مسندِ فقر و حالی کا سلطان گدا ہے کیا بولوں

ہر ذرہ سے ... ظاہر تیری ہی شان ہے کیا بولوں

آئینہ صفت ... تو ہی خود جلوہ نما ہے کیا بولوں

... تو ہی تو ہے کیا تیری ادا ہے کیا بولوں

تو صاحب تخت و تاج کہیں بن کر ہے گدا تاراج کہیں

... شاہ و شہاں اور جانِ جہاں یوں بن کے گدا ہے کیا بولوں

اپنوں کو بھی تو ہی دیتا ہے غیروں کا بھی تو ہی داتا ہے

بس تیرے کرم پر ہر آن اب دل میرا فدا ہے کیا بولوں

تو حمد کے لائق ہے شک الفاظ نہیں ہیں پاس مرے

قاصر ہے زباں اور خامہ مرا کیا حمد و ثنا ہے کیا بولوں

تو نے ہی بنایا ہے مجھ کو تو نے ہی سجایا ہے مجھ کو

کس طرح اگر کوئی پوچھے کیا مجھ کو پتہ ہے کیا بولوں

تو خالق جسم و جان و دل تو نافخ جان در آب و گل

کہنا تو یہ آتا ہے مجھ کو کیسے کیا ہے کیا بولوں

ہر چیز ہے اصلاً شئی کی مثنی میں مزا ورنگ بو میں ہیں جو رنگ گلاں
ہر پھل کا مزہ ہر گل کی مہک ہر شکل جدا ہے کیا بولوں۔

اتنا تو سمجھ لے تو یہ یقیں اس میں تو سبھی ہے تجھ میں نہیں
کیا تجھ سے نہ ہوگا تو ہی بتا جب تجھ سے نہ ایسا ہو سکا

اب تک جو ہوا ہے فضل خدا بس اتنا بتا کیا شکر کیا
اس پر بھی وہ تیری مشتاق ہے کیا میرا خدا ہے کیا بولوں۔

مخلوق سے ہر وقت کہتا ہے اس سے بتا کب تو کہتا ہے
دیری ہی کی صورت میں تجھ کو ملتی یہ سزا ہے کیا بولوں

اب اس کو سنا جو شنوا ہے اور مانگ وہی اک داتا ہے
کیا تجھ کو نہ دے گا تیرے بندے جو تیرا خدا ہے کیا بولوں

وہ کام جو عین منشا ہے ان کا ہے میاں تو جن کا ہے
آمر تیرا سب کچھ ساماں اب نوری کی دعا ہے کیا بولوں

یہ جہاں کی ساری حقیقتیں محض ایک خواب و خیال ہے
نہ بقائے مال و منال ہے نہ قیام حسن و جمال ہے

کوئی سوچتا بھی نہیں یہاں یہ حرام ہے یا حلال ہے
کوئی تھا کمال میں سرخرو کوئی تھا جمال میں خوبرو
مگر انقلاب زمان سے نہ کمال ہے نہ جمال ہے۔

کہیں تھے کتب کے مطالعے کہیں درگاہ میں مذاکرے
کہیں گرجا اور کہیں بت کدے کہیں خانقاہ کہیں مسجدیں
کہیں کعبہ تک کی محرابوں میں نمایاں وصف زوال ہے۔

شب وصل کی وہ حلاوتیں ذرا یاد کر لے وہ ساعتیں
نہ وہ رات ہے نہ وہ بات ہے نہ وہ کیف قرب و وصال ہے

کسی شئے کے ملنے سے پہلے تو ہمہ طور کر رہا تھا رجوع
وہی چاند پھر سے جو آگیا کیا کہے گا کوئی ہلال ہے

کبھی سن رہے تھے بھلائیاں جو کسی کی مدح سرائیاں
مگر اب کہیں بھی وہ تذکرے ہیں نہ قیل ہے نہ وہ قال ہے

کہیں ابتدائے سلوک میں رہیں گرم جوشیاں گرمیاں
مگر اب نہ ان میں وہ شوق ہے نہ وہ ذوق ہے نہ وہ حال ہے۔

کوئی پیچھے پیچھے چلے مرے کوئی ساتھ ساتھ رہے مرے
مگر امتحان کی راہ میں نہ وہ ساتھ ہے نہ وہ چال ہے

نہ ہے نام اس کا بعض جہاں نہ وہ شان و شوکت و مال ہے

جو بھلے تھے وہ گذر گئے

نہ عجب ہے نہ غریب ہے نہ ملال ہے۔

۲ بھلا کیا کرے گا میاں یہاں کوئی ٹھہرتا ہے نہ ٹھہر سکا

نہ خوشی کہیں ہے نہ خوشی کوئی جہاں دیکھو حزن و ملال ہے

۳ یادلو یہ فرض کوئی ہے خوش مگر اس کے دل کا ہے حال کچھ

کہ جہاں خیال فنا اٹھا اسی آن خوشی کا زوال ہے۔

۴ جہاں دم بدم ہے فنا لگی وہاں کس طرح کا ہے کیا لگی

جہاں دل کسی سے نہ تو لگا ذرا بھی تو نیک خصال ہے۔

جو کوئی کرے گا طلب اسے بھلا آج تک یہ ملی کسے

جو طلب میں ہیں وہ طلب ہیں دی نبیؐ نے جنہیں مثال ہے۔

اسی واسطے اسے چھوڑ دے یعنے دل سے اپنے نکال دے

اسی آن عقبیٰ کی سیر کر نہ فنا وہاں نہ زوال ہے۔

۵ یوں ہی سیر کرتا ذرا تو چل میں کہوں گا اور بھی آگے چل

وہاں تک میاں تجھے لے چلوں جہاں ان کا دلکشا جمال ہے

تو آ آ ان کا

۶ جو نظر میں تیری وہ آگیا اسی آن غیر نکل گیا

وہی دل کا تیرے مکین رہا اسی کا یہ حسن و جمال ہے۔

۷ کوئی بد ہے اور کوئی نیک ہے تو بدی ہی غیض و غضب ہے

وہ جو بد ہے صاحب نار ہے بہشتی نیک خصال ہے۔

یہ جہنم اور یہ جنتیں میاں ان کی کس کو تمیز ہیں

ترے یار کی دو تجلیاں یہ جلال ہے وہ جمال ہے۔

وہ ہر اک فنا سے نکل گیا جسے یار ہی کا خیال ہے۔

۲ ترے مال میں تو زوال ہے یہ بتا تجھے وہ جو کمال ہے

یہاں چھوڑ جانا زوال ہے میاں ساتھ لینا کمال ہے۔

تری رہ میں مال لگائے گا تو فنا سوا نہیں پائے گا

۴ وہ جو راہ حق میں لگا دیا وہ گیا نہیں وہ بحال ہے۔

تو جو راہ حق میں تھا دے رہا ترا کیا ٹکا ذرا یہ بتا

۴ وہی دیتا اور دلاتا ہے ترا خواہ مخواہ کا خیال ہے۔

جو بھی جس کو ملنا ہے وہ ملے رہے بیچ میں نہ کوئی اڑے

۴ وہی دیں گے جو ہیں ترے میاں تو تو درمیاں کی مثال ہے

نہیں کچھ رہا ترے پاس اب سوا تیرے کون ہے ساتھ اب

اسے ڈھونڈنے کی یہ شمع جو مرے نوری تیری مثال ہے۔

ترے واسطے اسی شمع کو لئے پھر رہا ہوں میں کوبہ کو

یہ وہ جلی تو تو نظر آگیا یہی آس اس کا وصال ہے۔

(۸۳) احوالِ کلیمی

نگاہِ لطف ہو جاتی تو بیڑا پار ہو جاتا
کرم کا بندۂ ناچیز بھی حقدار ہو جاتا

تمہارے ہی کرم سے آج تک بگڑی بنی میری
بڑا ہی لطف آجاتا اگر اس بار ہو جاتا

یہ زندگی کی کشمکش نے
مجھے کیوں کشمکش کی زندگی میں قید کر ڈالا
اگر اک در کھلا تو دوسرا دیوار ہو جاتا

مری یہ زندگی ہے مثلِ سکینِ براہیمی
اِدھر سے کر اُدھر سے رُک جو حکمِ یار ہو جاتا

بھلا حکمِ براہیمی کہاں سے چل سکے بولو
مخالف سمت میں حکمِ خدا ہر بار ہو جاتا

یقیناً جرم ثابت جب ہوا اک سمت میں اس کا
[illegible]

اُدھو بولے کہاں تک تو اٹھائے گا مصیبت کو
اِدھو بولے اگر کرتا تجھے کیا بار ہو جاتا

اُدھو بولے ضرورت کیا میں پرواہ ہیں اس کی
اِدھو بولے تری حاجت کا بس اظہار ہو جاتا

اُدھو بولے کوئی دیتا نہ لیتا سب دیں دیتا
[illegible]

سنوں کس کی کروں میں اب اطاعت مالکا کس کی
[illegible]

تمنا ہے یہی میری کہ ہر دم اس کو خوش رکھوں
مگر مخدوم کا دل کیا کروں بیزار ہو جاتا

کہا اس نے میاں غیروں کا دینے میں مزا کیا ہے
اسی خاطر میں غیروں میں ذلیل و خوار ہو جاتا

مرے بھائی ترا مسلک جدا ہے میں جدا سالک
تجھے جو سہل ہوتا ہے مجھے دشوار ہو جاتا

ترا مسلک ہے فرزانہ مرا مسلک جداگانہ
بھلا کیسے [illegible] دیوانہ کر جاتا عفو ہر بار ہو جاتا

[illegible]

[illegible]

سمجھ میں ہی نہیں آتا اُدھو کو آ اِدھر مت جا
[illegible]

اُدھو سنتے بھی ہیں رُکتے اِدھو سے چپ نہیں رہتے
[illegible]

[illegible]

۸۶ راز تدبیر

خدا کا فضل ہوتا ہے تو بن جاتی ہیں تقدیریں
کسی حیلے بہانے سے سنور جاتی ہیں تدبیریں

خودی میں ہوں پریشاں اور حیراں خانماں ویراں
خدا سے ہر دم و ہر آں نظر آتی ہیں تعمیریں

نہ کہنے میں اثر میرے نہ کرنے میں ثمر میرے
عنایت اس کی ہوتی ہے تو ہو جاتی ہیں تاثیریں

عدم ظلمت کدہ ہے ذات میں ہر شئی ہے ظلمانی
قدم جب جلوہ گر ہے تو نظر آتی ہیں تنویریں

عدم آئینہ خانہ ہے قدم بس خانِ خانہ ہے
اسی کی ہر جہت میں اب نظر آتی ہیں تصویریں

نہ عزت ہے نہ حرمت ہے نہ شوکت ہے نہ سطوت ہے
کوئی کیا سمجھے میری یوں یہ ہو جاتی ہیں توقیریں

گذاری میں نے ساری زندگی خوابیدہ خوابیدہ
لباسِ واقعی پہنے نظر آتی ہیں تعبیریں

زباں کھولوں تو بے ذوقِ سماعت کوئی تو بے یعنی
کہوں کیا (بتاؤں) کون ہے جس سے یہ بن جاتی ہیں تقریریں

[illegible] ہر وقت ہو جاتی ہیں تفسیریں

کرم اُن کا جہاں تک ہے ہمارا واں تک ہے
نہ ہی تیغ و تفنگ جامے سے باہر آتی ہیں شمشیریں

اسی کے دم تلک ناتے یہ رشتے سب لگے جاتے
نہ ہی باپ اور مائی اور نہ ساتھ آتی ہیں ہمشیریں۔

فقیری میں امیری کے مزے جس دل کو حاصل ہیں (ملتے ہیں)
اسے کب اس جہاں کی پھر پسند آتی ہیں جاگیریں

ہزاروں طور کی رفعت پہ وہ فائز تو ہوتا ہے۔
خدا کی ظاہر و باطن بسی جاتی ہیں تکبیریں

دواؤں میں دعاؤں میں اثر بالکل نہیں ذاتی
خدا کی ذات میں ہر وقت مل جاتی ہیں اکسیریں (تاثیریں)

قدم خیر محض ہے اور عدم شر محض جانو
خودی میں ہر دم و ہر آں نظر آتی ہیں تقصیریں

کسی غافل سے کیا فیضان کی امید ہو سکتی
کرم ہے نسبتِ عبدی سے ہو جاتی ہیں تدبیریں

خدا کی قدرتوں میں کچھ نہ دیری ہے نہ دوری ہے
تری کوتاہیاں خود بن کے رہ جاتی ہیں تاخیریں

[illegible] کر دیا عالم کو جب حق نے تری خاطر...
[illegible] تو اُن کا ہو جا سب پہ ہو جاتی ہیں تسخیریں

[illegible]

۷۸۶

۴۵

ترے فضل کا مری ذات پر نہ حساب ہے نہ کتاب ہے
میں نے سب سے بڑھ کے برا کیا نہ سوال ہے نہ جواب ہے۔

کوئی نیک ہے تو امید ہے اسی واسطے ہے بد کو وعید ہے
بس انہیں کے واسطے سب ترا یا ثواب ہے یا عذاب ہے

مرا خیر میں تو گذر نہیں سو اشر کے بھید میں ہنر نہیں
جسے نیکیوں کا ہے ادعا اسے پھر حساب و کتاب ہے۔

جو کفا بنفسک کہہ دیا بھلا کیوں نہ آج ہو فیصلہ
مرا ہے عمل تو کتاب ہے مرا حال ہے تو حساب ہے۔

تو غنی ہے اور فقیر ہم ہمیں بھیک دینے میں ترس نہ کر
جو برابری کے ہو معاملے انہیں معاملوں میں حساب ہے۔

جو مقابلے پہ ترے رہا اسے دے تو جیسی بھی ہو سزا
وہ جو خود کو تجھ پہ مٹا گیا کیا اسے بھی تیرا عذاب ہے

مری یاد میں ہے مجھے مزا ترے بھولنے میں ہے اک سزا
یہ جزا سزا میں ہے جو مزا اسی کا یہ سینہ کباب ہے۔

تو وہ نازنیں ہے مرے خدا ترے پردہ کرنے پہ میں فدا
ترے حسن کی یہ ادا کہوں کیا طور پر بھی حجاب ہے

ترے چھپنے دکھنے میں دار و گیر سے ہے نکلا
ترے واسطے مرے مالکا مرا حال خستہ خراب ہے۔

یہ جو پیر و پائے عاجز ہیں یہ دبوز نازو نیاز ہیں
وہ نیاز ہو یا جو ناز ہو ترے بار ہی کی نقاب ہے

تو بچا لیا جس کو وہ بچ گیا تو سجا لیا جس کو وہ سج گیا
ترے غیر نے جو کیا کیا وہ جو ہے تو مثل سراب ہے۔

نہ عبادتوں میں پتہ لگا نہ مجاہدوں سے وہ مل سکا
یہ خودی کی سیر ہے زاہدا ترا تجھ کو اس میں حساب ہے

تو نماز پڑھنے میں جب لگا تو رکعت گننے میں لگ گیا
بھلا کس طرح اسے پائے گا جہاں گنتیوں کا حساب ہے۔

یہ نمازیں مشق ہیں رات دن اسی مشق کے رہے سات دن
تو گنی گنائی عبادتوں کو سمجھ لے بیع کا حساب ہے۔

میاں تو دی سے ذرا تو پڑھ وَذَرُوا کہا اسی بیع کو
نماشتغلوا کہا تو کدھر گیا الٰہی ذکر کا یہ نصاب ہے۔

بھلا تو سمجھتا ہے کیا میاں گیا کیا یہاں رہا کیا یہاں
جہاں غیر ظاہری گر گئی وہاں ذکر ہی کی شراب ہے۔

یہاں مدرسے کا حساب کیا وہاں جج کیا وہاں جرح کیا
کسی اور مقصد کے واسطے یہ سوال ہے یہ جواب ہے۔

اسی طرح فوج کی مشق کو تو سمجھ لے اور ہی قصد کو
[illegible] ہیں ہتھیاروں کے سوا سمجھ کسی کام کا یہ نصاب ہے۔

[illegible]

[illegible]

410

مجھے خلق سے نہیں واسطہ مرا رُخ نہیں رکھتے

مجھے دو جہاں کی (9) کیا خبر مجھے بس خیال جناب ہے

کسی شان [illegible]

گو ہزار بار بنے ٹھنے مگر اصل میں یہ تراب ہے۔

یہ زمینی ساری جماعتیں وہ فلک کی ساری جماعتیں

مجھے ان سے کچھ نہیں زینتیں میاں تم سے میرا شباب ہے۔

میں عدم کی ظلمتوں میں رہا مری ذات میں نہیں کچھ ضیا

جو تیرے کاصدقہ مجھے ملا میرا بام اوج شہاب ہے۔

میں خودی میں ملحد بھی آگیا اسی آن ہوتی ہے کچھ خطا

کوئی ملحد حق کی طرف ہوا تو ترا لا میرا خطاب ہے

کسی شئے میں رونقیں آگئیں کسی شئے سے رونقیں پھر گئیں

یہ انہیں کے آئینے ہیں میاں وہ ہٹیں تو آب نہ تاب ہے

کبھی بالعمد کبھی بے عمد میں خطا ہی کرتا ہوں اے۔ صمد

ترا عدل ہو تو عتاب ہے ترا فضل ہو تو ثواب ہے۔

میں نے کچھ کیا بھی تو کیا کیا ترے فضل نے ہے کرا لیا

ترا فضل ہے تو ثواب ہے ترا عدل ہے تو عذاب ہے

میں یہاں سے لے کے وہاں تلک اسے ڈھونڈتا تھا جہاں تلک

مرے نور یا ترے آئینہ میں اٹھائی اس نے نقاب ہے

وہ جو دکھ گیا تو میں مٹ گیا اُدھر آئینہ نہ اِدھر انا

وہی دیکھتا اور وہی دیکھتا یہ انا اور انت حجاب ہے

کہا آمر اتو کدھر رہا کہا میں رہا نہ ہی تو رہا

فقط ایک جلوۂ ھُو رہا یہ مقام غیب غیاب ہے۔

411

۷۳۱

(۸۶)

مرے پاس کیا ہے تو ہی بتا تری ذات پر جو فدا کروں

میں عدم کی ذات ہوں شر و اسواء کے بارے میں کیا کروں

میں ہوں وہ بشر مرے ساتھ شر نہیں اس سے کوئی مجھے مفر

میں جو ہوں بُرا تو بُرا کروں ہوں میں کب بھلا جو بھلا کروں

کوئی دیکھتا ہے مجھے بھلا کوئی جانتا ہے مجھے بُرا

کوئی دھوکا کھائے تو کیا کروں میں جو ہوں وہی تو کیا کروں

میں ہوں آئینہ ترے واسطے تو ہے آئینہ مرے واسطے

مرا کام مجھ کو تو کرنے دے ترے واسطے ہی کیا کروں

مری ذات میں ہیں برائیاں تری ذات میں بھلائیاں

میں بُرا دکھوں تو بھلا دکھے اسی واسطے میں برا کروں

میں برا بنا تو بھلا بنا یہی رزق ہم کو ملا بنا

یہی عبدیت کی ادا رہی یہ عبادتیں میں ادا کروں

یہاں خیر و شر کی ہیں سرحدیں کہیں رغبتیں کہیں نفرتیں

میاں رغبتوں میں نہیں رہو میں تو نفرتوں میں رہا کروں

مجھے خلق کی نہیں چاہتیں نہیں اس کی رُخ مری رغبتیں

میاں تم سے مجھ کو قرار ہے بھلا سب کو لے کے بھی کیا کروں

میں بھلوں تو کونسی بات ہے یہ صفت تو داخل ذات ہے

مری جاں مجھے نہیں بھولنا مجھے بھولو تم تو میں کیا کروں

میں گناہ گار ذمیم ہوں تو غفور اور کریم ہے

تری ان صفات کو دیکھنے ذرا یہ بتا کہ میں کیا کروں

تجھے میں غفور نہ جانتا تو گناہ پہ نہ باندھتا

ہی بات ہی ہی گھات ہی میں اسی کا تجھ سے گلہ کروں۔

تو جو چاہے کر ترا بندہ ہوں کہ جا نہیں
مجھے مغفرت کی امید ہے مجھے یا غفور کیا کروں۔

مری ادنیٰ نگاہوں میں کوئی بھی نہیں بجھا سا اور بُرا نہیں
اسی حال خستہ خراب سے ترے سامنے میں رہا کروں۔

میں جو آیا سب سے حقیر تھا کہ برہنہ اور ذلیل تھا
انہیں حالتوں کو میں مان کر ترے سامنے میں حیا کروں

میں عدم ہوں اور تو ہے قدم تری ذات سے ہے عدم میں دم
کہاں رہ سکوں گا میں ایک دم میں مرا ہوں تجھ سے جیا کروں۔

میں عدم صفت مری ناقصہ تو قدم صفت تری کاملہ
مرے نقص اور زوال کے ترے در پہ سجدے کیا کروں

مری اقتضائی صفات کی مجھے دم بدم رہی بے کلی
انہیں حاجتوں کی ادا لئے ترے در پہ آکے قضا کروں۔

کہیں ہیں مرض کی مصیبتیں کبھی قرض کی ہیں صعوبتیں
انہیں مرحلوں میں تری طرف برجوع ادا و دوا کروں

انہیں نیکیوں میں گذرا نہ برائیوں سے مفر ہوا
ہوا جو بھلا تری حمد ہے نہ ہوا بُرا یہ ثنا کروں۔

نہ بھلا ہوا تو گیا ہے کیا ہوا گر بُرا تو ہوا کیا
میاں گل سے بُو جو نکل گئی تو مثال گل میں سڑا کروں

مرے پاس کچھ نہیں سوا ترے ساتھ سے ہے تو اک ترا

ترے واسطے ماسوا کو میں کیا کروں۔ تجھے لے کے بس میں مزا کروں۔

کہ ترا ہی نام ہے کون ہے جو خدا سے جدا نہیں
تجھے مل گیا ہے مزا خدا مرے جسم کو میں جدا کروں۔

میں نے سلک سالک کو سب کیا چار لفظوں میں بند اب
یہ رضا قضا یہ جزا سزا انہیں میں وہ نکتہ میں دا کروں

ہو قضا یہ اس کی تری رضا یہ جزا ہے ورنہ یہی سزا
مری مرضیوں کو نکال کر تری اک رضا پہ فدا کروں۔

مری مرضیاں ہیں چھپی ہاں ہیں تمہاری مرضیاں مرضیاں
یہی ہے نسک اسی راہ میں مری مرضیوں کو فنا کروں۔

میں نے چاہا کچھ ہوا اور کچھ نہیں چاہا کچھ ہوا اور کچھ
کبھی عین مرضیٔ عبد ہے کبھی عین حق تو میں کیا کروں

تو پتہ یہاں سے یہ مل گیا کہ نزول قدر یہی ہوئے گا
جو لکھا ہے حق کا وہ ہوئے گا مری چاہتوں کو میں کیا کروں۔

ترا چاہا گر ہوا سکھ ہوا جو نہ چاہا وہ ہوا دکھ ہوا
یہ جزا سزا کا مرض ہے کیا اِدھر آ میاں میں دوا کروں

یہاں کرنہ کر کی دو بات ہیں ہے جو کر وہ کر جو نہ کر نہ کر
یہی شرع ظاہری ہے میاں کوئی آگے در پے میں وا کروں

یہاں ہے اثر وہاں ہے ثمر کبھی کچھ اثر کبھی کچھ اثر
یہاں کے اثر سے نہ لے اثر وہاں کا ثمر میں عطا کروں

ہے مقامِ بندگی میں نفرتیں اور اُلفتیں یکساں مجھے

ہے نتیجہ دونوں کا ایک ہی غمِ عاجلہ سے جدا کروں۔

یہ مقامِ عشق ہے [illegible]

جہاں کچھ کسی کا نہ چل سکے وہاں بس رضا کو فنا کروں

کوئی آگیا کوئی چل بسا کچھ کہیں کچھ ملا کہیں کچھ صلہ

یہاں رن کی ہاں میں تو ہاں ملا یہی حق ہے میں بھی ادا کروں۔

کہے لا الٰہ تو کدھر چلا ذرا تیغ لا تو اِدھر چلا

ہی لا الٰہ کہا کروں تری رضا کو میں لا کروں۔

کوئی نیک خود سے نہ بن سکا کوئی بھی بدی سے نہ بچ سکا

ہوئی نیکی نذرِ خدا کروں یا بدی تو آہ و بکا کروں

مری سجدہ گاہِ نیاز میں مجھے دکھتے یارِ کے در قدم

میں عدم ہوں وہ ہیں مرے قدم یوں ہی دم بہ دم میں ملا کروں

یہ کلیمی نسبتِ نور ہے مجھے نوری جلوۂ طور ہے

مرے نور یا تری شمع سے مری روح و دل میں جلا کروں

—۸—

تم جو چاہو تو شہا کیا نہیں ہوتا بولو
کون مختار و غنی تم سا ہے داتا بولو

ہم تو بے کس ہی رہے بے سر و سامان ہی رہے
کیا کمی تم کو مرے مالک و مولا بولو

تم کو رکھتے ہوئے پھر غیر سے کیوں جا کے کہوں
نہ سنو تم تو مری کون سنے گا بولو

تم سے امید ہے تم ہی سے [illegible]
کیا ہے اس کے سوا پھر اور سہارا بولو

ہاتھ میں سب ہے تمہارے مرے ہاتھوں میں ہے کیا
ساتھ میں تم ہو تو کیا ہو نہیں سکتا بولو

ساتھ میں مال اگر ہو تو وہ کیا کیا نہ کرے
ایک سائل ہیں تمہیں مفت سے مل جاتے ہو مالک الملک جو ساتھی ہو تو تم کیا بولو

ایک فقیر آپ کا مدت سے پکارے در پر
کب تلک تم کو پکارے مرے اللہ بولو۔

کبھی رحمان و رحیم اور ملک تم کو کہے
کبھی قدوس ہی کا نعرہ لگایا بولو۔

کبھی تسلیم کی منزل میں کہے تم کو سلام
کبھی مومن تمہیں کہتا ہوا رویا بولو

یا مہیمن کبھی کہتا ہے عزیز اتم کو
لرزہ پڑ جائے گا جبار کا نعرہ بولو۔

متکبر کہا خالق کہا باری بھی کہا

کب سے پھر تم کو مصور کہا مولا بولو۔

کبھی غفار کبھی [illegible]

پھر کہاں تک تمہیں وہاب پکارا بولو۔

تم ہی رزاق ہو فتاح و علیم و قابض

اب تلک تم کو میاں کیا نہ پکارا بولو۔

تم ہی بولو یہ کہاں تک تمہیں یوں یاد کرے

کتنے [illegible] پکارا بولو۔

باسط و خافض و رافع و معز بھی تم کو

کس سلیقہ سے مذل کہہ کے پکارا بولو۔

یا سمیع اور بصیر اور حکم اور عدل

کتنے اوصاف سے رو رو کے سنایا بولو۔

یا عظیم اور غفور اور شکور اور علی

دوستو اس کو کبیر اور حفیظا بولو۔

یا مقیت اور حسیب اور جلیل اور کریم

تم کو آقا میں نے کیا کیا نہ پکارا بولو۔

پھر رقیبا و مجیبا جو پکارا تم کو

کب اجیب کا ہو وعدہ میاں پورا بولو۔

تم ہی واسع ہو حکیم اور ودود اور مجید

دوگے کب وسعت و حکمت کا بھی صدقہ بولو۔

تم ہی باعث ہو شہید اور شوالش بھی ہیں

کون ہے تم سا وکیل اور قویا بولو۔

تم متین اور ولی اور حمید و محصی

کب ملے ہم کو ولایت کا بھی صدقہ بولو۔

تم ہی مبدی ہو معید اور محی اور ممیت

کتنے ناموں سے پکارے گا یہ بندہ بولو۔

حی پکارا کبھی قیوم کبھی واجد بھی

اور کیا کیا میں پکاروں مرے مولا بولو۔

تم ہی شاہد ہو احد اور صمد ماجد بھی

قادرا مقتدرا کب سے پکارا بولو۔

تم مقدم ہو مؤخر بھی ہو اول آخر

ہر زمانے پہ احاطہ ہی احاطہ بولو۔

تم ہی ظاہر میں دکھے اور چھپے باطن میں

کر لیا سارے مکانوں پہ احاطہ بولو

ہے ظاہر و باطن میں تمہیں ایک دھنی

تم نہ دوگے تو میاں کون ہے داتا بولو۔

تم ہی والی بھی رہے اور متعالی بھی رہے

کب کروگے مرا سامان مرے بڑا بولو۔

تمہیں تواب پکارا کردن تائب ہوکر

تم نہ بخشو تو میاں کس نے ہے بخشا بولو۔

ہے عفو کون چارے [illegible]

مالک الملک تمہارے سوا ہے کون میاں
ذوالجلال اور الاکرام تمہارا بولو۔

تمہیں مقسط تمہیں جامع ہو غنی اور مغنی
کیسے کیسے میاں ہم نے ہے پکارا بولو۔

مانع و ضار تمہیں نافع النور تمہیں
[illegible] پکارا بولو۔

تم ہی ہادی ہو بدیع باقی و وارث ہو تمہیں
اک دفع بھی مری وہ کیا نہ سنے گا بولو۔

میں ہر اک وصف سے تم ہی کو پکاروں گا میاں
غیر تمہارے کوئی بندہ بھی ہے شنوا بولو۔

در پہ سائل بنے ہر طور صدا دیتا ہوں
اک دفع اتنا کہو سن لیا بس جا بولو۔

مدتوں میں نے پکارا ہے۔ پکاروں گا یوں ہی
اک دفع بھی مری وہ کیا نہ سنے گا بولو

میں صدہا بار تمہیں میرا خدا کہتا ہوں
تم بھی اک بار میاں تو ہے ہمارا بولو۔

نور یا تیرے توسط سے پکارا تو کہا
آمنا آمنا دل میں ہے کیا کیا بولو۔

—x—

جب سے تیری یاد کا پرتو مرے دل میں اجالا ہے
اسی سے ہر جگہ ہر طور میرا بول بالا ہے۔

مرے بچنے سے پہلے جب مرا تو سننے والا ہے۔
مرے خالق مرے مالک مرے رازق مرے حافظ
مجھے اب کیا کمی جب تو مرا خود دینے والا ہے۔

کوئی پوچھے مجھے تو نے اسے کس طرح پایا ہے
تو بولوں میرا مالک میرا والی بھولا بھالا ہے۔

گو [illegible] نے مگر اس نے نہیں پوچھا
اسی خاطر مرے دل کا یہ درد انگیز نالا ہے۔

مری آہوں کو کیا دیکھے کوئی اور درد کیا سمجھے
وہی جانے جسے سوزِ جگر ہے جلنے والا ہے۔

ہوا مجھ سے نہیں حق تیری طاعت کا ادا بالکل
کہاں مجھ جیسے ناقص سے بھلا کچھ ہونے والا ہے۔ تجھ میں

بھلائی سر بسر تیری برائی سر بسر میری مجھ میں
ترا احسان ہے ایسے برے کو جو سنبھالا ہے۔

کوئی ذرہ نہیں عالم کا جس میں تو نہیں دکھتا ظاہر
زمانے میں تو ہے لیکن زمانے سے نرالا ہے۔

بروں میں اور برائی میں بھلوں میں اور بھلائی میں
بروں میں ہے برائی سے ترا دامن نرالا ہے۔

تو وہ ظاہر ہے جس پر طرف سے پڑے

ہے مظہر اپنے اس میں تو ظاہر ہونے والا ہے

اندھیرا ہے جہاں جس میں چراغ

دیا وہ ہے کہ جس نور میں پیدا خود ہونے والا ہے

خدا خود نور ہے لیکن دکھے ارض و سما اس سے

سراج احمدی ہے تو احد خود دکھنے والا ہے

وہی شمع نبوت کا ولایت میں اجالا ہے

اسی نور بصیرت کو تو اپنے شیخ سے لے لے

ہٹا دے ظلمت کثرت تو وحدت کا اجالا ہے

کوئی کیا جانے اس کے راز کیا ہیں اور وہ کیا ہے

کہ جو ادراک بشری سے ہزاروں طور بالا ہے

یہاں تیز ہے کی سر حد میں ہوا سبحان کہنے کے

سمجھ میں کچھ نہ آیا اور نہ ہرگز آنے والا ہے

منزہ ذات اس کی ہر طرح کے وصف سے ٹھہری

اگر اعلیٰ ہے اعلیٰ وصف ہو تو وہ بالا ہے

مکانوں میں کہاں ملتا کہ جب وہ لامکاں ٹھہرا

زمانے کے اثر سے اس کا دامن ہے نرالا ہے

کہاں ڈھونڈے گا اس کو ان زمانوں میں مکانوں میں

کہاں تک بھی کو فرصت ہے کہاں تک جینے والا ہے

ہر اک میں وہ نظر آئے تو پھر تو کس طرف جائے

سوا حیران ہونے کے بھلا کیا ہونے والا ہے

بتایا اپنا جلوہ ہر جہت میں جب

مگر اک سمت قبلہ ہے وہیں وہ ملنے والا ہے

بتاؤں راز وحدت کثرت عالم میں اب تجھ کو

اسی اک کا پجاری ہو ہی جا گر ہونے والا ہے

اسی پوجا میں تو کھو جا انا انت ہو جا

مٹے جا اختیاراً ورنہ تو خود مٹنے والا ہے

خدا کے دور نے آفاق و انفس کو کہاں چھوڑا

ہزاروں کو ہزاروں بار اس نے پھونک ڈالا ہے

ہزاروں دکھ اٹھائے اور ہزاروں زخم بھی کھائے

مگر سیری اسی کی محبت کو جگر کے خوں سے پالا ہے

کے سجدے اسی کو کر کے قبلہ نورہا تجھ کو

تمنائے عبادت کو جو دل میں تھی نکالا ہے

حلاوت خوب پائی جب کہ تیرے نے مسکرا ڈالا

گرا قدموں پہ بے خود ہو کے اس نے خود سنبھالا ہے

ترے الطاف کے آگے ذوطرح مرنے لوٹے

خدا بھی بھولا بھالا ہے پیا بھی بھولا بھالا ہے

کوئی دے مجھے یا نہ دے مجھے دینے والا تو مل گیا

میں ہوا ہوں کیا مرے دل ربا تو جو ہے یہ کیا کیا

مجھے ہر زمان و مکان میں کیوں اک نہ اک ہی کمی

تجھے بھولنا مری بے کلی تری یاد آ کے سنبھل گیا۔

تجھے سامنے رکھوں رات دن نہ دکھے کوئی تری ذات بن

مری زندگی ہی بدل گئی مرا دل تجھی میں بہل گیا۔ (بہل گیا)

تو ہر آئینہ میں ہے جلوہ گر مگر امتناع کی بھی ہے خبر

کوئی دیکھنے میں پھسل گیا کوئی دیکھنے میں سنبھل گیا

جو بشر کے شر سے جدا رہے تری بس کسی میں جلا رہے

تری حمد کرتے طیور میں مرا مدّعا تو نکل گیا۔

کہیں غیبتیں کہیں شہوتیں یہ بشر کی صوت کی زحمتیں

بتا ان کی بولیوں میں میاں کبھی ایسا جملہ نکل گیا۔

کہا مسبّح یا یُسبّح تو یہ بولیوں کی ہے گفتگو

یہاں تک شجر اور حجر بھی ہے مگر اے بشر تو نکل گیا

ذرا کان دھر تو کبوتروں میں یہ کیا صدائیں ہیں آ رہی

کوئی تو ہی تو میں ہے گم ہوا کوئی ہُو ہی ہُو میں نکل گیا

ھُوَ الاوّل سے تو پڑھ لے جا وہی لفظ ہیں جو یہ کہہ رہا

تو عمر غوں کہنے میں رہ گیا وہ تو آگے تجھ سے نکل گیا

رہا ہر پرندہ قرار میں مگر یہ رہا ہے قرار میں

وہ جو کھایا اس سے بدل گیا یہ تو اپنے والے سے مل گیا

لگی سب پرندوں کو محنتیں کہ بنائے گھونسلا خود رہیں

یہ کسی کا ہو کے جو رہ گیا تو مکاں مفت میں مل گیا

کوئی کھانے پینے کی فکر میں کوئی رہنے سہنے کی فکر میں

نہ نکل سکا کبھی فکر سے مگر اس جہان سے نکل گیا

جہاں ہے فنا وہاں کیا پناہ کوئی کچھ بنا تو بھی ہے فنا

یہاں کوئی آ کے نہ رہ سکا کوئی آج یا کوئی کل گیا

مرے قول میں نہ اثر کوئی مرے فعل میں نہ ثمر کوئی

ترا فضل ساتھ میں جب رہا مرا کام سب سے نکل گیا

میں تو ایک پل بھی نہ پل سکوں ترے حکم بن نہ میں ہل سکوں

ترے فضل سے مرے مالکا مرا حکم سب پہ بھی چل گیا

میں ہوں وہ گدا تو ہے وہ خدا مری ہر خطا پہ تری عطا

تری ان عنائتوں کی وجہ مرا دل تو ہائے پگھل گیا

مجھے زندگی کا ہے تجربہ مرے ساتھ خلق نے کیا کیا

کوئی روٹھ کر کوئی چھوٹ کر یہ زمانہ سارا بدل گیا۔

تری ہر طرح کی ہے رہبری مجھے کچھ خبر بھی نہیں رہی

کبھی بالعمد میں بدل گیا کبھی بھول کر میں پھسل گیا

کبھی تجھ کو بھول کے ہائے میں ترے غیر کے بھی تو در گیا

میں بدل گیا تو بلا ٹلی کبھی تو نہ مجھ سے بدل گیا۔

مجھے کیا جلائے گی آگ اب میں جلا نہیں تو جلائے گی

لگی آگ عشق جہاں مجھے کہاں بچ سکا یوں ہی جل گیا

مرا کیا گیا کوئی چھوڑ دے مجھے غم نہیں کون ہیں سے

نہ بدلنا مجھ سے مرے میاں کہ زمانہ بدلتا چلا گیا

تمہیں یاد کر کے جو ہاتھ اٹھا تو پہاڑ سر سے بھی ٹل گیا

میں ہزار بار ضعیف ہوں یوں ہی دلقوں میں کثیر ہوں

میں تمہارے ساتھ میں جب رہوں نہ کسی طرح مرا بل گیا

مجھے آج تک بھی جو مل گیا میں جہاں تلک بھی پہنچ گیا

مجھے لے گیا تو تو لے گیا نہ ہی علم و فضل و عمل گیا

تری یاد مجھ کو جو آئی مری غفلتیں بھی نکل گئیں

مری بھول ہے تری یاد ہے اسی وجہ دل ہی دہل گیا

مجھے سمت خلق تو حزن ہے یا ملال ہے یا وبال ہے

تری سمت جوں ہی میں آگیا تو مصیبتوں کا جبل گیا

مرا افتخار تو یہ رہا تو جو دے رہا میں جو لے رہا

مجھے کیا خیال کوئی رہے مرا خود خیال نکل گیا۔

مجھے ہے خیال خیاب کا نہ حساب کا نہ کتاب کا

کوئی چھیڑے مجھ کو تو کیا کروں جو لگا وہ مجھ سے یوں ہی جل گیا

مجھے اس کی دھن نے ستا دیا نہ کسی طرح اسے پا سکا

کہا تاب تجھ کو کہاں میاں جہاں طور تک بھی تو جل گیا۔

کہا آمرا تو سنبھل ذرا کسی دیکھتے دیکھتے میں بجھا

میں ہوں نور تو کوئی نوری ہو یہ طریقہ ہو تو میں مل گیا

کیا عجب ہے سب میں رہ کر سب سے جدا بھی ہے

چھپ گیا دکھتا نہیں پھر کیا کہوں دکھتا بھی ہے۔

اول و آخر بھی وہ اور ظاہر و باطن بھی وہ

جب وہی وہ ہے تو پھر کیسے کہوں بندہ بھی ہے۔

جب نہیں بندہ تو پھر مولیٰ ہی وہ کس کا رہا

پھر تو یہ کہنا ہی ہے بندہ بھی ہے مولیٰ بھی ہے۔

ہے تو بندہ کس طرح اور پھر ہے مولا کس طرح

دو ادائوں میں سمجھ منگتا بھی ہے داتا بھی ہے۔

جو ہے منگتا وہ دنی ہے جو ہے داتا وہ غنی

ہر طرف جلوہ نما منگتا بھی ہے داتا بھی ہے۔

صورت منگتا سے ظاہر عبد ہے داتا سے رب

فی الحقیقت خود سے خود لیتا بھی ہے دیتا بھی ہے۔

جب وجودًا ہے وہی اس کے سوا کوئی نہیں

رہنے دو جیسا بھی ہے اوندھا بھی ہے سیدھا بھی ہے۔

وہ حسین ہوتے ہوئے صورت نما ہے غیر کا

پھر تو کیا پروا ہمیں گورا بھی ہے کالا بھی ہے۔

جب نظر میں وہ نظر وہ منظر و ناظر بھی وہ

اب بھلا کیا اور برا کیا رہنے دو جیسا بھی ہے۔

وہ تو یکتا ہے نہ اس کا مثل ہے مانند ہے

روپ لینے میں تو پھر ایسا بھی ہے ویسا بھی ہے

ہے منزہ وصف بشر سے یقیناً ذاتِ کل

سرحدِ تشبیہ میں ہر بندہ بھی ہے مولا بھی ہے

ہے تاثر سے پری

پھر ادھر آئے

نیند کیا آئے بھلا جب اونگھنا آتا نہیں

پھر وہ کیا تکیہ لئے سوتا بھی ہے جگتا بھی ہے۔

وہ کھلاتا ہے مگر کھاتا نہ پیتا بالیقیں

اس طرف منگتا بھی ہے کھاتا بھی ہے پیتا بھی ہے

لاپتہ ہے اس لئے وہ لامکاں ہے لازماں

پھر یہاں خانہ بہ خانہ صاحبِ خانہ بھی ہے۔

کم یلدُ ہے شان اس کی اور کم یولدُ بھی ہے

کون ہے مولود میں اور کون جو جنتا بھی ہے۔

کم تکنُ ہے صاحبہ اس کی مگر شانِ دگر

عینِ دلہن ہے تو پھر وہ صورتِ دلہا بھی ہے۔

ذرّہ ذرّہ اس سے ہے وہ ذرّہ ذرّہ سے عیاں

اس لحاظ سمجھو کہ وہ قطرہ بھی ہے دریا بھی ہے۔

بر و ساحل بھی وہی اور بحر و ما فی البحر بھی

خارجِ دریا بھی ہے اور داخلِ دریا بھی ہے۔

سب ہیں محتاج محض اور تو ہے داتا اور غنی

ہم فقیروں سے محبت کا تجھے سودا بھی ہے۔

ذات لاثانی تری اور شان سبحانی تری

باوجود اس کے ہمارے ساتھ میں رسوا بھی ہے۔

تو رہتا

ساتھ میں ہر دم مرے تو کو بہ تو ہے رو بہ رو

ماحضر ہے یا سفر ہے دشت ہے صحرا بھی ہے

صید ماہی کے لئے جاتا ہے کوئی بحر تک

حاصل ہر تو لے کے ماہی آگیا دریا بھی ہے۔

خود تماشائی تماشا گر تماشا بین توئی

ہر طرف نابینا بینا اک طرف بینا بھی ہے۔

غافلو جانے کدھر ہو بس سے بہتے جا جتیں

خلق میں اتنا تو بولو کون اک شنوا بھی ہے۔

کون جیتا کون داتا کون چاہتا اصل میں

کون کرتا کون شنوا کون اک بینا بھی ہے۔

کون گویا در دہاں و کون قائم در زماں

ماسوا میں سچ بتاؤ ایسا پھر داتا بھی ہے۔

میں بجاری ہوں ترا اور ہوں پجاری بھی ترا

دل کو پروا بھی ہے لیکن پھر وہ بے پروا بھی ہے۔

کیا سمجھتی خلق مجھ کو حال میرا کیا ہوا

اک طرف دکھتا ہے مولا اک طرف بندہ بھی ہے۔

میں

اک طرف غالب ہوں سب پر اک طرف عاجز ہوں

اک طرف مجھ میں ہے دریا اک طرف قطرہ بھی ہے

اک طرف کچھ بھی نہیں ہوں ہیچ ہوں نابود ہوں

اک طرف رُخ سب میں اعلیٰ ہو کے پھر ادنیٰ بھی ہے۔

اک طرف آمر ہے خاکِ پائے نوری بالیقیں

اک طرف ادنیٰ ہے ایسا ہر طرف اعلیٰ بھی ہے۔

ہوا فضل ہی کا سبب جو بھی ہوا ورنہ ہم سے بھلا ہے کیا ہو سکے
جو دہ تمہارے کرم سے ہوا بس تمہی کے سوا ہم سے کیا ہو سکے۔

ہر دم و آں تمہارے بھکاری ہیں ہم تو وہ
[illegible]

کوئی کہتے ہیں علم و ہنر سے ہوا یا سمجھتے ہیں بس مال و زر سے ہوا
خیر گر ہے ہوا تو ہے فضلِ خدا ورنہ شر کے اُن سے کیا ہو سکے۔

یہ نماز اور روزہ زکواۃ اور حج مجھ سے ہوتے نہیں لیہ دیا میں
اس سے ہوتے ہیں یہ ہم سے کیا ہو سکے نہ ادا ہو سکے نہ قضا ہو سکے

یہ طبابت ہے کیا اور الجبا ہیں کیا پھر دوائیں ہیں کیا اور دعائیں ہیں کیا
کیا کریں گے یہ سب مل کے ان کی ہے کیا اک نگاہ اُن کی ہو تو شفا ہو سکے۔

دوستو کان کھولو ذرا سن بھی لو دوستی بھی یقیناً تمہاری نہیں
اُن کی چاہت سے تم کو ملا ہو مجھے ورنہ معلوم ہے تم سے کیا ہو سکے

خلق کیا ہے مجھے یہ تو معلوم ہے اس سے کیا ہو سکے جب کہ معدوم ہے
اس سے سب ہو رہا ہے جو موجود ہے کیوں نہ ہو وہ چاہے خدا ہو سکے۔

تم جو چاہو تو مولیٰ ذرا یہ کہو کونسا کام ہے وہ جو نا ہو سکے
کیا کمی تم کو میرے میاں یہ کہو کیا نہ تم سے مرا مدعا ہو سکے

تم ہو یکتا غنی میں ہوں منگتا دنی جز تمہارے غنی ہے نہ کوئی دھنی
جاؤں اب میں کدھر چھوڑ کر تیرا در کون تیرے سوا پھر خدا ہو سکے۔

نام تیرے ہماری زبانوں پہ ہیں ہاتھ اٹھائے ہوئے ہم دعاؤں
میں ہرے اس لئے ہم خطاؤں میں ہیں ہے بھلا تو جو چاہے بھلا ہو سکے

ہم بروں پہ کرم کی نظر ہو میاں تم رحیم و کریم اور ہو مہرباں
ہم جدھر ہیں ذرا تم ادھر ہو میاں شاہِ شاہاں تمہارا گدا ہو سکے۔

کوئی ادھو
تم کو ہم چھوڑ جائیں کہاں کوئی ہے اور نہ
جز تمہارے ہمارا نہیں کوئی در یا سزا ہو سکے یا جزا ہو سکے

ہم گنہ گار ہیں تم تو غفار ہو ہم تو بدکار ہیں تم تو ستار ہو
ہم جو ہیں وہ کریں تم جو ہو وہ کرو جس میں جو ہے سو اس کے کیا ہو سکے

کریں
ہم کہاں ہیں بھلے جو بھلائی کریں ذات میں ہم برے ہیں برائی
تم کہاں ہو برے جو برائی کرو تم سے ہرگز کسی کی برائی ہو سکے

تم بھلے ہو بھلائی ہے تم سے ہوئی ہم برے ہیں برائی ہے ہم سے ہوئی
جو بھلائی ہے ہم سے وہ تم سے ہوئی ہم سے جو ہو سکے وہ برا ہو سکے۔

نہیں
تم نے سب کو بنایا بگاڑا نہیں ہم نے اب تک کسی کو بنایا
تم بھلے ہو میاں تم بھلائی کرو ہم سے جو ہو سکے وہ برا ہو سکے

تم بناتے رہے ہم بگڑتے رہے تم جلاتے رہے ہم تو مرتے رہے
بس جلانے میں تم اور مرنے میں ہم تم سے سب ہو سکے ہم سے کیا ہو سکے۔

ہیں ہم
علم میں ہے جہل میں ہم ہیں ہے پھر ارادے میں تم اور غرض
پھر قدیر و سمیع تم ہو جب مالکِ تم سے سب ہو سکے ہم سے کیا ہو سکے

ہم ہیں نابینا تم ہو بصیر و کلیم تم ہو ربِ عظیم ہم ہیں عبدِ ذمیم
تم ہو باقی تو تم سے بقا ہو سکے ہم ہیں فانی تو ہم سے فنا ہو سکے

ہیں رحمتیں
میں اگر سوچتا ہوں تو ہیں آفتیں خود کو جب دیکھتا ہوں تو
تم مرے ساتھ ہو تو مجھے کیا کمی ہر مصیبت یقیناً ہوا ہو سکے۔

ہے یزید و عدل اعمال تو پھر ... ہے

ہر بلندی اور ہے ارتقاء کچھ اور ہے

... ہے

ہر دعا کچھ اور ہے پر انجام کچھ اور ہے

منزلوں پہ منزلیں آسان ہوتی ہی رہیں

تو سمجھ لے ان کا اب رنگ عطا کچھ اور ہے

ابتداءً خلق سے ہر مرحلہ دشوار ہے

چلتے چلتے سہل ہونے کی ادا کچھ اور ہے

ابتدا ہی میں جو آسانی ہی آسانی رہے

کیوں گمانِ بد کریں کہ فیصلہ کچھ اور ہے

نسبتِ عبدی کی زیری اور دوری سب گئی

اب تو ہر سمت موافق کی فضا کچھ اور ہے

آئندہ کا کیسے ہوگا کا تو کیوں ہے گو ئندہ

ہر قضیات حق میں فانی کی جزا کچھ اور ہے

ہر عمل نیت سے ہوتا کرتا پھر نیت ہے کیا

بس نویت تک ہے تو اس کے سوا کچھ اور ہے

اس نویت کی بھی کچھ تحقیق ہو تو یوں کہوں

یہ بھی توفیقِ خدا اور ماسوا کچھ اور ہے

اپنی حالت میں تو اپنے آپ کو کیا بوجھتا

تیرے لائق ہے سزا ان کی جزا کچھ اور ہے

میرا ایمان ہے عمل میرے لئے کافی نہیں

میرا نفس اور ہے اور فیصلہ کچھ اور ہے

میں تو موجب ہوں سزا کا ہو تو منجی ہے مرا

عدلِ حق کچھ اور ہے فضلِ خدا کچھ اور ہے

غفلتوں سے جب میں گرنے کی طرف جانے لگا

کیا بتاؤں رحمتوں سے ابتدا کچھ اور ہے

بالعمد نارِ جہنم میں چلا گرنے کو میں

پھر بھی دیکھا تو درِ توبہ کھلا کچھ اور ہے

کیوں برائی دیکھ کر پھر وہ سزا دیتا نہیں

تیرے جیسا وہ نہیں تیرا خدا کچھ اور ہے

پھر بھی اس نے یہ کہا تو ہے برا میں ہوں بھلا

تو ایسے بھولا ہر اک نے بھلا جانا ہے تجھ

تیرا کرتا اور ہے میرا کیا کچھ اور ہے

تو مجھے بھولا تو بھولا میں نہیں بھولا تجھے

ذات میں تو اور ہے تیرا خدا کچھ اور ہے

تو مجھے بھولے ہوئے ٹھوکر پہ ٹھوکر کھا گیا

پھر بھی تیرے واسطے میری عطا کچھ اور ہے

میں نے تیرے واسطے اب سارے اسماء دے دئے

ہر صفت کی تجھ کو اب دکھتی ضیا کچھ اور ہے

سارے عالم میں ہے ان اسماء کا جلوہ جا بجا

جو ہوا وہ اور ہے یوم جزا کچھ اور ہے

ان ہی ناموں کا ظہورہ ہر زمان و ہر مکاں

عاجلہ کچھ اور ہے اور آخرہ کچھ اور ہے

اپنی سنت اور ہے فضل خدا کچھ اور ہے

اب ملک کچھ بچھ رہا اب تو فضا کچھ اور ہے

جب تک اپنے پرائے کا پتا کچھ اور ہے

جب نگاہ اپنے سے پھیری معاملہ کچھ اور ہے

آج تک بھی اس جہان میں نام کے چرچے رہے

فی الحقیقت کرنے والے کا پتہ کچھ اور ہے

غفلتوں میں زندگی ساری گذاری آج تک

جب نگاہ کھولی تو دیکھا ماجرا کچھ اور ہے

"میرا تیرا" میں کوئی ہے اور میں تو میں کوئی

اِدّعا کچھ اور ہے اور مدّعا کچھ اور ہے

میرا تیرا کچھ نہیں اور میں نہیں تو بھی نہیں

ہے تو اس کا اور وہ اَنْتَ اَنَا کچھ اور ہے

میرا جب تجھ میں نہیں اور تیرا جب تجھ میں نہیں

پھر اَنَا و اَنْتَ اب جلوہ نما کچھ اور ہے

ظاہراً کچھ اور ہے اور باطناً کچھ اور ہے

جلوہ عالم میں اب شاہ و گدا کچھ اور ہے

جب وہی وہ ہے تو پھر بندہ ہے کیا مولا ہے کیا

جب سمجھ میں آگیا کہنا روا کچھ اور ہے

جب ترا کچھ بھی نہیں تو تیرا کیا جاتا بتا

مفت میں لے لے جزا ورنہ سزا کچھ اور ہے

جو دیا وہ ہے ترا جو رہ گیا کچھ اور ہے

لیتا جا دے میاں اور دیتا جا سب کو یہاں

عالم دنیا ہے سارا رنج و غم میں مبتلا

کر رہے ہیں کچھ دوا لیکن دوا کچھ اور ہے

خود بھی تو ہے مبتلائے خوف و غم رنج و محن

اس سے بچنے کی میاں واحد دوا کچھ اور ہے

مُنتبتل بن استباق خیر کے میدان میں

بڑھتا جا اور اڑتا جا اب تو ہوا کچھ اور ہے

اس نے خود اب راہ کھولی اور کی ہے رہبری

ابتدا کچھ اور تھی اور انتہا کچھ اور ہے

ہر دم و ہر آن تری اب فتح و نصرت ہو رہی

اب سہولت پر سہولت کی عطا کچھ اور ہے

خوش نصیبی ہے تری جو ابتدا میں آگیا

کیا خبر یہ حال ہو یا آئندہ کچھ اور ہے

ایک ایک ذرہ سے تجھ کو تا فلک لے جائے گا

اپنی رفعت اور ہے رفع خدا کچھ اور ہے

یہ عمل میرا نہیں حق نے سکھایا ہے مجھے

میرا کرنا اور ہے فعلِ خدا کچھ اور ہے

ہو فضل ہم پہ تو جانا مگر اس طرح کا ہوا نہیں

رہِ استباق سا کوئی در بخدا کہوں گا کھلا نہیں

مجھے ہر زمان و مکاں میں "(یعنی شوق رفتار کی تیزی)

مثلاً رہِ استباق کی چال کا کسی چال میں بھی مزا نہیں

۔ یہاں گفتگو نہیں قال کی نہ مجال ہے کوئی حال کی

یہ وہ چال ہے کہ کبھی آج تک سوا مستبق کے چلا نہیں

۔ یہاں دم بہ دم ہیں بلندیاں گئیں پستیاں رہیں مستیاں

اسے کیا خبر جسے آج تک لگی اس طرف کی ہوا نہیں

۔ یہاں نیتوں کی ہیں رفعتیں اور عزیمتوں پہ ہیں نصرتیں

۔ یہاں کام سے تو آج تک سوا فضل حق کے ہوا نہیں۔

نہ سمجھ کہ جاتا ہے جیب کا یہ سمجھ کہ آتا ہے غیب کا

جو دیا ادھر مجھے ہے اجر مگر اپنا کچھ تو گیا نہیں

میں نے علمی شجرہ تو دے دیا یہ عمل کا شجرہ ہے لے جا

وہ ہے نظریہ یہ ہے عملیہ یہ نہیں تو کچھ بھی ملا نہیں

یہ نماز و روزہ زکوٰۃ و حج محض علم تک ہیں سارے کے

اگر ان پہ تیرا عمل نہیں کوئی رکن بھی تو ادا نہیں۔

ذرا سن کہ اصلحہا ثابت کہا فرعہا کو بھی فی السما

وہی تیرے غرس کی اصل ہے تو عمل کی فرع جدا نہیں

وہ توکل حین ثمر کہا اسے اذن رب کا اثر دیا

تو نے خود کو تک بھی لٹا دیا مگر ہاتھ خالی ہوا نہیں

تیرے لئے میں تجھے ملتا مزا کچھ اور ہے

ہے کلام پاک تیرا پھر تو ترتیل کیوں کہا؟

فی الحقیقت طلب تو ل مطلق کچھ اور ہے۔

ذکر اسماء ہم نے جب سے ہے کیا تو نے سنا

دیر کرنے کا یقیناً مدعا کچھ اور ہے۔

تجھ کو اوصاف حمیدہ سے پکارا ہم کریں

ذوق سے سننے کا اب یہ معاملہ کچھ اور ہے۔

ہم نے جو مانگا وہ تو نے دے دیا ہوتا تو پھر

قبل مقصد کی پکاروں کا مزہ کچھ اور ہے۔

اس لئے اب استباق خیر کا در کھول کر

کہہ دیا اب ذکر دائم کی جزا کچھ اور ہے۔

کل یوم میں ھُوَ فی شان کا اعلان ہے

روزِ نو میں ذکرِ نو کا تذکرہ کچھ اور ہے۔

کچھ رہے یا نہ رہے پیر ذکر ہوتا رہے

تم سمجھ ہی کیا سکو اس کا صلہ کچھ اور ہے۔

دم بہ دم اور دن بہ دن اور ہر زمان و ہر مکاں

علم حق میں اس کی شان و مرتبہ کچھ اور ہے۔

آج سترہ منزلوں کی کامیابی دیکھ لی

اب درِ وہاب کا ہم پیر رہبہ کچھ اور ہے۔

ذکر بھی ہو استباق خیر بھی ہوتا رہے

آرزوئی کایہ طرز دوا پھر دعائے آمر و نوری پیا کچھ اور ہے۔

میرے ساتھ ساتھ ذرا تو چل یوں ہی [illegible]

اس ادھورے کو لے چلوں تجھ [illegible] تک تو کیا نہیں

وہاں نے جہاں میں

ذرا چلتے چلتے مرے آگے یوں ہی رب سے اپنے ملے

تجھے اس [illegible]

بتا تو کہاں ہے اب ترا حال دل ہوا کیا ہے اب

تو وہاں ہے اب جہاں تیرا رب ترے ساتھ ہے تو ملا نہیں

ترے جیب میں وہ ہے ڈالتا تجھے اس [illegible] ہے پاتا

تجھے درک اس کا نہیں رہا اسی واسطے وہ دکھا نہیں

رہِ استباق کی سیر میں یہ مستبق ہی کے خیر میں

یوں ہی دستِ غیب کا درک کر تو دکھے گا اس کے سوا نہیں

مرے نام لیتے پکارتے یوں ہی رات دن تھے گذارتے

میں نے جب اُجیبُ ہے کہہ دیا کیا سنی تمہاری دعا نہیں

اسی آن کرتا تھا فیصلہ کوئی مصلحت تھی جو میں رکا

میں جو چاہوں تو سبھی کر سکوں مجھے کیا کمی مجھے کیا نہیں۔

رہے ذکر کرتے تو مل کے سب تھے پکارتے مجھے دل سے کب

کہیں تھی ہنسی کہیں دل لگی یہ تمہاری بولو خطا نہیں

کوئی بے وضو تھا پکارتا یا دیوار پر کوئی مارتا

کوئی سوتا اور کوئی اونگھتا مرا نام یوں بھی لیا نہیں۔

کیا اتفاق ذکر تو یوں کہا کرو ذکر پھر کرو کچھ ادا

تمہیں مال پیارا تھا ظالمو یا دیا کبھی یا دیا نہیں

میں نے جس کو اپنا ولی کیا اسے نام اپنا جبھی دیا

اسی آن اس نے درِ کرم کیا بند پھر تو کھلا نہیں۔

کوئی بدنصیبوں میں رہا نہیں آج تک بھی ولی ہوا

جہاں چھوٹے چھوٹوں نے کر لیا بنا تجھ سے کیوں یہ ہوا نہیں

ذرا سوچ بھی یہ ہوا ہے کیا تجھے سر بسر یہ دغا ہے کیا

ترے نعمتوں کی سزا ہے یہ ترا پھول بھی جو کھلا نہیں

وہ جو زندگی میں پہن ہی لے تو دلھا بنے ملی دلہنیں

یا جنازہ بنے گا پھول تو وہ مرا سمجھ لو جیا نہیں

کوئی ایک مرتبہ دے دیا در ثانی اور بھی کھل گیا۔

تو رُکا نہیں وہاں بھی چلا۔ تجھے در کس اب بھی ملا نہیں

جہاں جس کا نام ہے ذکر میں وہ ہے ذوق میں یا ہے شوق میں

جہاں جس دلی کا ہے یوم وہ

کوئی ہے نحوستوں میں گھرا مگر اس کا دن بھی ہے آ کھڑا

وہاں بخل جس میں ہے آ گیا تو فنا ہے اس کی بقا نہیں

کوئی لینے کو ہے پکارتا کوئی دینے کو ہے پکارتا

رہِ استباق میں آج تک کوئی لینے کی تو دعا نہیں

یہ تمنا اپنی ہے مالکا تری راہ میں ہو سبھی فدا

رہی مستبق تری راہ میں سوا اس کے کوئی رضا نہیں

یقین ہے خبر کہ تری نظر رہِ دین میں رہی سر بسر

رہِ دین میں رہیں مدرسے دعا اپنی اس کے سوا نہیں

میں ہر اک صفت سے ہوں ملتجی یہی التجا مری ہر گھڑی

مجھے ایسے امکنہ اب ملیں جہاں حکم ما و شما نہیں

رہیں مسجدوں میں شرارتیں یوں ہی مدرسوں کی ہیں آفتیں

مجھے مرکز ایسے ہوں مالکا جہاں شر کی کوئی فضا نہیں

ہے نظر میں تو ہی تو تیرے سوا کچھ بھی نہیں

خود سے خود موجود تو اور ماسوا کچھ بھی نہیں

رنگ رنگ میں تو ہی تو اور رنگ تو ادا بھی تو

ذرّہ ذرّہ میں ہے تو تیرے سوا کچھ بھی نہیں

اوّل و آخر میں جب تو ظاہر و باطن میں سب تو

ان مراتب میں ہمارا اب پتہ کچھ بھی نہیں

لاپتہ ہے ذات اس کی خلق پر ہے اک پتہ

سب پتہ اس کا بتا اپنا پتہ کچھ بھی نہیں

جس طرح وہ لاپتہ ہو کر بھی پر ہے با پتہ

مجھ سے ہے اس کا پتہ میرا پتہ کچھ بھی نہیں۔

خود سے ناہوں ان سے ہاں ہوں ان میں ہوں ان کا ہی ہوں

ان سے ہے جو بھی ہوا مجھ سے ہوا کچھ بھی نہیں

جب تلک تھی یہ سمجھ کہ خلق کچھ کرتی بھی ہے

دھوکا کھانے کے سوا مجھ کو ملا کچھ بھی نہیں۔

ان کے وعدے بھی سُنے اور ان سے وعدے بھی لئے

ان سے کچھ ہوتا نہیں اب تک ہوا کچھ بھی نہیں

دوستی ہے مطلبی اور بعد مطلب دشمنی

ان میں پائی آج تک بوئے وفا کچھ بھی نہیں

جس کو چاہا دل لگایا دل بھی اس کو دے دیا

بے وفا سے کی وفا اس کے سوا کچھ بھی نہیں

ہے ہر ذرّہ میں تری جلوہ گری

میری کیا ہستی ہے

مرے دو کہ تو مرے ساتھ ہے

مرے سامنے ہیں وہ سب منزلیں

لینا ہے خبر

نہیں دور کوئی وہ منزل

فضل حق کے سوا نہیں

جو ہوا وہ کرتے چلو میاں یہ نہیں تو جانے کہاں

تو خسارہ ہوگا یہاں وہاں کیا بیانِ قولِ خدا نہیں

تمہیں چلتے چلتے سرور ہو یوں ہی شوق و ذوق ضرور ہو

یہ علامتیں ہیں تو خیر ہے چلو آگے کوئی دغا نہیں۔

یہ سمجھ لو جو بھی ہو رہے وہ خدا سے یوں ہی ہوئے

وہی ہر طرف میں ہے جلوہ گر کوئی معاملہ تو نیا نہیں

کوئی دیتے دیتے اکڑ گیا کوئی لیتے لیتے ہی گر گیا

یہاں دیتے دیتے ہی جھکتا جا کوئی شکر اس کے سوا نہیں

سبھی لیتے ہیں تو رہیں گے خوش مگر دینے میں تو ہے مزا

یہی استیاق کا حال ہے کسی اور میں یہ ادا نہیں

ترے شوق و ذوق کی حد نہیں کسی اور کی تجھے لد نہیں

تری بارگاہوں میں ہے خدا کوئی ماسوا میں مزا نہیں۔

یوں ہی بیس منزلیں جب ہوئیں درِ علم آیا تو کیا کھلا

میں نے کہا یہ تمہارے جہل میں رات دن میں علیم ہو کے جدا نہیں

کہا آہ کر کے شکر جا تجھے کیا سے کیا میں نے دے دیا

کوئی نوری جیسا پیا نہیں مگر کوئی میرے جیسا خدا نہیں

کیا ہوا آنکھ یہ آنکھ کے سوا کچھ بھی نہیں

وعدے ان سے جب قسم دے دے کے میں نے لے لیے
پھر بھر کر [illegible]

فضل حق نے خوب اُن سے مجھ کو واقف کر دیا
اور کہا ان میں یقیناً جز جفا کچھ بھی نہیں

اس لئے میں نے ہٹایا اب نظر سے قلب سے
اب نظر میں قلب میں غیرِ خدا کچھ بھی نہیں

ایسی صورت میں نگاہ و قلب میں جلوہ نما
میرے مولا میرے آقا کے سوا کچھ بھی نہیں۔

فعل میں وہ سامنے ہے بالقوی پیچھے بھی ہے
ساتھ میں جب وہ مرے ہے تو دغا کچھ بھی نہیں

نظر
جب اسی پر نگاہ اور وہ نگاہ میں ہے مری
کس کو کیا دیکھوں دکھاؤں ماسوا کچھ بھی نہیں

روبرو ہو دوبدو ہو لطف ہو درگفتگو
کاروانِ زندگی میں ماشما کچھ بھی نہیں

کیا کیا کس نے کیا کس کس سے پوچھوں کیا کیا
جب وہی فاعل رہا تو پھر گلہ کچھ بھی نہیں

دیا
اس نے جب ذمہ لیا اور کہہ دیا لا تقنطوا
عاجلہ کچھ بھی نہیں اور آخرہ کچھ بھی نہیں

وہ اگر میرا ہوا تو مجھ کو دنیا پھر چاہیے
حافر و کچھ بھی نہیں اور آخرہ کچھ بھی نہیں

میری جانب ہو کے جب وہ فیصلہ کرنے لگے
ہر سزا خود ہو جزا چون و چرا کچھ بھی نہیں

استباقِ خیر کی راہ میں یوں چلنے لگے
زادِ راہ کچھ بھی نہیں اور راحلہ کچھ بھی نہیں۔

دیری اور دوری ہماری چال میں ہے بالیقیں
تم جو لے جاؤ تو مولا فاصلہ کچھ بھی نہیں۔

ساتھ میں سامان یہ ہے آپ پر ایمان ہے۔
آپ کی بس اک عنایت کے سوا کچھ بھی نہیں۔

وسوسے ہر گام میں بڑھتے ہیں جب ہم دام میں
فضل ہو تو اس سے آسان راستہ کچھ بھی نہیں

اب تلک فضل خدا سے جو ہوا آسان ہوا
تم اگر اک ساتھ دو تو آئندہ کچھ بھی نہیں

ہم برے ہیں تم بھلے ہو تم بھلائی ہی کرو
تم سے بڑھ کر مالکا اب آسرا کچھ بھی نہیں

تم جو لے جاؤ تو پھر اک راج ہے معراج ہے
تم کو زادِ و راحلہ اور راستہ کچھ بھی نہیں۔

تم اگر چھوڑو تو سارا معاملہ تاراج ہے
اک نگاہ میں سارا عالم جز فنا کچھ بھی نہیں

خلق ہستی ہے ہماری ہستیوں پر مائل
ف اک تمہارے ہی بھروسے کے سوا کچھ بھی نہیں۔

آج تک یہ ہستی سے آگے [illegible]
ف آپ چھوڑیں تو یقیناً معاملہ کچھ بھی نہیں۔

تم سنبھالو تو ہماری سُرخروئی ہے یقیں
ف ورنہ ذلّت کے سوا یہ مرحلہ کچھ بھی نہیں۔

ہم تو صورت ہی نہیں رکھتے جو آئیں سامنے
ف پھر کرم کی بھیک کے اب ماسوا کچھ بھی نہیں

کچھ نہیں رکھتے ہیں ہم پر تم کو تو رکھتے ہیں ہم
ف تم ہی بولو تم کو رکھنے کا صلہ کچھ بھی نہیں؟

جوشِ میں آکر کہا کیا کہہ دیا کیا کچھ نہیں
ف اس سے آگے لے چلوں یہ مرحلہ کچھ بھی نہیں۔

گر گیا سجدے میں اس دم ہو گیا خامہ جدا
ف پھر کہا لکھتے چلا جا کیا لکھا کچھ بھی نہیں۔

سر اٹھا کے یہ کہا مالک ترا احسان ہے
ف تیرے آگے میرے مولا فیصلہ کچھ بھی نہیں

پھر بھی باتیں کچھ کرو اپنے کرم کو دیکھو
ف مسکرا کے کہہ دیا میرے سوا کچھ بھی نہیں۔

سیرِ آفاقی سے ہو کر آگیا انفس میں میں
ف پھر اَنَا اَنْتَ ھُوَ اس کے سوا کچھ بھی نہیں

حقائق میرے بننے والو یہ سمجھ کر اب چلو

ف جو ہوا اس سے ہوا ہم سے ہوا کچھ بھی نہیں۔

میرا تیرا اس کا اُن کا [illegible] دو سے صاف کر
ف پھر یہ اقرارِ گدائی کے سوا کچھ بھی نہیں

پھر تو مطلق کر کے دیکھے گا وہی اَنْتَ اَنَا
ف پھر گئے حق کی طرف تیری اَنَا کچھ بھی نہیں۔

وہ اَنَا ہے بولتا تو بھی اَنَا ہے بولتا
ف کون ہے کیا ہے اَنَا تجھ کو پتہ کچھ بھی نہیں۔

عبد کی خاطر وہی آکر اَنَا ہے رب بنا
ف ربّنا یا ربّنا کا پھر پتہ کچھ بھی نہیں۔

رب
میرے خالق میرے مالک میرے رازق میرے
ف تیرے بن میرا جہاں میں مدّعا کچھ بھی نہیں

استباقی منزلوں میں تیری نصرت ہی رہے
ف ورنہ ہم کچھ بھی نہیں ہم میں رہا کچھ بھی نہیں۔

آج تک آسانیوں پر تو نے آسانی ہے کی
ف فضل ہو تو آئندہ کا معاملہ کچھ بھی نہیں

اب خوشی تیری طرف سے میرے دل میں آگئی
ف پھر بشارت پر بشارت کے سوا کچھ بھی نہیں۔

دم بہ دم چلتے چلو چڑھتے چلو بڑھتے چلو
ف پھر کہو تیرے کرم کے ماسوا کچھ بھی نہیں۔

ہستیوں سے اب نکل کر ہستیوں میں تم رہو
اس سے بڑھ کر تم ہی بولو ارتقاء کچھ بھی نہیں

ذکر اس کے نام کا ہم صبح و شام کرتے رہو
یہ تو اس کا فضل ہے اس کے سوا کچھ بھی نہیں

آج تک جو منزلیں آسان تم پر ہو گئیں
فضل ہو تو آنے والا مرحلہ کچھ بھی نہیں

ذکر قابض آج ہے قبضہ میں جس کے کل جہاں
ایک ذرہ اس کے قبضہ سے جدا کچھ بھی نہیں

ایسا وہ قبضہ کہ جس میں کائنات جزو کل
داخل قبضہ ہی قبضہ خارجہ کچھ بھی نہیں

گرچہ وہ ہے لامکاں قبضہ میں ہے کون و مکاں
اس سے باہر آج تک بالکل ہوا کچھ بھی نہیں

آج تک اکیس دن شب ہے ہماری بزم میں
یوں ہی ہم بڑھتے گئے کم کیا ہوا کچھ بھی نہیں

کیا مبارک کام ہے اور کیا مبارک دام ہے
شیدائے جلوہ مشتاق خیر ہے اس کے سوا کچھ بھی نہیں

فضل حق در صورت نوری (پیا ظاہر شدہ)
ورنہ آمر مجھ میں ہرگز حوصلہ کچھ بھی نہیں

سب یہ صورت کے ہیں جلوے ہم میں کچھ ہمت نہیں
فعال اس کا ہے نمایاں خلق میں قوت نہیں

ایک تو ہے جس سے ہے دل کو مرے چین سکوں
ماسوا سے بالیقیں بالکل مجھے راحت نہیں

ہے مرا رحمان تو اور میرا اطمینان تو
کونسا ہے مرحلہ جس میں تری رحمت نہیں

ہے ہمارا ایسا مولا ساتھ ہو کر ہے سنبھالا
دربدر جانے کی اب آفت نہیں زحمت نہیں

خلق کہتی ہے مجھے اب ہم سے کیوں ملتا نہیں
رب سے مل بیٹھا ہوں سب کی اب مجھے حاجت نہیں

پھر بھی ملنا اور ملانا میرے ذمے رکھ دیا
کیا الٰہی اللہ کی تمہیں پھر میں نے دی دعوت نہیں

سن کے کہتے ہیں ہماری اس کو پروا ہی نہیں
کیا کروں مجھ میں خوشامد کی کبھی عادت نہیں

ہر تواضع میں نے حق کے واسطے ہے وقف کی
کیوں میں عاجز ان کا ہوتا جن میں کچھ عزت نہیں

ذلتیں ہیں خلق میں سب عزتیں ہیں حق میں لب
خلق میں عزت نہیں عظمت نہیں سطوت نہیں

ایسی صورت میں کہ جب یہ ذلتوں میں ہیں اسیر
مدح کاذب کیا کروں میں مجھ میں یہ فطرت نہیں

صبح ہونے کی بھی کروں اور حد اس کی بھی کروں

آہ منافق کی علامت مجھ میں ہے آتی نہیں

ہر بیان [illegible]

آہ اس کی عظمت کا یقیناً ان کی عظمت نہیں

کام جس سے ہو رہا ہے وہ نظر میں ہے مری

آہ ان سے کیا ہوتا بتاؤ جن میں کچھ قدرت نہیں

اس لئے میں نے نگاہوں سے ہٹایا ہے انہیں

آہ اب ادائے خلق سے مطلق مجھے رغبت نہیں

قبل مطلب اک ادا اور بعد مطلب اک ادا

آہ مطلبی دنیا ہے ساری اس لئے انسف نہیں

دین کی راہوں سے بالکل اہل دنیا بھاگتے

آہ مجھ کو ان راہوں سے واللہ آج تک وحشت نہیں

لاکھ دنیا ساتھ ہو اور مال و دولت ہاتھ ہو

آہ کچھ نہیں ہوتا یقیناً حق کی جب نصرت نہیں

جب خدا اک ساتھ ہے ساری خدائی ہاتھ ہے

آہ کچھ حوادث کی اسے کربت نہیں وحشت نہیں

ہر بھلے سے رغبتیں ہیں اور برے سے نفرتیں

آہ ماسوا ان کے جو ہے رغبت نہیں نفرت نہیں

دل کا تو ان سے یقیناً کچھ نہیں ہے رابطہ

آہ تیری خاطر مل رہا ہوں ورنہ کچھ انسنت نہیں

وہ مرے ہیں تیری صحبت میں مجھے اب رات دن

آہ اس سے بڑھ کر قلب کو واللہ مرے راحت نہیں

مل گیا ایسا خدا اک دم نہیں ہوتا جدا

تجھ سے ہر دم دل لگی کی کیا کروں فرصت نہیں

خلق کے ملنے میں دیری بھی ہے اور دوری بھی ہے

آہ حق کی ایسی قید میں واللہ کوئی وصلت نہیں

جب مری آنکھوں سے پردے بستوں کے اٹھ گئے

دیکھتا ہوں لب کشائی کی مجھے رخصت نہیں

دیکھ کر خاموش رہنا تیری عادت میں تو ہے

آہ تجھ کو دیکھوں چپ رہوں یہ تو مری ہمت نہیں

جب نگاہ جاتی ہے تجھ پر میں ہی میں رہتا نہیں

آہ پھر بھی میں میں اور تو تو کی مجھے رغبت نہیں

بھولتا تو تو نہیں اور یاد میں رکھتا نہیں

آہ تجھ کو وہ عادت نہیں اور مجھ کو یہ عادت نہیں

کچھ ملے یا نہ ملے پر اب ملے تو سب ملے

آہ خلق کے ملنے کی نہ ملنے کی کچھ حسرت نہیں

میں نے تجھ سے دل لگایا تو مرا ہے دل ربا

اس سے بڑھ کر میری خاطر اب کوئی نعمت نہیں

ذرہ ذرہ آئینہ اور تو ہی تو ہی جلوہ نما

اب سوا تیرے کسی کی ہر طرف صورت نہیں

اوّل و آخر زمان اور ظاہر و باطن مکان

خلق کو اب منہ دکھانے کی کوئی ہمت نہیں

ہر زمان و ہر مکاں سے وہ ہے اب وراء آگیا

اس سے بڑھ کر تیرے نزدیک اور کوئی آیت نہیں

استباقِ خیر میں تو مرد میداں بن کے چل

مرد ہی چلتے ہیں اس میں اب تلک عورت نہیں

قوتِ ایمانیہ سے کام کر اور بڑھتا جا

مالیہ سے کچھ نہیں اور قوتِ دولت نہیں

ہر دم و ہر آن کہتا ہوں تمہارا کچھ نہیں

تم کو لے جائے گا مولا اس کو کچھ دقت نہیں

پھر بھی وہ جو رک گئے وہ بالیقیں مارے گئے

سلسلے میں ایسے مردوں کی کوئی وقعت نہیں

اس سے آسانی کی اور منزل کہاں ان کو ملے

ایسے بدبختوں سے میری مطلقاً نسبت نہیں

ایسے منحوسوں کو گھونسوں کو پناہ پھر کب ملے

پاک راہوں میں نکلنے کی انہیں رغبت نہیں

اتنا کہنے پر بھی اُن کے دل میں یہ ہیں وسوسے

کس طرح آگے بڑھیں جب ہاتھ میں دولت نہیں

میں ہوں کہتا عزم کر کے تو توکّل حق پہ کر

تجھ کو لے جانے کی اس میں کیا کوئی قدرت نہیں

اس سے لے کر بھی تجھ کو دینا پسند آتا نہیں

کیوں کہ اب تک تجھ کو دینے کی کوئی عادت نہیں

اس مرض کی اک دوا اب استباقِ خیر ہے

ورنہ تجھ کو اس سے بچنے کی کوئی صورت نہیں

ان دنوں حق میری جانب ہر طرح سے آگیا

اس سے بڑھ کر ہم پہ اس کی رحمت و رافت نہیں

اپنی ہمت کچھ نہیں اپنی عزیمت کچھ نہیں

اس سے ہی سب ہو رہا ہے ہم میں کچھ طاقت نہیں

اپنا مقصد پاک ہے کبر و ریا و عجب سے

نفس کی اس میں کوئی خواہش نہیں شہوت نہیں

دیکھنے میں ایک سے اک دل لگائے ہیں ہوئے

فی الحقیقت ان سے اب اُنسیت نہیں الفت نہیں

ہم کو واللہ ہے رضائے حق سوا مطلوب کیا

ہم کو گمنامی ہے پیاری رغبتِ شہرت نہیں

استباقِ خیر کی منزل بہ منزل دیکھ کر

دل یہ کہتا ہے کہ آگے اب کوئی دقت نہیں

سب لگیں استباقِ خیر کے احوال میں

رغبتیں ہی رغبتیں ہیں وحشت و نفرت نہیں

دل سے پوچھ اے مستبق کیا حال ہے اب تک ترا

گر خوشی کا حال ہے تو آئندہ آفت نہیں

اول و آخر وحشت ہی اور تنگ دلی بھی آئی

۲ جو سمجھ لو اس سے بڑھ کر اور کوئی لعنت نہیں

تنگ دل جاتی رہے اور

۲ جب سمجھ لو اس سے بڑھ کر اور کوئی وحشت نہیں

۲ مجھ کو ایسی آج تک کی زندگی میں بالیقین

۲ نہ تھا ہی راحت و لذت اور کوئی زحمت نہیں

استباقی منزلوں کی سیر سے بڑھ کر کہیں

۲ اب تلک لذت نہیں راحت نہیں زحمت نہیں

۲ ہر بھلائی خیر ہے اور خیر میں برکات ہیں

۲ استباقِ خیر سے بڑھ کر کوئی برکت نہیں

اس کے مفہوم مخالف کو سمجھ لو غافلو

۲ چھوڑنے میں اس کے جیسی اور کوئی نکبت نہیں

تم ہمارے ساتھ آؤ یا نہ آؤ ہم کو کیا

۲ مالکِ ارض و سما کی کیا ہمیں صحبت نہیں

ایک دن ہم اس زمین و آسمان کے بیچ میں

۲ ہونے میں حق کے مراکز میں کوئی ندرت نہیں

جس کو ایمان اس کی قدرت پر ہو اس کو کیا کمی

۲ حق کی مرضی کے سوا اپنی کوئی اجرت نہیں

آج حق کے فضل سے بائیسویں منزل ہوئی

۲ جب در بابسط کھلا تو دل کو کیا فرحت نہیں

ہر در مسدود کو وہ بسط کرتا جائے گا

۲ پھر تو برکت اور رحمت میں کوئی عسرت نہیں

واسطے نوری پیا کے آمرا تیرا خدا

ساتھ تیرا وہ نہ چھوڑے تو کوئی زحمت نہیں

۲ فضلِ حق سے آج تک کیا کیا ہوا کیا نہ ہوا

اس سے بڑھ کر کیا کہوں مردہ جو تھا زندہ ہوا

جہل کی دنیا میں میں تھا مجھ کو آتا کچھ نہ تھا

اس کے علم و فضل سے نادان سے دانا ہوا

۲ بے ارادہ تھا میں مضطر تھا پریشان حال تھا

حق کا میں چاہا ہوا اور وہ مرا چاہا ہوا

عاجزی اپنی صفت تھی ہم تو کچھ کرتے نہ تھے

اس کی قدرت سے ہمارا بول بھی بالا ہوا

۲ سن نہیں سکتا جب نہ تھا تو کیا سنا سکتا تھا میں

سارا عالم تھا جو بہرہ فضل سے شنوا ہوا

۲ کوئی دیکھے اور دکھائے کس میں ذاتی ہے بصر

ماسوا نابینا جو تھا فضل سے بینا ہوا

۲ کیا کلام اس میں کہ سارے بے کلامی میں رہے

تھا جو گونگا فضلِ حق سے بالیقیں گویا ہوا

کچھ نہیں تھا نام اپنا عالم امکان میں

جو نہ تھا وہ بھی ہوا اور جو ہوا اچھا ہوا

۲ وہ عدم سے جب قدم کی سیر کو لایا ہمیں

۲ نسبۃً بندہ ہوا اور قولاً مولا ہوا

پھر یوں ہی دونوں تقاضے دم بہ دم ظاہر رہے

۲ عبد منگتا ہو گیا اور رب تو پھر داتا ہوا

۲ ہم گناہ میں ہیں فنا ہے تو بقا میں رہنا

۲ جو برا ہے وہ ہمارا اور بھلا تیرا ہوا۔

456

مجھ میں ہر دم شر ہی شر ہے تجھ میں ہر دم خیر ہے
شر سے شر ہو نہ سکا جب خیر کا غلبہ ہوا
اس لئے میری برائی دب گئی اور چھپ گئی
خیر ہی کا ہر جگہ شہرہ ہوا جس چیز ہوا
میں جسمًا لحم ہوں اور دھوپ کی ہے مثل تو
اڑ گئی یا دب گئی تو ورنہ پھر گندہ ہوا
ہوں میں جب جسمًا فنا تو نے ہے دی روحًا بقا
اک طرف بندہ فنائی اک طرف مولا ہوا
اک طرف آباد ہوں میں اک طرف برباد ہوں
اس سے ہوں آراستہ اور خود سے ہوں مارا ہوا
وہ تو ہر دم ہے بناتا میں بگڑتا ہی رہا
اس نے تو اعلیٰ کیا پر خود سے میں ادنیٰ ہوا
زندہ اس نے جب کیا پر وہ جلاتا ہی رہا موت اس میں جب نہیں تو موت کب دیتا ہے وہ
زندگی کا طرف ٹوٹا خود بہ خود مردہ ہوا طرف تیرا تنگ ہوا تو پھر الگ زندہ ہوا
تو نہیں تھا اور نہیں ہے اور نہ ہوگا ایک دن
تھا وہی تو وہی رہا اور ہے وہی اور جو بھی ہوا اس کا ہوا
کچھ نہیں تھا بس وہی تھا وقت کے اوّل سے تھا
پھر کسے لانے کا بولو اس کو یہ سودا ہوا
قول لولاک لما سے شان یہ ظاہر ہوئی
رب کا وہ بندہ ہوا اور سب کا وہ مولا ہوا
نسبۃً ہے شان عبدی قوۃ شان دگر
ہر طرف عبد حقیقی کا نہ کیوں چرچا ہے
اک طرف قطرہ فنا ہے اک طرف دریا ہوا
اک طرف عبد حقیقی کی صدا ہے آ رہی
یہ وہ بندہ ہے یقیں جس کا خدا شیدا ہوا

457

مثل احمد کائنات عالم امکان میں
ہو نہ سکتا اور نہ کوئی آج تک پیدا ہوا
جس طرح باری و سارن ذات باری ہر گڑی
اس طرح ان کا بھی ہر جا ہر گڑی جلوہ ہوا
قبل آدم خود نبی اور بعد آدم در نبی
اس طرح درجہ بدرجہ آخرًا جلوہ ہوا
جسم سے آدمؑ تھے اوّل روح سے احمد رہے
جسم سے آدم کا بیٹا روح سے باوا ہوا
ہر نبی ذاتًا بشر اور بالاضافت غائبی
اصلیت پر بشریت کا یوں ہی اک پردہ ہوا
پھر ہدایت کے لئے بس صورت بشری ملی
معنائے احمد جدا ہے صورۃً دھوکا ہوا
پردۂ بشری میں تھا جیسا بھی تھا جو کچھ بھی تھا
صورت بشری کا جلوہ خارج پردہ ہوا
پردہ خود دو طرفہ تقسیموں کا ضامن ہو گیا
منکشف جلوہ کہاں سے خارج پردہ ہوا
خارج پردہ جو ہے وہ سر بسر محروم ہے
داخل پردہ کا جلوہ اس پہ پوشیدہ ہوا
داخلہ بھی خارجہ بھی جس کو حاصل ہو وہی
داخل پردہ ہوا تو خود بہ خود شیدا ہوا
خارج پردہ شریعت ہے طریقت داخلہ
داخل پردہ حقیقت میں خدا بندہ ہوا

ذرّہ ذرّہ عین حق ہے تو ہی پھر بحث کیا
شانِ احمد میں تجھے کیوں وسوسہ پیدا ہوا

سربلندی ہے ہی سرنامِ احمد پر بھلے
جو یہاں اکڑا یقیناً ہر جگہ اوندھا ہوا

فی الحقیقت وہ ھُوَ تھا جب کہا خود کو اَنَا
یہ اَنَا اقرارِ احمد اس سے پھر اَنْتَ ہوا

اس ھُوَ سے ہے اَنَا اور اس سے پھر اَنْتَ بنا
پھر ھُوَ ہی ہے اَنَا اَنْتَ اَنَا جلوہ ہوا

پھر عدم سارے کے سارے ہیں قدم مولا مرے
جلوۂ ماوشما میں بس خداوندہ ہوا

لا الٰہ کی حقیقت میں دو عالم نیست ہے
پھر تو اِلّا اللہ سے ہر جا خداوندہ ہوا

لا الٰہ سے جلا دے پرچمِ باطل کو تب
دیکھ تب تو اِلّا اللہ کا قائم جا بجا جھنڈا ہوا

لا الٰہ بھی کہا تو اور اِلّا اللہ کہا
بے اثر اور بے اجر اک خواہ مخواہ دھندا ہوا

جب رسول اللہ کہا تو دونوں مل کر آ گئے
تب یقیناً باخدا اور بندۂ مولا ہوا

اللہ اللہ بولنے میں مشرک بھی آجائے گا
مشرکوں کا بھی کبھی یہ لفظ ہے بولا ہوا

یا رسول اللہ محض توحید پر مبنی رہا
ہر زبان پہ اہلِ ایماں ہی کا ہے بولا ہوا

یا رسول اللہ کا کہنا شرک کہہ کر ظالمو
لعنتی لوگوں کا سارا معاملہ گندہ ہوا

حق کی [illegible]
دین و ایماں کا تمہارے معاملہ پختہ ہوا

اب میں مقصد کی طرف آتے ہوئے اتنا کہوں
استباقِ خیر سارا بالیقین للہ ہوا

کیوں کہ اس میں ہم نہ اپنے واسطے کچھ مانگتے
جو مِنَ اللہ ہے الی اللہ ہو کے پھر للہ ہوا

مستبق وہم و گماں کے سارے پردے پھاڑ دے
ہے بھلا تیرے لئے جتنا یقیں پیدا ہوا

مال و دولت کی نہیں یہ سیر بابا کر یقیں
قوتِ ایماں ہی سے اب تلک سودا ہوا

استباقِ خیر میں ہے مال بالکل مختصر
دیکھ ایماں و یقیں کتنا یہاں پیدا ہوا

ہر قدم پر دیکھ نصرت حق کی کس کو مل گئی
ذوق میں آتا چلا جا یوں ہی تو بڑھتا ہوا

کر دعا حق سے ہمیشہ استقامت کے لئے
مانگ فضلِ حق کو بابا دم بہ دم روتا ہوا

وقت ہے بننے کا تیرے رات دن اب بنتا جا
کب تلک غافل رہے گا رات دن سوتا ہوا

اپنا کچھ دیتا نہیں اور پاس اپنا کچھ نہیں
یہ سمجھ لیتا ہوں حق سے گرچہ ہوں دیتا ہوا

موت ہے اس دن تری جس دن تو غافل مر گیا
ذکرِ حق میں ہے زندگی ہے ورنہ پیر و مرگ ہا

ذکر جس نے کر لیا اس نے شکر بھی کر لیا
ہے ثواب مستحق یہ اس میں چل بڑھتا ہوا

آج تک چوبیس منزل ہماری طے ہوئی
اب درِ رافع کی جانب خود یہ خود رستہ ہوا

رافعٌ اَنْتَ اِلٰہی وَالوَلِیُّ المُنِیب
رافعُ الدرجات مِنْکَ یوم ہے آیا ہوا

وَارْضَ عَنْہُ یا الٰہی فَارْضَ عَنَّا دَائِمًا
جس طرح اب تک تری رحمت کا ہے سایہ ہوا

ھٰذَا مِنْ فضلِ الٰہی مَا وَجَدْتُ مِثْلَہٗ

رَبَّنَا اجْعَلْہُ رَفِیْعًا عِنْدَکَ مِنْ فَضْلِکَ
رفعتوں پر رفعتیں دے تا چلے بڑھتا ہوا

لے ترے وہ کام اس سے جن سے تو راضی رہے
میں بھی خوش اور تو بھی خوش اور وہ بھی خوش ہوتا ہوا

جب تجھ سے راضی ہو گئی
آمنا نوری پیا تیری طرف ہے جب ہوا
مرتضیٰ اور مصطفیٰ اور ان کا پھر مولا ہوا
تجھ سے راضی مصطفیٰ اور خالق یکتا خدا

وہ تیرا اگر ہے تو بتا غم تجھے کیا ہے
کونین پہ بھاری ہے جو اک مردِ خدا ہے

ہے شرط کہ تو اس کا ہو وہ تیرا ہے ایسا
جیسے کہ تو خود اپنے پہ شیدا و فدا ہے

اک لمحہ بھی اس سے نہ جدا ہو تو ہمیشہ
جیسے کہ یہ جاں تن سے کبھی بھی نہ جدا ہے

جس آن تن و جان جدا ہوتے ہیں تو جان
وہ جسم جو بے جان ہے ہر آن فنا ہے

یہ موت عناصر میں نظر آئے گی تجھ کو
اب تک نہ کوئی اس کی دوا اور نہ شفا ہے

کچھ چون و چرا کی نہیں گنجائشیں اس میں
راضی بہ رضا ہو کے گذرنے میں جزا ہے

اس جینے میں مرنے میں تجھے دخل نہیں ہے
اک موت و حیات اور ہے جو اس کے سوا ہے

آ تجھ کو بتاؤں کہ وہ کیا مرنا ہے جینا
بے دین ہے مردار تو دیں دار جیا ہے

اسلام ہو ایمان ہو احسان ہو ایقاں
فیضانِ خداوندی ہے جو تجھ پہ ہوا ہے

فیضان تلک رکنا یہاں خود غرضی ہے
شیدا ہو تو اس ذات پہ جو تیرا خدا ہے

فیضان کبھی تجھ سے جدا ہو بھی سکے گا
کیا تجھ سے جدا ہو سکے جو تیرا خدا ہے

ایمان بھی جاتا رہے در حالتِ کفران
کیا ذاتِ خداوندی کبھی تجھ سے جدا ہے

462

مومن رہے کافر رہے مشرک رہے مرتد
جو بھی رہے جیسا بھی رہے ساتھ خدا ہے۔

اس واسطے اک بات [illegible]
تو اس کا خدا ہے یہاں ہو تیرا خدا ہے۔

گر دل میں محبت ہے تو اس ایک سے کر لے
جیسے کہ تو خود آپ ہی اپنے پہ فدا ہے۔

ڈر ہے ترے دل میں تو اسی سے ہی ڈرا کر
جیسے کہ ہلاکت کی مخالفت سے بھرا ہے۔

خواہش ہے اگر دل میں تو کر دین کی خواہش
جیسے کہ تو دنیا کے لئے کیا نہ کیا ہے۔

رغبت ہو تو نفرت ہو تو کر اس دونی سے
جیسے کہ تو خود راغب و نافر بھی رہا ہے۔

غم دل میں ہو تو کھا نہیں غم اور کسی کا
جو دین میں کم ہو گیا غم اس کا روا ہے۔

ممنوع ہے حسد دین میں گر یہ بھی ہے دل میں
کر رشک تو خیرات میں یہ بھی تو روا ہے۔

شہوات میں غالب ہے تو آ تجھ کو بتاؤں
مثنیٰ و ثلاثی و رباعی بھی روا ہے۔

بننا یا سنورنا تجھے مطلوب اگر ہے
سنت کی اداؤں میں نہاں کیا نہ روا ہے

گر تجھ کو بزرگی کی تمنا ہے تو سن لے
تقویٰ ہی میں اکرم ہے جو عند اللہ ہوا ہے۔

سامان جہاں کیا ہے یہ رہتا ہے کہاں تک
ایسے ہی گذر جائے گا جیسے کہ ہوا ہے۔

جو ساتھ نہ دیتا ہو وہ کیا ساتھ میں آئے
جس طرح۔ یہاں دھوکے پہ دھوکا ہی ہوا ہے۔

بابا ہو یا مائی ہو یا بھائی ہو یا آئی
یہ وہ ہیں کہ جن میں نہیں کچھ بوئے وفا ہے

463

مطلب ہی کے رشتے ہیں یہ مطلب ہی کے ناتے
کیا قبر کا ساتھی کوئی ان میں سے ہوا ہے۔

ان جو لیا میں نے وہ نہیں ہے بیاہی
بعد از ترے ہو دوسرے کی کیسی ادا ہے

پہلو میں کسی کے وہ مزے خوب اڑائے
تو خاک تلے دب کے جہاں ڈھیر ہوا ہے۔

میں منکر تزویج ایامیٰ تو نہیں ہوں
چاہتا ہوں کہ اس سے تو بچے جس میں دغا ہے۔

اس عالم فانی سے الگ قبل فنا ہو
لگ جسم سے دل سے ہو الگ ورنہ دغا ہے۔

جتنا جو دیا دے جو لیا لے کے مزے لے
دے دل نہ کسی کو بھی جہاں تیرا خدا ہے۔

دل خانۂ حق ہے تو اسے صاف کئے جا
جو اقدس و اطہر ہے یہ بس اس کی جگہ ہے۔

پھر سوچ سمجھ کیا ہے صفائی بھی یہاں کی
سمجھائے کرائے تجھے جو شیخ صفا ہے۔

معمول تراشے سے معلق نہ جدا ہو
مقصود یہاں اور وہاں تیرا خدا ہے۔

دنیا تجھے مقصود نہ مقصود ہو عقبیٰ
ان دونوں سے آگے کا تجھے کچھ تو پتہ ہے۔

معبود ہی مقصود ہو مقصود ہی موجود
موجود ہی مشہود ہو مشہود خدا ہے۔

معبود ہے مقصود ہے عابد بھی ہے قاصد
اس سے بھی گذر جانا کوئی اور ادا ہے۔

توحید یہی ہے کہ جہاں دید نہیں ہے
بس دیکھنا دکھنا بھی یہاں ایک ہوا ہے۔ میں مثبت تو ہے تو ہے تو مثبت میں
میں بھی نہیں تو بھی نہیں جو ہے وہ خدا ہے۔

دریا ہو تو قطرہ ہے قطرہ ہو تو دریا
یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں بس اک ادا ہے

ایسا نہیں ویسا نہیں جیسا بھی رہا ہے

لا عبد و لا رب کا نکتہ تو یہی ہے
نہ نام و نشاں ہے نہ یہاں کوئی پتہ ہے

قطرے کی وجہ سے ہوا دریا بھی تو دریا
ورنہ تو یہ ناموں کی کہاں صوت و صدا ہے

بندہ کی وجہ سے ہوا ہے نام خدا بھی
اک نام سے اک نام کا اثبات ہوا ہے

اک نام ہٹا تو رہی کیا حاجتِ دیگر
ناموں کے سوا کی جو حقیقت ہے خدا ہے

اس واسطے ناموں کی دوئی چھوڑ کے بولوں
اللہ نہیں بندہ نہیں بس ایسا خدا ہے

ناموں سے بھی ہے مستغنی وہ ایسا غنی ہے
اللہ غنی اک تری ایسی بھی غنا ہے

جب دوسرا آتا ہے تو پردے کی ہے حاجت
ورنہ کوئی کملی ہے نہ اوڑھنی کوئی ردا ہے

آیا جو اور جائے کثرت کا [illegible]
بس میم کا پردہ لئے خود جلوہ نما ہے

اغیار کو دھوکا ہوا پردے کی وجہ سے
بس پردۂ احمد میں خدا ہی ہے خدا ہے

پردہ ہے نگاہوں پہ تو کانوں پہ نہیں ہے
کانوں سے تو سن لو ذرا آوازِ خدا ہے

سنتے ہوئے دل سینے سے جانے جو لگا تو
بولا کہ میں تم جیسا ہوں سن لو جو صدا ہے۔

وہ نور مجرد رہا یہ ظلمت عالم
صورت میں بشر سیرت و معنی میں خدا ہے۔

توحید خدا ہے تو سمجھنا بھی ہے آسان
یہ بندہ ہے وہ جس میں خدا جلوہ نما ہے۔

ہر ذرہ میں وہ جلوہ نمائی بھی ہے کرتا
اس آئینہ میں جوں کا توں وہ جلوہ نما ہے۔

آکام جو کرتا ہے اُدھر لے کے چلوں میں
اے مستقبِ خیر ترا اس میں بھلا ہے۔

گر تجھ کو یہاں کرنے کوئی کام ہے جانا
خیرات میں میں بھی ہوں محمدؐ بھی خدا ہے۔ (خیرات)

چلتا ہے تو پھر دیکھ کہ تو خود نہیں چلتا
چلتا ہوا یہ مان کہ یہ فضلِ خدا ہے۔

رک جائے تو تیرا ہی برا ہے مرا کیا ہے
پرواہ نہیں تیری مجھے بس میرا خدا ہے۔

جو ساتھ میں آئیں گے وہ آباد رہیں گے
جب میری مدد پر مرا آمادہ خدا ہے۔

جو چھوڑیں گے اُن کے لئے میں کچھ نہیں چاہتا کہتا
پھر بھی کہوں آجا در توبہ تو کھلا ہے۔

اب فضل خدا سے ہوئے پچیس مراتب
ہر مرتبہ آسان ہی آسان ہوا ہے۔

وہ بن کے مُعز آج ہمارے لئے آئے
اعزاز ہی اعزاز ہے جو کچھ بھی ہوا ہے۔

آئے تو پریشان نہ ہو اس راہ میں ہرگز
درصورتِ نوری بخدا فضلِ خدا ہے۔

تم اگر میرے رہو بس مجھے حاجت کیا ہے
اس سے بڑھ کر مری جاں اور کچھ راحت کیا ہے۔

پھر سفر ہو یا حضر ہو یا اقامت کیا ہے۔

میری بے چینی میں جب تم ہی رہے چین دلکش
پھر کسی طور مصیبت کی شکایت کیا ہے۔

کوئی پوچھے یا نہ پوچھے مجھے ان سے کیا ہے۔
اب کسی غیر سے الفت یا عداوت کیا ہے۔

تم کو رکھتے ہوئے غیروں کی طرف رخ کرنا
اس سے بڑھ کر بخدا کوئی حماقت کیا ہے۔

تم سے لے کر بھی جو دینے کے لئے رکھتا ہے
اس سے بڑھ کر میں کہوں اور بخالت کیا ہے

جو دیا تم نے دیا آج تلک کم نہ کیا
اس سے بڑھ کر مری جاں اور سخاوت کیا ہے۔

نحن اقرب کی صدا جب سے سنی ہے میں نے
تم پہ قربان مری جان یہ قرابت کیا ہے۔

بیستی میں مری جب ہستیٔ حق مضمر ہے
اس سے بڑھ کر بھی شرافت یا سیادت کیا ہے۔

میں وہ مومن ہوں جسے حق نے خریدا ہے یقیں
وہ زلیخا ترے یوسف کی کرامت کیا ہے۔

حسنِ یوسف تو پسندیدۂ عورت نکلا
میں پسندیدۂ مولا ہوں تو قیمت کیا ہے

میں تو اب میرا نہیں اس کا فریدا ہوں یقیں
اس کو ہے لاج تو پھر فکرِ حفاظت کیا ہے۔

ذکر تو نے کیا جب میں نے کہا کیسے کروں
کہا اذکر تو کہوں پھر مری غفلت کیا ہے۔

ترے اچھا تو قسم کھا کے کہوں کوئی نہیں
پھر کسی غیر سے تم ہی کہو رغبت کیا ہے۔

تم سے بس لو ہے لگی تم ہو اگر جاں سے قریں
ایسی حالت میں مری رغبت و شہوت کیا ہے۔

کون جانے مجھے جانو تو نہیں اک جانو
زندگی میں مری اب خلوت و جلوت کیا ہے۔

سیرِ گلشن میں بھی ہوں قیدِ نشیمن میں بھی ہوں
راحتِ سیر ہے کیا قید کی حالت کیا ہے۔

مجھ سے آکر کوئی پوچھے مرے دل کی حالت
قلبِ مضطر کی یہاں حالتِ وحشت کیا ہے۔

(19) مجھ کو صیاد نے جب اپنا کیا قید کیا۔
طائرِ قید کی قسمت میں یہ زحمت کیا ہے۔
اس کی شقاوت میں ہی سمجھو میری وحشت کیا ہے۔

(21) پھر بھی راضی بہ رضا کا ہے جو سالک اس کو
حق کی مرضی کے سوا اپنی شکایت کیا ہے۔

(20) جو رہے قید سے آزاد اسے کیا ہے خبر
طائرِ قید کی قسمت میں یہ زحمت کیا ہے۔

(22) اب ترے وقت پہ بھی قید لگی ہے آکر
جانے دے چھوڑ بھی دے طول کی عادت کیا ہے

مریض توام کن دوا یا محمدؐ
بجز تو ندارم شفا یا محمدؐ

پناہِ دو عالم توئی عاجزاں را
کرم کن برائے خدا یا محمدؐ

نہ دارم سکوں در دلم ہیچگونہ
سکونِ دل و جانِ ما یا محمدؐ

زبانِ خشک گشتہ دل از سینہ رفتہ
نہ دارم بجز اک صدا یا محمدؐ

دریں حالِ خستہ منم دست بستہ
بدرگاہِ تو من گدا یا محمدؐ

گدائے پریشاں بدرگاہ ذی شاں
بخواند ترا تا کجا یا محمدؐ

بخوانم ترا من شب و روز قائم
شنو از گدا یک صدا یا محمدؐ

درود و سلام از گدائے تو بشنو
بشنیدم بگو بر ملا یا محمدؐ

نگاہم بجوید ترا در دو عالم
کجائی کجائی کجا یا محمدؐ

شہنشاہِ عالم توئی در دو عالم
منم بے کس و بے نوا یا محمدؐ

گنہ گناہ کردہ بے حد پریشان گشتم
توئی عاصیاں را دوا یا محمدؐ

ندارم کسے در جہاں ماوی ملجا
پناہم تو در دو سرا یا محمدؐ

چہ گویم ترا کیستی در حقیقت
ثنائے تو گوید خدا یا محمدؐ

نہ داند کسے مرتبت شاہ والا
تو دانی ترا یا خدا یا محمدؐ

نبی آمد و رفت بہر جا بہر آں
نہ رفتی تو مثلِ خدا یا محمدؐ

بگفتی کہ کنت نبیاً زاول
توئی ابتدا انتہا یا محمدؐ

خداوندہ عالم ترا خلق کردہ
شدہ صورتش خود نما یا محمدؐ

اگر تو نبودی نبودے خدائی
کجا ایں زمین و سما یا محمدؐ

زنورِ تو آدمؑ تا ایں دم بعالم
نمایاں شدہ جا بجا یا محمدؐ

توئی نورِ ایمان توئی جانِ جاناں
تو قرآنِ ما دینِ ما یا محمدؐ

خدا جلوہ کردہ بشان محمدؐ
توئی آیتِ اینما یا محمدؐ

ھُوَ شان حق است بہ آفاق گشتہ
بہ انفس تو اَنتَ اَنا یا محمدؐ

اَنا من بگویم و اَنتَ است نوری
در اَنتَ تو جلوہ نما یا محمدؐ

نیم من تو ہستی۔ منی تو او باقی
خدا بس ترا تو مرا یا محمدؐ

برائے تو عالم خدا پیدا کردہ
۲ فدا کردہ است بر شما یا محمدؐ

۲ بہ این ذوق جانم فدا یا محمدؐ

تمنائے مردن ازین وجہ آمد
۲ وگرنہ چہ دارد گدا یا محمدؐ

چہل سال عمرم گذشت ہر چہ کردم
۲ تو دانی چہ شد ماجرا یا محمدؐ

اگر حق بہ پرسد چرا جرم کردی
۲ جوابم شفیع الورای یا محمدؐ

ہمہ خلق جوید رضائے خداوند الٰہی
رضائے تو جوید خدا یا محمد

مقدر نہ باشد مبدّل یقیناً
۲ بدل می کنی تو قضا یا محمدؐ

عمل را چوں بینم سزا بنگرم من
۲ ترا یاد کردن جزا یا محمدؐ

نہ گویم مرا نیک ہستم یا بد ام
۲ بگو ہر چہ خواہی مرا یا محمدؐ

اگر چہ گنہ گار نادر من استم
۲ گنہ گار من گو مرا یا محمدؐ

سزاوار ہستم سزا گر دہی تو
۲ فدائے تو گردم جزا یا محمدؐ

نہ حور و قصور و نہ جنت بخواہم
۲ طلب می کنم بس ترا یا محمدؐ

ملک می خورد از عبادت غذایش
۲ مرا نام تو بس غذا یا محمد

مزیّن شود قلب و روحم یقیناً (۲۱۱)
۲ بیایم زیادت جلا یا محمدؐ

چرا زاید اطمینانت برفتہ
۲ ترا با خدا نسبت مرا یا محمدؐ

دلم را سکون است بنام محمدؐ
۲ نہ دانم نہ گویم چرا یا محمدؐ

بخواہی کہ قلبت مصفّی کنی تو
۲ اگر نفس خود را مزکّی کنی تو
۲ شود تزکیہ تذکرہ یا محمدؐ

مجلّی شود روح بیک یادِ حضرت
۲ بہ ذوقِ لقایش بگو یا محمدؐ

چوں میرم بہ نزع بگویم ہمین بس
۲ بیا یا محمدؐ بیا یا محمدؐ۔

چوں آئی ببالین من شاہ دین تو
۲ بگویم مشو بس جدا یا محمدؐ

بگیرم قدم را ببوسم چنینش
۲ تمنائے سجدہ ادا یا محمدؐ

بدانم نمازم تمامی شدہ
۲ بروزِ قضا شد ادا یا محمدؐ

فرشتہ درآید بقبرم اگر
۲ جوابم نہ باشد سوا یا محمدؐ

دلیل است قاطع بریں قول من
۲ ثمر نامت خدا کے جدا یا محمد

اگر من بیایم نبیؐ را چنین
۲ ہمیں طور یابم خدا یا محمدؐ

کنون نام نورش محلّل نبی
شب و روز صلّ علیٰ یا محمدؐ

زفیضان نوری بگو آمین تو
بس این قدر بس کن دلا یا محمدؐ

شب و روز صلّ علیٰ یا محمدؐ

۷۸۶

۱۰۱

کلام زاہدان دیگر مقام عاشقان دیگر
مقام عاشقان دیگر ہمہ گم کردہ گان دیگر
اگرچہ در نوشتن شیر و شیر یکسان نوشتی
مگر دانستہ معنی یقیناً این در آن دیگر
بصورت گرچہ بینی احمد مختار را یکسان
میان ہر دو فرق است چون زمین و آسمان دیگر
بیاستش مثل تو بودہ نہ بودہ صورت و معنی
مقام خلق دیگر و شہ کون و مکان دیگر
ہر یک شئی جسم و ظل دارد چرا او را نہ ظل بودہ
کہ او خود ظل حق بودست چہ دانی ظل شان دیگر
بخواند طفل در مکتب و خواند نیز استادش
قرآت طفل دیگر و قرآت واقفان دیگر
اگرچہ در صف مسجد ہمہ اشخاص می بینی
نماز زاہدان دیگر نماز عارفان دیگر
امامت می کند شخصے کہ خود را خود نمی داند
امام عامیان دیگر امام عارفان دیگر
امام عامیان آنست کہ در محراب می ماند
امام ما محمدؐ ہست امام زاہدان دیگر
میان اعتقاد ما و تو فرق است اے زاہد
خیال عارفان دیگر خیال جاہلان دیگر
اگرچہ بوجہل می دید و بوبکر نیز می نگریست
نگاہ کافران دیگر نگاہ مومنان دیگر
محمدؐ عین حق بودست و حق بس عو بھو بودست
درین عینیت حق کی بود وہم و گمان دیگر

اگر مردے محمدؐ چو شخصے در جہان مردے
ہمہ دم کار جہان مردے نماند یک نشان دیگر
بگو کی می بگوئی زین نادان محمدؐ مرد یا رفت است
یقیناً موت ما دیگر وصال جان جان دیگر
اگر یک لحظہ خوش مانم ہمہ دم سلامت دیگر
غمی آید و گوید بس شرر در عاشقان دیگر
ہمہ دم یاد او آید و گوید غافلا بشنو
بخوش در ذکر حق ورنہ خوشئی ذاکران دیگر
دم آرام کردم کز دم آمد در دم دیگر
ملا قاتش بگفت بیدار شو آرام جان دیگر
چنین است زندگانی کس نہ داند حالتم بالکل
رضائے یار می جویم نہ خواہم آسمان دیگر
بگو تو ہر چہ خواہی من بخواہم یک رضائے تو
علاج عابدان دیگر علاج واصلان دیگر
مرا گر دم محمدؐ ہست از و بیدار من گشتہ
بجز از دین تو کئی آید بسویم جان جان دیگر
تو آئی سوئے من آئی بیا جانان بیا جانان
صدائے عاشقان اینست بکائے غافلان دیگر
بحبت می کنم للہ عداوت می شود للہ
چہ داند خلق این حالت زرا کہ حال شان دیگر
کسے گوید کہ این مکر است کسے گوید کہ این نقل است
نہ خواہم از کسے چیزے تو دانی جان جان دیگر
تو آرام دل و جانی تو جان و جان جانانی
توئی ارمان ما ہستی نہ ہست ارمان جانان دیگر
جزائے تو سزائے تو بیاید آمر از نوری
خودی بجز یک مرضئی او من نخواہم در جہان دیگر

ارادے کرنے سو برس سے کامیابی کے
بلا اُن کے ارادے کے کوئی حاصل نہیں ہوتا

ہوا کیا تجھ سے اور کیا ہو سکے گا آئندہ غافل
ہوا ہے تو سمجھ ناقص مگر کامل نہیں ہوتا

ہر اک ہونا یا نہ ہونا سمجھتا ہے تو یہ کہنا
کہ جب قوت نہیں اپنی تو خود فاعل نہیں ہوتا

تیرے جود و کرم نے مجھ کو کھینچا خود ترے در پر
غنی تجھ سا نہیں ہوتا تو میں سائل نہیں ہوتا

زلیخا حسنِ یوسف کی طرف جاتی ہے جانے دو
حسین تجھ سا نہیں ہوتا میں گھائل نہیں ہوتا

محمد مصطفےٰ کا حسن گر ثابت نہیں ہوتا
تو حسنِ احمدی کا خود خدا قائل نہیں ہوتا

طفیل احمدِ مرسل ملا جو کچھ ملا ہم کو
وگرنہ خود قرآں مجھ کبھی نازل نہیں ہوتا

اوامر بھی نہیں ہوتے نواہی بھی نہیں ہوتے
قسم اللہ کی ہم میں کوئی عامل نہیں ہوتا

تری رحمت نہ ہوتی تو جہنم بالیقیں ہوتی
اگر جنت بھی ہوتی تو کوئی داخل نہیں ہوتا

تری ہی وجہ سے ہم نے خدا کی بھی عبادت کی
وگرنہ تا قیامت ایک بھی مائل نہیں ہوتا

تری بعثت نہ ہوتی تو کوئی قائل نہیں ہوتا

گنہگاروں پہ نورِ الٰہی کی ہوتی تجلی
تو بن کر رحمتِ عالم اگر حائل نہیں ہوتا

تری خاطر خدا کو گر نہ ہوتی ہم سے لیا ہوتا
سکونِ دل ترے بچھڑے سے گر حاصل نہیں ہوتا

پریشانی گئی تجھ سے سکونِ قلب ہے تجھ سے
وگرنہ حال کچھ ہوتا مگر یہ دل نہیں ہوتا

تری شمع کے پروانے ہیں دیوانے ہوں یا شانے
وگرنہ ذاتِ مخفی کا کوئی بسمل نہیں ہوتا۔

فراست دین کی تجھ سے تو دنیا کی بھی ہے تجھ سے
وگرنہ عالمِ ہستی میں اک عاقل نہیں ہوتا

تصدق میں نبیؐ کے ہے ملا نوری پیا تجھ کو
اُسی سے سب ملے ورنہ کوئی داخل نہیں ہوتا

اگر فیضانِ نوری آرا تجھ کو نہیں ملتا
جہاں بھر میں کوئی تجھ سا کہیں جاہل نہیں ہوتا۔

(١٠٣)

فَلَمَّا بَكَيْتُ بُكَاءً اَخِيْرًا
فَقُلْتُ اِلٰهِی اَنْتَ قَدِيْرًا
اِلٰی اَيْنَ تَدْعُوْكَ لَيْلًا نَهَارًا
اَلَسْنَا ذَكَرْنَاكَ ذِكْرًا كَثِيْرًا
فَاِنْ لَّمْ تُجِبْنَا فَمَنْ ذَا يُجِيْبُ
اَفِی الْخَلْقِ اَحَدٌ يَكُوْنُ قَدِيْرًا
فَاَنَّا دَعَوْنَا بِلَا اِنْقِطَاعٍ
لِاَنَّهٗ كَانَ سَمِيْعًا بَصِيْرًا
فَلَيْسَ يَلِيْقُ لِیْ ذِكْرُكَ رَبِّیْ
عَرَضْتُ اِلَيْكَ بَشِيْرًا نَذِيْرًا
فَلَا يَنْبَغِیْ اَنْ اَكُوْنَ اَمَامَكَ
اُشِيْرُ اِلَيْكَ سِرَاجًا مُنِيْرًا
فَاَنِّیْ [illegible] حَقِيْرٌ فَقِيْرٌ
[illegible] شَیْءٍ قَدِيْرًا
اَقُوْمُ عَلٰی بَابِكَ يَا اِلٰهِی
[illegible] ظُلْمَةِ الْجُرْمِ صِرْتُ اَسِيْرًا

كَاَنَّ الْبَدْرَ اِذْ طَلَعَ عَلَيْنَا
كَاٰيَةٍ وَجَدْتُ سِرَاجًا مُّنِيْرًا
فَطَارَ الْقَلْبُ مِنِّیْ نَحْوَ اِلَيْهِ
فَصِحْتُ بِصَوْتٍ عَلَيْهِ جَهِيْرًا
فَقُلْتُ اِلٰهِی فَصِرْتُ عَزِيْزًا
فَاَنْتَ اِلٰهِی فَفِیْ كُنْ بَصِيْرًا
فَقَالَ اِلٰی مَا تَكُوْنُ اِلَیَّ
فَلَا اَجْعَلَكَ يَقِيْنًا حَقِيْرًا
فَقُلْتُ عَلَیَّ فَتُبْ يَا اِلٰهِی
فَكُنْ لِیْ دَوَامًا كَرِيْمًا نَصِيْرًا
فَقَالَ اِلَیَّ فَتُبْ اَنْتَ اَوَّلَ
فَقُلْتُ اِلَيْكَ اَتُوْبُ كَثِيْرًا
فَقَالَ فَاِنْ تُبْتُ تُبْ هٰكَذَا
فَكُنْ عِنْدَ بَابِیْ دَوَامًا فَقِيْرًا
فَقُلْتُ اِلٰهِی اَنَا سَائِلٌ
مُذْ اَنْتَ خَلَقْتَ جَعَلْتَ فَقِيْرًا
فَقَالَ اَنَا اَعْلَمُ مَا طَلَبْتَ
طَلَبْتَ سِوَائِیْ وَصِرْتَ حَقِيْرًا

فقلت فقل بعد ما ذا أريد
فقال أنا الله كن لي فقيرا

وإن حرت لي سائلا خالصا
فلا تطلب إن كان بعدي نقيرا

فإن كنت لي هكذا مخلصا
فقيري إلي إليهم أميرا

سوائي فلا تطلبوا يا عبادي
وما تطلبوا ما سوائي حقيرا

سوائي فلا تذكر دائما
فقلت لكم اذكروني كثيرا

وما من سوائي فظن بلائي
لما ذا تريد بلاء حقيرا

شفيق رفيق رحيم كريم
لما لا تحبون حبا كثيرا

فمن كان في حبه فائزا
فقد فاز في الخلق فوزا كبيرا

فيا أيها الأمر انظر هنا
فإن كنت لله كنت أميرا

(1) سوا اس زندگی کے آبتادوں زندگی بھی ہے
عجب عالم ہے اس کا اور ننگ اک بندگی بھی ہے

(2) الگ ہے راہ اس کی اور الگ ہے منزلت اس کی
ہر اک سے پردہ داری ہے مگر بے پردگی بھی ہے

(3) یہاں آسودگی میری تجھے دکھتی ہے اے غافل
جہاں آسودگی ہے بس وہیں آوارگی بھی ہے۔

(4) محض اک لن ترانی سے کہیں مایوس نہ ہونا
ولا لن سے یقیناً اس طرف آمادگی بھی ہے

(7) خدا ناراض ہی ہوگا ہزاروں نیکیوں پر بھی
اگر ان کے دلوں میں تجھ سے کچھ رنجیدگی بھی ہے۔

(5) کسی اک مرتبہ میں گرمیوں میں اہل دنیا سے
مگر لاکھوں طرح سے کیا کہوں بے زارگی بھی ہے

(6) خلافِ اہل حق رہنا خلاف حق کا موجب ہے
بھلا ایسی اطاعت کیا ادائے بندگی بھی ہے۔

کوئی صحرا نوردی میں کوئی آفاق گردی میں
تلاشِ حق تو کیا اس سے بڑی آوارگی بھی ہے

تو سرگرداں پریشاں حال ویراں خانماں ویراں
پسندِ حق بتا ایسی کوئی اک زندگی بھی ہے:

تجھے منشائے حق کا عین بننا آ نہیں سکتا
وہی راز و نیاز عشق کی منزل سے واقف ہے
اسی خاطر کسی بندہ کی کرنی بندگی بھی ہے

جسے وارفتۂ حق کی کوئی وارفتگی بھی ہے۔

محبت بے غرض ہو تو محبت اس کو ماؤں میں
خدا سے بے غرض لمحہ تری کچھ زندگی بھی ہے

کھلاتا ہے پلاتا ہے جلاتا ہے خدا تجھ کو
اسی کے زیرِ احسان زندگی اور مردگی بھی ہے۔

480

محبت کیے مانوں جب غرض کی بندگی ہی ہے۔

گذران عادت سے نظر کر ماسوا اس کے

وہی ہے غرض حبِ حق وہی وارفتگی بھی ہے

جہیں رک جا یہیں رہ یا اسی کا ہو کے رہ جا

فنا میں بندگی بھی ہے بقا میں زندگی بھی ہے۔

اسی کا نام مرنا ہے اسی کا نام جینا ہے

اسی میں رہبری بھی ہے اسی میں رہبری بھی ہے۔

اسی منزل پہ منزل سیر میں آگے تو بڑھتا جا

خدا کو چاہنے والے کسی کو چاہنے لگ جا

ولی کی اور علی کی اور نبی کی رہبری بھی ہے

یہی حبِ حقیقی ہے غرض کی بندگی بھی ہے۔

غلامی ہے تو آزادی میں آجائے گا فی الواقع

تو کمتر ایک ہے ہوگا مگر سب سے نہیں ہوگا

غلامی کی غلامی سروری کی سروری بھی ہے

شہنشاہی سے بھی اونچی تری یہ کمتری بھی ہے۔

تجھے انسان دکھتے ہیں زمانے میں محمدؐ بھی

کہاں وہ دیدِ باطن کورِ باطن تجھ کو حاصل ہو

خدائی ساری بس اک جلوہ گاہِ احمدی بھی ہے

انہیں اپنا سا کہنے کی تجھے آمادگی بھی ہے۔

ہزاروں آئینے ہیں ان میں تجھ کو اک نہیں دکھتی

تجھے تربیتِ شیخِ طریقت گر میسر ہو

انا البشرؐ میں تیری کیا کروں اک خود سری بھی ہے

اسی آیت میں دیکھے گا نبیؐ کی برتری بھی ہے۔ کلیمی ہے خطاؤں میں تو نوری ہے عطاؤں میں

تری بے رونقی بھی ہے تری بارونقی بھی ہے

۱۰۵

ابتدائے ما توئی و انتہائے ما توئی

این زمین ما توئی و آن سمائے ما توئی

اول و آخر توئی و ظاہر و باطن توئی

لمحہ لمحہ ذرّہ ذرّہ در بقائے ما توئی

ہر مرض و علتم را نے دوا و نے دعا

ہر مرض را تو دوائی و دعائے ما توئی

ای بجنبد ذرّہ در عالم بجود از قوتش

پس ہمہ افعالِ ما و ارتقائے ما توئی

این تکلم گر بدے در ذات من با من بدے

ہر بکا و ہر صدا و ہر ندائے ما توئی

(دہنم)

لفظ اگر از ذہنِ تو بیروں برآید تو بگو

از بطونت این ظہورت اے خدائے ما توئی

لفظ از دہنم برآید یا برآید یک کلام

دم بدم در صوت ما و در نوائے ما توئی

(صوت)

بے کلامی وصفِ ما و با کلامی وصفِ تو

این صدا ہائے دو عالم و ندائے ما توئی

تو کلیمی و خطیبی و کنی ہر گفتگو

بلبلِ گویا توئی و خوشنوائے ما توئی

صوتِ طنبورہ توئی و صوتِ ہر سازندہ تو

صوتِ تن تن تار ہا و طبل ہائے ما توئی

صوتِ قوالی توئی و صوتِ ہر بے ساختہ

مطرب و کیف و طرب در بزم ہائے ما توئی

ذوق و شوق و کیف و طرب و لذت و جوش و خروش
اندریں احوال عالم اے خدائے ما توئی

مثل خامہ ایں ہمہ عالم و کاتب اے خدائے ما توئی

مثل خامہ ایں ہمہ عالم بدست تو یقیں
کاتب تقدیر ہستی و قضائے ما توئی

تو بصیری بنگری ہر غیب و ظاہر بالیقیں
بینا و نگران عالم بس سوائے ما توئی

در بصارت من ترا یابم بادراک نظر
در بصر و در نظر نگران سوائے ما توئی

نیست شنوا در دو عالم فی الحقیقت ہیچ کس
عین شنوائی ما و گوش ہائے ما توئی

سامع و مسموع توئی و صوت و آوازم توئی
در بکا و در صدا و در دعائے ما توئی

بشنوی تو خود بگوئی عین سمع و گفتگو
من چہ گویم چوں تو خود صوت و صدائے ما توئی

غافلست آں کس کہ گوید در برہایش غیر را
سامع ہر درد و آفت ہر بلائے ما توئی

قادر مطلق توئی و ما سوایت عاجزے
پس یقیناً قادر مطلق خدائے ما توئی

اقتدارت قائمست بر ہر دو عالم ہر زماں
ناامید انیم از ما و رجائے ما توئی۔

ہر چہ خواہی تو کنی و نیست قدرت غیر را
عجز ما کردہ برہنہ ورد ائے ما توئی

گر دہی قوت کسے را آں توانا تر شود
گر و فر ما از تو و در ہمدمائے ما توئی

انتظار است در ہمہ خلق و مریدے خود توئی
فعل ما آید ز تو و ہر ادائے ما توئی

علم در ذات خلائق نیست بالکل بالیقیں
علم تو در جہل ما مثل جلائے ما توئی

ہست بیت ما سوایش ابتدا تا انتہا
مردہ ہست عالم و زندہ اے خدائے ما توئی

موت کردہ آئینہ اندر دراں زندہ بیں
یاب او را اندریں گو بس لقائے ما توئی

من بذات خود فنا و در بلا ہا مبتلا
ہست الحمد بقائے ما چوں در بلائے ما توئی

جز خلا چیزے نہ یابی از عدم تو بر ملا
جز تو عالم ہست خلا و بر ملائے ما توئی

نور مطلق سوئے من چوں رخ کند نوری شود
نور یا در ظلمت عالم جلائے ما توئی

مال و دولت شان و شوکت ہر چہ ہست از نور تو
زر تو ہستی نقرہ ہستی یا طلائے ما توئی

484

علم و فضل و مرتبت یابم اگر یابم ز تو
علم و فضل و جاہ و حشمت از تمنائے ماتوئی

آبروئے ہر دو عالم ہست از تو جاں جاں
اعتلائے ماتوئی و ابتدائے ماتوئی

غوث اعظم قطب عالم شاہ جیلانی توئی
نور یا در این زمان غوث الورائے ماتوئی

آں محی الدین بودہ زندہ کردہ دین را
تو محی الدین ما و ابتدائے ماتوئی

آں معین الدین چشتی افتخار چشتیاں
تو معین الدین ما و مقتدائے ماتوئی

اندرت بینم ولایت آئینہ کردہ ترا
آنچہ بنماید ولی را بس جلائے ماتوئی

از ولایت چوں کنم اک سیر بوئے انبیاء
در تو بینم ہر نبی و مصطفائے ماتوئی

آمرا بس کن بدیں جا انتہا کن سیر را
تو بگو من بندۂ تو و خدائے ماتوئی

آمرا بس کن بدیں جا انتہا کن سیر را
تو بگو من بندۂ تو و خدائے ماتوئی۔

485

۴۳

(۱۰۶)

سب سے اب چھوٹے ہم اس سے لگے بیٹھے ہیں
[illegible] بیٹھے ہیں۔

در اغیار کی اب بحث ہی لا یعنی ہے
اپنا در تک بھی تو ہم بند کئے بیٹھے ہیں۔

آئے کوئی یا نہ کوئی ہمیں پروا کیا ہے
ہم دو عالم سے نظر بند کئے بیٹھے ہیں۔

اللہ اللہ سے لطف عجب ملنے لگا
ذکر کے کیف کی لذات لئے بیٹھے ہیں۔

لاکھ جلوت ہو فدا خلوت جاناں پہ یقیں
مئے وحدت کا لئے جام پئے بیٹھے ہیں۔

قوم فاران میں تو تبلیغ کا میدان تھا کھلا
دشت تبتل میں تو عالم سے کٹے بیٹھے ہیں۔

پھر الیہ سے در وحدت والا ہے کھلا
راز تبتیل کو سینوں میں لئے بیٹھے ہیں۔

راہ تبتیل میں ملنے ہے آسان تبتل کے لئے
کٹتے ہیں پر بھی تو آرام لئے بیٹھے ہیں۔

ان کا جینا نہیں دکھتا ہے بصد عیش و طرب
دار پر ہیں وہ جو سردار بنے بیٹھے ہیں۔

لفظ سردار کو سرکار کو کیا سمجھے کوئی
ہیں سر دار جو سردار بنے بیٹھے ہیں۔

نام سرکار بھی دشوار ہے تجھ کو اذاں
جو سرِ کار ہیں سرکار بنے بیٹھے ہیں

ہیچ آفت نہ رسد گوشۂ تنہائی را
قال تھا صاحبِ احوال بنے بیٹھے ہیں

کبھی جلوت کبھی خلوت کی تجلّی میں ہمیں
جانے کیا کیا نہ بنایا یا بنے بیٹھے ہیں

اخذ و ایتاء کی تجلّی میں کوئی کیا جانے
دینے والے ہیں یا خود اُن سے لئے بیٹھے ہیں

دینے والے ترے دینے کے میں صدقے جاؤں
جان و دل جسم و دلی جن سے جئے بیٹھے ہیں

آج تک تیری اطاعت کا نہ حق پورا ہوا
کیا عبادت ہے ہماری جو کئے بیٹھے ہیں

ایک سجدہ بھی قسم کھائے کہوں ہو نہ سکا
پھر مصلّے پہ نمازی ہی بنے بیٹھے ہیں

محفلِ وعظ میں ملّا کی سجاوٹ دیکھی
گویا دلہن سے بنے اور سجے بیٹھے ہیں

کیا خبر غیر کی اصلاح کی جو خود غافل ہیں
خود نمائی پہ اڑے اور تلے بیٹھے ہیں

نعمتیں اُن سے سنو اور شکایت رب کی
سنتی طوق کو پہلے کے گلے بیٹھے ہیں

ان کی بنیادوں نے تو کعبہ کو برباد کیا
دین کی راہوں میں اکثر یہ گھسے بیٹھے ہیں

دل میں ہے کوئی واعظ یا خوزن یا امام
باکرائے کے ہیں یا خود ہی بکے بیٹھے ہیں

اپنی روٹی ہی بنانے کی فکر ہے ان کو
نام کو ملّتِ احمد پہ مرے بیٹھے ہیں

سننے والو تمہیں تلخی مری اچھی نہ لگے
کیا کریں ہم تو اِدھر دل کے جلے بیٹھے ہیں

کام کرنا ہے ہمیں نام سے کیا حاصل ہے
ان کو چھوڑو میاں ہم ان کو لئے بیٹھے ہیں

یاد کی بات، ہو یا یافت کی حالت کوئی
لب کشائی ہے کہاں ہونٹ سئے بیٹھے ہیں

آتیں (دہشتیں) آتی ہیں پر ہلکی سے ہلکی ہو کر
سر سے ٹل جاتی ہیں پر ہم تو جئے بیٹھے ہیں

این سفر در وطن است غم نخور اے سالک من
ہر برائی سے بھلے اور بھلے بیٹھے ہیں

قلب سے اور نگاہوں سے ہنادی دنیا
اب مجیب ان کے تماشوں میں لگے بیٹھے ہیں

اب نہ جانا ہے نہ آنا ہے نہ کہنا ہے کہیں
سجن یوسف کے تماشے میں لگے بیٹھے ہیں

خارج قید بھی یوسف تو رہے زنداں میں
داخلِ قید ہیں احکام لئے بیٹھے ہیں۔

[illegible]
واں بھی پہنچتے ہیں رہ یاں بھی جو پہنچائے ہیں

جب تو کل ہے تو غیروں کو سنانا کیا ہے
ربّنا اللہُ تو کہنا تھا کہے بیٹھے ہیں۔

خلق سے یہ نہیں کہنا کہ نہیں ہو دیتے
سب فقیر وہ ہے غنی اس سے لئے بیٹھے ہیں

سب بھکاری ہیں خدا سب کا ہے یکتا داتا
سب سے کٹ کر بس اسی اک سے جڑے بیٹھے ہیں۔

دیکھنے میں تو تہی دست ہیں خالی ہیں ہم
درحقیقت یہ خدا اس سے بھرے بیٹھے ہیں۔

خشکیاں تم کو دکھیں ہم میں وہی سرسبزی
فضلِ حق سے تو ہرے اور بھرے بیٹھے ہیں۔

مست ہیں ساقیِ مے خانہ کے ہیں تو پھر کیا ہونا
دے کے دنیا کو ہم عقبیٰ کو لئے بیٹھے ہیں

پھر بھی عقبیٰ سے سلام اپنے کیا ہم نے نہیں
دونوں عالم کو دئے اُن کو لئے بیٹھے ہیں۔

حکم آنے کا بھی پہلے سے ہم عامل نکلے
فیضِ نوری کو لئے اور جمے بیٹھے ہیں

اب بھلا کس کو کوئی چاہے گا آمر نہ کہنا
مگر اجی جبکہ خدا ہی سے ملے اور جلے بیٹھے ہیں۔

489

۷۸۴

۱۰۷

دے شب خیالِ یار را گفتم ثنائے ما توئی
گفتہ کہ من بالاترم گفتم کجا ہمتائے ما توئی

گفتہ گرائے گفتہ نقائے گفتہ بود آسان ترا اے ناتواں
گر چہ بود ایک منی زاتا سوائے ما توئی

گفتم گدائے تو منم ہر دم فدائے تو منم
گفتہ چہ داری نزدِ تو لائق فدائے ما توئی

گفتم نہ دارم ہیچ شئی خالی منم چوں مثل نئی
گر جثتے چوں مثل نے گوئی صدائے ما توئی۔

گفتم پرستار تو ام گفتہ چہ گفتی این مگو
ہر چہ کنی از ما کنی بس یک گدائے ما توئی۔

من چہ کنوں گوئم ترا از عقل ما بالاتری
گفتہ بگو اکنوں مرا ہر دم خدائے ما توئی

گفتہ بگو اکنوں چہ خواہی بعد ازاں گفتم نہ خواہم ہیچ شئی
گفتہ چہ قصدِ بندگی گفتم رضائے ما توئی

گفتہ چرا خواہی زمن چیزے دگر گر صادقی
رسمًا دعائے می کنم بس مدعائے ما توئی

گفتہ سزائت گردہم گوئم رضائم این چنیں
گفتم بگن ہر چہ کنی بس یک رضائے ما توئی۔

گفته تحمل کی کنی آفت اگر نازل کند
گفتم نه خود سازنده لائق قوائے ماتوئی

طاعت نه کردم یک دم از معصیت بالاترم
گفته مخور غم این چنین بس گو خدائے ماتوئی

گفتم نه یک دم نیکئی کردم همه در زندگی
گفته مخور خون جگر بس گو صلائے ماتوئی

گفتم ز عصیان قلب در روح آلوده شد تا این زمان
گفته مشو حیران چنین گو بس جلائے ماتوئی

هرگز نه شد از من ادا یک طاعتش لائق جزا
گفته نه کس کرده ادا تو گو ادائے ماتوئی

گفته چرا جرأت کنی بر معصیت هر دم چنین
گفتم که تو لا تقنطوا گفتی وفائے ماتوئی

گفته نه دانی قهر من قهار و جبار اسم من
گفتم که سبقت رحمتی گفتی خدائے ماتوئی

گفته چگونه یافتی واحد مرا در کثرتم
گفتم محمدؐ گفته است بس یک خدائے ماتوئی

گفته چه بیماری تو یابی شفاء در چیه دوا
گفتم مریض هجر تو وصلت دوائے ماتوئی

گفته خوشی رنا خوشی کی حاصلت در دو جهان
گفتم فدائے تو چرا [illegible] ائے ماتوئی

گفته اگر پیغمبرم ترا کرده ست این ماجرا
گفتم بله گفتم من ترا بس ابتلائے ماتوئی

گفته که گفته است من خدا تو بنده من برملا
گفتم روم سوئے نبی گویم نوائے ماتوئی

گفته خدائے تو کجا من کیستم ای بے نوا
گویم محمدؐ را خدا گوید خدائے ماتوئی

گفته چرا گوئی چنین آیا تو یابی آن نبیؐ
گفتم نه دیده گفتمش بس مصطفائے ماتوئی

گفته بیابش در زمان بعد از بگو در هر مکان
گفتم چگونه یابمش بنما خدائے ماتوئی

گفته نهایت ضمان است بنما بیدت آن راه را
در شیخ هر دو یافته گویا خدائے ماتوئی

آئینه سازی شیخ را بینی درو هر دو ادا
بنگر اله و مصطفی گوئی خدائے ماتوئی

آمن تو دره نوری پیا یابی خدا و مصطفی
پس گو تو بے چون و چرا او را خدائے ماتوئی

اُن کے کرم کو یاد کر اُن کے ستم کو بھول جا

حق کے کرم کو یاد کر سارے جہم کو بھول جا
ایسی عطا کو یاد کر ناز و نعم کو بھول جا
دین خدا کو یاد کر دنیا و غم کو بھول جا
ہنس کے گذار زندگی رنج و الم کو بھول جا

دیکھی خطا نہ دی سزا پھر بھی جزا کی دی صدا
ایسے صنم کو یاد کر سارے بھرم کو بھول جا

جی بھی تو اس کے واسطے مر بھی تو اس کے واسطے
اس کی رضا کو ڈھونڈ لے ساری شرم کو بھول جا

اس کی خوشی کے واسطے سینہ سپر بنا رہے
وہ خوش رہے تو بس میاں رنج و الم کو بھول جا

کیا کیا نہ اس کی ہے عطا تو نے نہ کی ہے کچھ وفا
ہر نعل میں اسی کو پا اپنے وہم کو بھول جا

عزت و آبرو تیری ان کی طرف سے ہے یقیں
ہے ما سوا میں کیا رکھا ایسے حشم کو بھول جا

کوئی مرض بھی کیا کرے وہ ہیں طبیب جب ترے
دکتور کو سمجھ نشیم درد و زخم کو بھول جا

سنت سمجھ کے کھا نمک اور شکر شکر کو کھا
دکتور گدا سمجھا کیا اس کے عزم کو بھول جا

بکرا تو کھا تو گائی کھا چرباں تو کھا سبھی تو کھا
ان کے لئے میاں تو کھا مرض و ستم کو بھول جا

مثنیٰ ثلاثی و رباعی کہتا ہے کیا کیوں نہیں
نامرد ہے تو کیا کروں کہنا مجھے فضول جا

تھام لو نیا تمہاری - میں واری تم پر جاؤں نبی جی -
تیرے سوا ہے کون کھیویا - تیری قسم میں تمہاری - میں واری تم پر جاؤں
ٹوٹی ہے نیا تم ہو کھیویا - میں نے تمہیں ہے پکاری - " "
کب سے کھڑی ہوں روتی بلاتی - در پہ تمہارے بھکاری - " "
جگ سو گیا سب نندیا نہ آئی - رو رو کے رین گجاری - " "
گہرا ہے پانی ناؤ ہے فانی - ایسے میں تم کو پکاری - " "
تمرا کھدا ہے تم ہو کھدا کے - میں ہوں تمہاری بچاری - " "
سارے سہارے ٹوٹ گئے ہیں - وہ گئی میں بے سہاری - " "
تم نہ بچاؤ تو گرگی میں - میں ہوں غریب بچاری - " "
کیا میں بتاؤں کیا میں سناؤں - دیکھو نبی جی یہ خواری - " "
سب کو بلایا درشن دکھایا - کیا بدنصیبی ہماری - " "
جوگن تمہاری بن کر بھکاری - آئی ہے دامن پساری - " "
دیکھیا تمہاری صدموں کی ماری - زندگی ساری گجاری - " "
تم سا پیا ہے کون بتاؤ - کل جگ تمہیں سے سنواری - " "
تم جو نہ ہوتے کچھ بھی نہ ہوتا - سب کچھ تمہیں پہ اتاری - " "
آؤ پیا اب تم ہی بتاؤ - تم بن ہے اب بے قراری - " "
پاس بلاؤ درشن دکھاؤ - کچھ بھی نہیں ہے تیاری - " "
دل ایک ہے اور دکھ لاکھوں - کیا زندگی ہے ہماری - " "

تمری نظر کے جاؤں میں صدقے - نگڑے ہیں بلا - ہے واری تم پر

چاہو جو گر تم کیا نہیں ہوتا - "

اس بے نوا اور بے کس کو دیکھو - تمری ہے اک انتظاری - "

دونوں جہاں میں تم مقتدر ہو - حق نے دی یہ آن تم کو - "

چرنوں میں تمرے گر کر پکاروں - بے کس ہوں میں بے سہاری - "

جوگن بنوں میں بن بن پھروں میں - دیکھوں کدھر ہے سواری - "

دکھ جائے اک تم ہو جائے سب گم - نینوں کی ہے انتظاری - "

روتی گذاری زندگی ساری - کب تک رہے بے قراری - "

آکاش و دھرتی کی ساری جوتی - تمرے قدم سے ہے ساری - "

حق نے تمہاری خاطر سجائی - جنت کی ہر گلکاری - "

آدم سے اس دم تم ہی ہو ہمدم - اب تک بھی ہے تمری باری - "

مانے کوئی تم کو یا نہ مانے - نوری بنے یا تو ناری - "

تمرا جو ہوگا وہ حق کا ہوگا - تمرا نہ ہو تو وہ ناری - "

امت تو ساری بگڑی ہوئی تھی - حق نے تمہیں سے سدھاری - "

بگڑے ہوؤں کا غم ہے تمہیں کو - میری بھی ہو غم گساری - "

اپنی لو سے ہے جگ تھکائی - تمرے بھرم سے ہوں بھاری - "

ہر جز و کل کی ہر دو جہاں میں - دی ہے تمہیں اختیاری - "

عالی نسب ہو والا حسب ہو - او ہاشمی او نزاری - "

مورت ہے گوری کالی ہے کملی - چند مکھی پر تمہاری - میں واری تم پر

چند بدنی کملیا کالی - نینوں میں ہے اک خماری - "

گورے بدن پر کالی ہے کملی - نور دیدہ میں تمہاری - "

سرمگیں نینوں کے جاؤں صدقے - تیر نظر کی ہوں کاری - "

مژگاں پہ تیرے جاؤں میں قرباں - اس حسن کی ہے بلہاری - "

اس پر غضب ہے یہ مسکرانا - دندان پیں در اور انباری - "

بولی کی تیری کھائی میں گولی - بسمل بنی بلہاری - "

زلفوں کے تیری شان میں سورت - واللیل جب حق نے اتاری - "

من جملہ تیری شان ظہوری - قرآن میں والضحاری - "

ہاتھ میں لکری کندھے پہ کملی - چندر سی مورت سنواری - "

چال کو تیری کہتے ہیں سیرت - ایسے چلن کے میں واری - "

قرآن دے کر کیا کیا بنایا - عالم و حافظ و قاری - "

تمری اداؤں کے ہیں دفاتر - مسلم صحیح اور بخاری - "

الفخر فقری کی شان عالی - کس کو ہے یہ انتظاری - "

سید کل بھی لا فخر لی بھی - وارے عجب انکساری - "

نام ترا جب آیا لبوں پر - دل سے گئی انتشاری - "

ہر دو جہاں کی قربان تم پر - حکمت ہو یا مالداری - "

ہے حق وجودا ہر اک کا ساتھی - دینا تری ساقہ داری - "

۴ عشق القرنی کا معجزہ کیا ہے - بس اک ادائے اشاری - ہے داری تم پر
۴ سورج کو واپس تم نے بلایا - [illegible]
۴ نورِ خدا ہو میں ضیا ہو - [illegible]
۴ ہر نبی نے تری بات ہے مانی - [illegible]
۴ کنکریوں نے کلمہ پڑھا ہے - راضی گواہ ہماری -
۴ جھاڑی تمہارے حکم سے گھس کر - آ بھی گئی اور سدھاری -
۴ معراج کی شب سارا جہان سب - تمری ہے کی تابعداری -
۴ جبرئیل آئے بُراق لائے - تم ہی نے کی ہے سواری -
اسرا کی شب میں ہر جزو کل میں - تمری ہی تھی تاجداری -
۴ تم تھے گئے واں یا آیا وہ یاں - سمجھو تو بس بات ساری -
مرنے پہ قرباں ہوں تا کہ دیکھوں - قبر میں صورت تمہاری -
۴ ہے خلق حق سے بنتی ہے مٹتی - تمری آمد ہے کماری -
۴ گمراہ کرنی یا راہ دکھانی - حق کو سہاتی یہ ساری -
۴ گمراہی تم سے ہو نہیں سکتی - تم سے ہدایت ہے ساری -
۴ اُمینہ مکینہ کی دعا میں - کیا عجز اور انکساری -
۴ اک تیرِ وحدت میں ختم کثرت - او جان و دل کے شکاری -
۴ مسموم بکری جب کھا رہے تھے - زہر ہے مجھ میں پکاری -

۴ تھوڑے سے کھانے میں ہیں کھلائے - دعوتیاں بسیاری - ہے داری تم پر
۴ اک طرف آں سے سیر یا ہی - سینکڑوں کی تھی شماری -
اندھیرے گھر میں جب سکرایا - اک سخت ظلمت سب ساری -
۴ فیضِ نبی سے لاکھوں ہیں جیسے - بوبکر و بوذر غفاری -
۴ شیدائیاں ہیں سو جان و دل سے - سارے صحابی حواری -
۴ ہر ہر طرح سے تم پر فدا ہیں - عالم بری بخاری -
۴ چاہو جو تم وہ ہو کر رہے گا - جیت تمہاری میں ہاری -
تھی اک زلیخا عاشقِ یوسف - عاشق خدائی تمہاری -
۴ کیا حسنِ یوسف کا تذکرہ اب - وہ ہے خزاں یہ بہاری -
۴ ہے کون خوباں تجھ سا ری جاں - قرباں ہر اک گلعذاری -
۴ تم سے ملی منہ مانگی مرادیں - دو جگ کی مقصد براری -
۴ نام پہ تیرے مر مٹ گئی ہوں - کچھ بھی نہ سوچی بچاری -
۴ آئے نبی سب جانے کی خاطر - تمری نبوت ہے جاری -
نام سے تمرے دل کو سکوں ہے - روح میں کیفیت طاری -
۴ میلاد کی ساعت میں تمہاری - بت گر پڑے اور بجاری -
۴ مبتھلی میں ہار گئے سب - آئے تھے جتنے نصاری -

(110) اللہ کی نظم

—×—

" تعریف حق کی تم کر سکو گے - وہ کر سکے گا تمہاری - "

" نوری پیا کے آئینہ میں ہے - صورت و سیرت تمہاری - "

آ مر کو یوں ہی چھوڑ دو نہ مولا - جائے کدھر یہ بھکاری - "

(111)

رحم کن بہر خدا یا غوث الاعظم دستگیر

کن نظر سوئے گدا یا غوث الاعظم دستگیر

غرق شد در بحر عصیاں کشتیٔ بے چارگاں

شو خدا را نا خدا یا غوث الاعظم دستگیر

دستگیری کن برائے رحمت للعالمین

او ترا و تو مرا یا غوث الاعظم دستگیر

خاکسارم عاجزم حال پریشاں آمدم

بشنو اکنوں یک صدا یا غوث الاعظم دستگیر

حامئ بے چارگانی بر غریباں مہربانی

تو یقیناً از خدا یا غوث الاعظم دستگیر

من ذلیل و خوار گشتہ آمدم بر آستاں

در خدا را بکشا یا غوث الاعظم دستگیر

ہیچ لمحہ در دل من نیست آرام و سکوں

در بلا ہا مبتلا یا غوث الاعظم دستگیر

تو غیاث اللعالمینی مستغاث العالمین

رس بفریاد گدا یا غوث الاعظم دستگیر

501 500

مشکلم آسان شده از نام پاکت یا غوثا
جان من بر تو فدا یا غوث الاعظم دستگیر

نام پاک غوث اعظم بر زبان چون آورد
جان و دل راشد جلا یا غوث الاعظم دستگیر

پر ولی اندر دریں نام مبارک گم شده
داده خود را یک جلا یا غوث الاعظم دستگیر

قادری نام مبارک هر که دارد شد ولی
نام تو این مرتبه یا غوث الاعظم دستگیر

صد هزاران قادریان در جهان ظاهر شده
عظمت نام ترا یا غوث الاعظم دستگیر

عید قادر گشت شان قادر ظاهری
مظهر قادر شده یا غوث الاعظم دستگیر

تو محی الدین گشتی دین را زنده کنی
من فدا بر این ادا یا غوث الاعظم دستگیر

دینداری گشته ممنون تو بے دین پروری
ورنه یک زنده کجا یا غوث الاعظم دستگیر

تاجدار اولیاء و رهنمائے اتقیاء
یا محمد یا ندا یا غوث الاعظم دستگیر

دین ما ایمان ما و جان ما جانان ما
هر چه گوئم هست ردا یا غوث الاعظم دستگیر

کعبهٔ ما قبلهٔ ما سازما سامان ما
زنده کردی دین ما یا غوث الاعظم دستگیر

قول قدمی هذه مقبول نزد اولیاء
منکرش یابد سزا یا غوث الاعظم دستگیر

اولیاء هند زیر پائے پاکت
هست ولایت تحت قدم پاک حضرت بالیقین
توشهنشاه ولا یا غوث الاعظم دستگیر

من مریض لا علاجم هست علاجم نیک توئی
یک نگاه توشنا یا غوث الاعظم دستگیر

آمدن در تحت قدم تو ولایت هست یقین
هم چنانند اولیاء یا غوث الاعظم دستگیر

تا کجا جوئی ولایت زاهدا اندر جهان
گوشدم من خاک پا یا غوث الاعظم دستگیر

502

چون شدی تو خاک پاک غوث اعظم یک سرے
گوشتم من کیمیا یا غوث الاعظم دستگیر رض

مظہر نور نبی ہستی تو اے غوث الورے
ظل نور مصطفےٰ یا غوث الاعظم دستگیر رض

نور احمد ظاہرًا در صورت تو آمدہ
خود شدہ جلوہ نما یا غوث الاعظم دستگیر رض

چون شدہ در صورت تو ذات احمد بے ملا
وجہ او وجہ شما یا غوث الاعظم دستگیر رض

گشت مطلع صاف بالکل حل شدہ ہر مسئلہ
عضو او عضو شما یا غوث الاعظم دستگیر رض

نیست قدمی ھذہ قول شہ جیلاں یقیں
قول احمد آمدہ یا غوث الاعظم دستگیر رض

قدم غوث پاک رفتہ قدم احمد آمدہ
پائے او پائے خدا یا غوث الاعظم دستگیر رض

دست تو دست محمد دست احمد دست حق
دست حق دست شما یا غوث الاعظم دستگیر رض

دست نوری دست تو و دست تو دست نبی
تو بس این گو آمرا یا غوث الاعظم دستگیر رض

گوید آمردانی

503

(112)

اِنَّكَ حامِدٌ وَّ مَحمودٌ
از تو حمد خدا سلام علیک

مُحَمَّدُ اللّٰهِ اَنْتَ فِی الْعالَمِ
ظاهرًا باطنًا سلامٌ عَلَيْكَ

گفته در شان تو خدائے ما
اَنْتَ نورُ الْهُدٰی سلامٌ علیک

خالقُ الارض وَالسَّموات
يَرْفَعُ ذِكْرَكَ سلامٌ عَلَيْكَ

مالكُ الملكِ قائِلٌ فيكَ
وَجْهُكَ وَالضُّحٰی سلامٌ عَلَيْكَ

اِنَّهٗ يُعْطِيْ وَ اِنَّكَ قاسِمٌ
تَقْسِمُ بَيْنَنَا سلامٌ عَلَيْكَ

نَأْخُذُ مِنْكَ مَا يَجِيْ مِنْهُ
رَبَّنَا اٰتِنَا سلامٌ عَلَيْكَ

وَلِذَالِكَ قُولُنَا فِيكَ
رَبَّنَا رَبَّنَا سلامٌ عَلَيْكَ

رَبُّكَ اللّٰهُ بِالْيَقِينِ رَبُّكَ
اِنَّكَ رَبَّنَا سلامٌ عليك

كُنْتَ مِنْ قَبْلِ اٰدَمَ وَحَوَّا
وَ هُمَا بَعْدَكَ سلامٌ عَلَيْكَ

504

اَوَّلُ الْخَلْقِ اَنْتَ فِی الْعَالَمِ
عَاقِبًا جِئْتَنَا سلامٌ عَلَیْكَ
تَشْفَعُ بَعْدَ شَفَاعَتِنَا نَبِیًّا
فَاتِحًا بَابَنَا سلامٌ عَلَیْكَ

بِیَدَیْكَ مَفَاتِیحُ الْاَبْوَابِ
رَبَّنَا افْتَحْ لَنَا سلامٌ عَلَیْكَ
قَدْ خَتَمْتَ النُّبُوَّةَ اَنْتَ
خَاتِمُ الْاَنْبِیَا سلامٌ علیك

یَحْشُرُ اللّٰهُ كُلَّ مَحْشُورٍ
بِیَدَیْكَ هٰنَا سلامٌ عَلَیْكَ
حَاشِرُ الْعَالَمِیْنَ فِی الْمَحْشَرِ
حَاشِرُ كُلِّنَا سلامٌ عَلَیْكَ

اِنَّهٗ كَانَ بِنَا مَا شَآءَ
اِنَّكَ بِنَا سلامٌ عَلَیْكَ
عاصیاں را پناہ تو گشتی
ماحیِ جرم ما سلامٌ عَلَیْكَ

اِنَّكَ تَدْعُنَا وَنَدْعُوكَ
داعیًا دائِمًا سلامٌ عَلَیْكَ
تو سراج خدائے دو عالم
مَشْعَلِ زِینَتِما سلامٌ عَلَیْكَ

505

(۱۱۳) ۴۴

(مالکِ مدینہ) ۲۸۶

ہماری طرف بھی مدینہ کے مالک
خدارا ذرا بیرلا دیکھنا

ہماری تباہی تہہ آسمان اب
نبی جی ہمارے ذرا دیکھنا

یہ دیوانگی ہے یا فرزانگی ہے۔
سمجھ میں نہ آئے تو کیا دیکھنا

طبیبانِ عالم یہ کیا جانتے ہیں
مرا حالِ دل مصطفےٰ دیکھنا

اگر تم نہ دیکھو تو پھر کون دیکھے
برائے علیؓ مرتضیٰ دیکھنا

جب علم خدا کا مدینہ ہی تم ہو
یہ در ہے کدھر اب ذرا دیکھنا

در مصطفیٰ کے تلاشی سے کہہ دوں
حیدری کا پتہ دیکھنا

ولی سے ملو تو علیؓ سے ملوگے
برائے نبیؐ مرتضیٰ دیکھنا

اسی میں رضائے خدا بھی ملے گی
کسی کو برائے رضا دیکھنا

حسنؓ سے ملو تو علیؓ سے ملوگے
علیؓ سے نبیؐ کا پتہ دیکھنا

506

وظیفہ مرا مصطفیٰ مرتضیٰ ہے
ہمہ ابتدا انتہا دیکھنا

(منتہیٰ بصورت مشبہ میں دیکھ)

(و) آئینہ مصطفیٰ دیکھنا۔

یقیناً ہے معطی خداوند عالم
تو معطیٰ لہٗ کو کیا دیکھنا

تو قسم خدا کون قاسم بنے گا۔
تو تُنفِقُ کیف یَشَاء دیکھنا

تو دست نبی کو علی مان لو تم
یہ دو ہاتھوں کو بَل یَدَاہ دیکھنا

انہی ہاتھوں کو تکتا ہوگا زمانہ
سگِ در بنو تو مزہ دیکھنا

عقب سے بنا عاقب و عاقبت بھی
تو ایڑی نبی کی یا پا دیکھنا

کبھی وجہ دیکھا کبھی دست دیکھا
کبھی ایڑیوں کی چلا دیکھنا

فتوحات ان کی غلامی میں آئے
سگانِ دیہ مصطفیٰ دیکھنا

ہمیں تو نبی کو سدا دیکھنا۔

(جزا دیکھنا نہ سزا دیکھنا)

ہمیں کچھ جزا و سزا دیکھنا

507

(۱۱۴)

مرا نور والا پیارا محمدؐ
دو عالم کی آنکھوں کا تارا محمدؐ۔

زمیں پر شعاعیں اسی کی ہیں گرتیں
بلند آسمانوں کا تارا محمدؐ۔

یہ ادنیٰ ہیں جو آسمان پر ہیں تارے
وہ اعلیٰ سے اعلیٰ ہمارا محمدؐ۔

نجومی کا سب ساز و سامان غلط ہو
چکا جب کیا اک اشارا محمدؐ۔

نہ پوچھو کوئی مجھ سے میرے نبیؐ کو
نظر بازوں کا ہے نظارا محمدؐ۔

تمہاری نظر میں سوا شر کے کیا ہے۔
ہماری نگاہوں کا تارا محمدؐ۔

زمیں آسماں میں کہاں ڈھونڈتے ہو
بآرامِ جاں کا ستارا محمدؐ۔

مسا ہے خدا کی نگاہوں میں جب وہ
تو منظورِ حق ہے ہمارا محمدؐ

کہا لا الٰہ تو مومن نہ ہوگا
کہ جب تک نہ دل سے پکارا محمدؐ۔

مرے ساتھ جب ہے مرا خدا مجھے کیا کمی مجھے کیا نہیں
مجھے مل گئے ہیں جو مصطفیٰ مجھے کیا کمی مجھے کیا نہیں

مری چشم تر کی جو ہیں وہ مرے ہر مرض کی دوا ہیں
مجھے یاد آئے وہ یاد جب مجھے فکر ہے تو انہیں کی ہے مرا ذکر اس کے سوا نہیں

مری ذات میں مرے ساتھ میں مرے جسم میں مری جان میں
وہی رہ گئے ہیں تو میں نہیں مجھے کیا کمی مجھے کیا نہیں

کوئی آیا اپنا بھلا کیا جو گیا وہ اپنا برا کیا
مجھے اب کسی کا گلہ نہیں مجھے کیا کمی مجھے کیا نہیں

مری آنکھوں میں کوئی اب نہیں سوا ان کے کوئی بھی رب نہیں
تو کوئی پڑھ کے اس سے دیکھا نہیں کوئی اور میرا خدا نہیں

مرا کوئی ان کے سوا
جو دکھا تو کہہ دیا مصطفیٰ جو چھپا تو کہہ دیا ہے خدا

انہیں دونوں کاموں میں مبتلا یہ خدا نہیں وہ جدا نہیں
میں رہوں تو مجھ سے ہیں زحمتیں نہ رہوں تو ان کی ہیں رحمتیں

اسی واسطے میں رہا نہیں۔ تو کہیں بھی میرا پتہ نہیں۔

مرا ذکر صبح و مساء ہے محمدؐ
مرے ہر مرض کی دوا ہے محمدؐ

پریشانیوں میں کدھر جاؤں بولو
کہ ہاتف سے آئی ندا ہے محمدؐ

نبی کو پکارو خدا کے لئے تم
برائے نبی بس خدا ہے محمدؐ

انہیں کے لئے ہم نے سب کو ہے چھوڑا
تو رب مل گیا جب ملا ہے محمدؐ

دعا کرنے والے تو کیا کر رہا ہے
شروع اور ختم دعا ہے محمدؐ

درود اول آخر دعا کے لگا ہے
تو اول و آخر دعا ہے محمدؐ

کہو پہلے اللہ اللہ اللہ
تو آخر اسی (کا پتہ) کی جزا ہے محمدؐ

ھُوَ الاوّل اور ھُوَ الآخر کا
تعیّن نہیں ہے تو کیا ہے محمدؐ

زمانے میں اوّل زمانے میں آخر
خدا خالق ارسہ ہے محمدؐ۔

نہ ابتدا کی ہے انتہا نہ ہے
بس اک ابتدا انتہا ہے محمدؐ۔

ھُوَ الظاھر کیا ھُوَ الباطن کیا
یہ بعدِ زماں امکنہ ہے محمدؐ۔

زمانوں سے اوّل مکانوں سے اوّل
منزّہ خدا ہے تو کیا ہے محمدؐ۔

منزّہ خداوندہ عالم یقیناً
مشیّتہ کُلّی بنا ہے محمدؐ۔

وظیفے چھٹے (میرے) آٹھوں رات کے اب
وظیفہ مرا اب بنا ہے محمدؐ۔

کتابوں کی دنیا سے رخصت ملی ہے
خطابوں میں بھی سرملا ہے محمدؐ

اولوالعزم ہوں انبیاء ہوں رسل ہوں
مساجد منابر تہیں ہو مبارک
میں ہوں سب ہیں سب مقتدی مقتدا ہے محمدؐ۔